Digitized by Khilafat Library Rabwah.

خلافت لائبریری مملوکہ صدر انجمن احمدیہ
22/9/53
136
24/334

نمبر اوّل

تتمہ اخبار سفیر ہند امرتسر

۱۳- اپریل ۱۸۷۸ء مطابق نہم ربیع الثانی ۱۲۹۴ھ

الملقب بہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جسمین اُن دو جوابون کا جواب ہے کہ ایک
اُنمین سے کسی کانپوری شخص کی کوشش
کا ثمرہ ہے اور دوسرا لکہنو و
بنارس کے بعض علماء کی
جانفشانی کا نتیجہ منجانب
مولوی ابو سعید
محمد حسین صاحب
لاہوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذی اصطفیٰ

میرے اشتہار مسائل عشرہ مشتہرہ ۱۹- و ۲۶ مئی ۷۷ء کے جواب دو- اور آے ہین اوّل قلمی جواب ہے جسکے راقم کوئی صاحب ساکن کانپوری ہین جو اپنے تئین خود بخود ملقب وکیل پیغمبر اخر الزّمان تعریف فرماتے ہین - اِس جواب مین بجز طعن تشنیع وسب وشتم کے بالفاظ فاحشہ مغلّطات کوئی عالمانہ مہذّبانہ بات نہین - معلوم ہوتا ہے کہ اِسکا محرّر اہل علم نہین اور نہ تہذیب واخلاق سے اُسکو بہرہ ہے - اِسلئے مین اُنکو مخاطب نہین کرتا اور اپنی شروط مندرجہ ضمیمہ اشتہار مطبوعہ ۷- جولای ۷۷ء گوش گزار کرکے اُن سے خطاب ناصواب سے معاف رکہنے کی درخواست کرتا ہون -

خلاصہ میری شرط اول کا اُن شروط سے یہہ ہے کہ جو مجہسے بحث کرنا چاہے وہ عالم مشہور ہو- فنون دین- خصوصًا قران وحدیث وفقہ واصول مین مہارت تامہ رکہے -

خلاصہ شرط دویم یہہ کہ اُسکی کلام خلاف تہذیب نہو- اور وہ سخت سست الفاظ جو شان شرفا وعلماء سے بعید ہوتے ہین تحریر مین نہ لاوے پس جسکی کلام اِن دو شرطون سے خالی ہوگی مین اُسکو مخاطب نکرون گا -

یہہ ہے خلاصہ ان شروط کا اور جس کو اسکی تفصیل یا دلیل دیکہنی منظور ہو وہ ضمیمہ سفیر ہندوستان مطبوعہ ۷ - جولای ۷۷ء صفحہ ۶۰ کا ملاحظہ فرماوے اگر وہ صاحب میری اس اعراض مصداق آیہ قرآن (اذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ) کو عاجزانہ اغماض تصور کرکے اپنی تحریر کو چہپوائینگے - تو میرے اس بیان و عذر کی تصدیق فرمائینگے اور مجہے اپنا مشکور بنائینگے -

اور اگر سو بار کوئی ایسی تحریر میری طرف ارسال فرمائینگے تو ادہر سے ایکبار بہی جواب نہ پائینگے - وہی تحریرات بذات خود انکی جوابات متصور ہونگے اور میرے ردّ و بدل کی حاجت نچہوڑینگے ناظرین انہین تحریرات سے جواب انکا سمجہہ جائینگے اور داد انصاف دیکر خود فرمائینگے کہ یہہ اشتہار کا جواب نہین اشتہار مین حدیث صحیح کا مطالبہ ہے اور اسکے جواب مین دشنام صریح سے مقابلہ

دوسرا جواب مطبوع ہے جو مطبع حسینیہ بنارس مین چہپکر شایع ہوا ہے جسکی نقل یہہ ہے

نقل

اشعار الاشاعرہ علی اشتہارۃ* العشرہ

سبحان اللہ مارون تیرا نبو ہے خیرآباد -

حنفی سے سوال کیا گیا اس مین یہہ شرط کہ صحیح حدیثون سے جواب دیا جائے بہلا اہل سنت و جماعت کے یہان ان طریقون کو دخل کہان -

حضرت سائل ہنوز اہلسنت و جماعت کے عبارت کی معنی سے بہی

* ایسا ہی اصل مین اشتہارہ تا سے لکہا ہے -

واقف نہین اللہ اللہ کہان یہہ اہلسنت وجماعت کہان یہہ طریقہ مبتدعہ
عبادات واعمال مروجہ خیر القرون کے اسناد طرق مبتدعہ سے تلاش کرکے طلب
کرنا اُسپر انعام کا وعدہ کرنا۔
کہان اصل کی نقل کہان نقل سے اصل۔
اِس عبث درعبث کا نتیجہ کیا ایسی اُلٹوانسے اوے کا پانی بنڈیری علمیت
ودانائی کے محض خلاف ہے۔
اہل سنت وجماعت کی کوئی غرض دینی اسمین متوقع نہین۔
یہہ طریقہ ایسا مشکوک وغیر مسلوک ہے کہ صحیح لذاتہ وحسن لذاتہ بہی بدون
شہادت کسی اصول یقینی کے اہلحدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لایق و
یقیناً نجات کی توقع کے سزاوار نہین۔
جسکا اصول ظنی اُسکے کل فروعات بہی ظنیات ہین اور جسکے اصول یقینی اُسکے
فروعات بہی کل یقنیات ہین۔
الحاصل اگر بطور جرح وتعدیل کے اہل احادیث کے اصول پر صحت کا ثبوت
کیسکی معمول بہ کی نسبت ہوا بہی تو اُسکا کچہہ نتیجہ نہین۔
امام نووی رحمۃ اللہ لکہتے ہین اذا خرج الحدیث من الحجاز ذهب
نخاعه فقیر کہتا ہے اذا دخل الحدیث فی الهند فسد دواءه۔
جس پر یہہ دعوٰی بمعنی کہ صحت مین کسیکو گفتگو نہو بغیر گفتگو کے صحت کا وجود
کیونکر سمجہا ہے اور کیا لکہا ہے۔
حضرت سائل کو چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق جرح وتعدیل

احادیث صحیحہ سے یا جسطرح ممکن ہو کسیکی کلام و بیکلام سواے طریقہ اشاعرہ کے عقلاً و نقلاً ثابت کرین جس سے اُنکی عبادات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہو جائین۔

عند اللہ ماجور ہونگے والا انعام دُنیاوی کی خواہش رکہتے ہون تو وہ بہی اُن کے وعدہ سے دوچند ہو سکیگا۔

مگر ہان فقیر سراپا حقیر کی التماس ہے کہ پہلے دو ہزار جلد کتب متعلقہ علوم احادیث بہی بہیجدین بعد تحقیقات و اثبات حسب خواہش جناب سائل کی کتابین بجلدوی حسن خدمت رکہہ لیجائیگی۔

الحق اس ظنیات سے یقنیات کا پیدا کرنا اگرچہ خرط قتاد ہے مگر اہلسنت و جماعت کا سب کیا ہوا ہے اب تحصیل حاصل ہے۔

حضرت سائل کو اگر راقم سطور کے دعوی کی تصدیق پر تلاش کی ضرورت ہو ہدایہ کے حواشی ملاحظہ فرمالیوین کہ اُن لوگون نے صحاح کی احادیث پر قواعد جرح و تعدیل عمل مین لاکے کل مسایل کے موافق و مخالف کو جُدے جُدے کردے ہین۔

اگر یہ بہی میسر نہو شرح وقایہ کے ترجمہ اُردو کے حواشی پر توجہ فرمادین امید ہے کہ سمجہہ مین آجاویگا۔

اور اُن لوگون کو جو کچہہ اسباب تحقیقات من حیث وجود کتب علوم حدیث جو کہ ایکسو علم حدیث کا شمار ہوا ہے و من حیث حافظہ و ذکا و اکل حلال و صدق مقال وغیرہ قوای انسانی و اطمینان ظاہر و باطن حاصل تہا اب ممکن نہین

اگر کوئی اُن کی برابری کا خیال کرے سخت نادانی و بے تمیزی اور شکم پروری کا حیلہ ہے۔

اور اُنپر فوقیّت تو اوّل درجہ کی جہالت و بے ایمانی ہے۔

اِلتماس ہے کہ حضرت سایل نے فی جواب دس روپیہ عنایت فرمانیکا اقرار فرمایا ہے فقیر نے کل مسایل حنفیہ کی احادیث صحیحہ سے تطبیق کے معلوم کر لینے کے راہ تعلیم کر دی تیار و وادینے سے نسخہ دینیکی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

تردیع

حضرت سایل خوب سمجہہ کر حساب لگا کر وعدہ وفا فرماوین اگر اسمین کچہہ حیلہ حوالہ کی تقریر دلیل نکالینگے تو ویسے ہی سمجہے جائینگے ہرگز سماعت کے لایق نہونگے اور ہان مین مولوی عبد العزیز صاحب کی ترکیب بہی مدلّل بجواز تحریر فرماوین اور آیت کے قسم بہی۔ اور عاشراً کے مقام مین فشراً کا لفظ کس قاعدہ سے لکہا ہے فقط **المشعر محمد خلیل الدّین بنارسی**۔

یہہ جواب اگرچہ بحسب ظاہر خلیل الدینصاحب بنارسی کیطرف منسوب ہے لیکن در حقیقت یہہ ایک مولویصاحب لکہنوی اور ایک مولویصاحب بنارسی کی جانفشانی کا نتیجہ ہے اور خلاصہ اِس جواب کا چند مضامین ہین جو ذیل مین ذکر کئے جاتے ہین

(۱) حدیث صحیح سے اہلسنّت و جماعت کو کچہہ کام نہین بلکہ مطلق علمیّت و دانائی کو بہی اِس سے تعلق نہین ہے (یعنی حدیث صحیح اہل بدعت اور جہل اور اہل حماقت کا حصّہ ہے) نعوذ باللہ من ذلک کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

(۲) جو اسانید حدیث کتب مروّجہ محدثین مین پائی جاتی ہین یہ سب مستحدث ہین خیر القرون سے پیچھے ہوے پس مسایل معمولہ حنفیہ مین جو خیر القرون مین پائے گئے ہین ایسی اسانید کا سوال و مطالبہ محل تعجب ہے۔

(۳) مسایل معمولہ حنفیہ جنمین سایل مطالبہ لحادیث کا کرتا ہے اصل ہین اور احادیث مطلوبہ سایل انمی نقل۔

(۴) حدیث صحیح کے طلب و تحقیق و عمل عبث ہے کوئی دینی فایدہ اسپر مترتب نہین ہے اور نہ یقیناً اسمین نجات متوقع ہے جب تک اہل حدیث کے اصول پر اسکی صحت کا مدار رکھا جاوے اور کسی اصل یقینی کی اسمین (جس سے مراد انکی اصول کلامیہ اشعریہ ہین چنانچہ مضمون پنجم اسکیطرف مشعر ہے) شہادت نہ لیجاوے اسلیے کہ اصول اہلحدیث ظنی ہین پس جو اسپر مبنی ہے وہ بھی ظنی ہوگا پھر اگر کسی نے اپنی حدیث معمول بہ کو قواعد محدثین سے ثابت بھی کیا تو کیا ہوا یہ طریق مشکوک ہی رہا۔ لایق عمل و سبب توقع نجات نہ بنا۔

(۵) سائل اپنے مسایل معمول بہا کا صحیح ہونا اور اپنے اعمال کا یقیناً موجب نجات ہونا قواعد حدیثیہ سے سواے طریق اشاعرہ کے ثابت کر دکھاوے یعنی نہ کر سکیگا۔

(۶) بدون گفتگو کے صحیح کا وجود نہین یعنی حدیث صحیح اتفاقی کوئی نہین۔

(۷) سائل جواب مسائل چاہتا ہے تو دو ہزار جلد کتب حدیث ہمارے پاس بھیجدے تو ہم جواب مسائل دینگے اور وہ کتابین عوض حسن خدمت خود

رکھہ لینگے۔

(۸) ظنیات (یعنی احادیث) سے یقینیات (یعنی جوابات مسایل سایل کا پیدا کرنا عبث یا دشوار ہے ومع ذلک فقہا نے سبہ کیا ہوا ہے حواشی ہدایہ مین دیکھہ لو وہ نہ میسر آوے تو ترجمہ اردو شرح وقایہ پڑہ لو یہہ لوک سامان کتب بہی بہت کچہہ رکہتے۔ اور کمالات ظاہری وباطنی بہی زیادہ پہر جو کوئی ان کی برابری کا دعوی کرے وہ بے تمیز نادان ہے اور جو انپر فوقیت چاہے وہ جاہل وبے ایمان ہے ہمنے بہی بنای دوا دیدی یعنی کہدیا کہ ہدایہ شرح وقایہ مین جواب دیکہہ لو۔ جو نسخہ لکہدینے سے بہتر ہوتی ہے یعنی احادیث بتانے اور اُن کی صحت ثابت کر دکہانے سے۔

یہہ خلاصہ جواب جناب ہے جو کہ الفاظ صواب سے ثابت ہے

اور ہر چند یہہ جواب بہی اکثر مضامین کے نظر سے لایق خطاب ومحتاج ردّ جواب نہین ہے نہ بنظر علم اور نہ بنظر تہذیب۔ بلکہ بعض مضامین تو اسکے ایسے ہین جنکو عوام مسلمین اول سماع مین رد کر دین اور بعض ایسے ہین جنپر مسلمان کیا عقلاً غیر مذہب بہی ہنس دین۔ ولیکن چونکہ بعض مضامین اسکے باوجود غیر صحیح ہونیکے پیچ ومخفی مغالطون سے خالی نہ تہے اسلیے اسکا جواب مناسب نظر آیا اور متنبہ کرنا مغالطات پر ضروری معلوم ہوا۔ پس مضامین بدیہی البطلان کے بیان مین استدلال وتفصیل قلم مین نہ آویگی او جنمین مغالطے ہین اُنکی تفصیل بخوبی کیجاویگی۔

فاقول بتوفیق اللہ وتوقیفہ۔ مضمون اول تو آپ کا ایسا ہے

جو کسی مسلمان کے خیال مین نہین آیا اور نہ کوئی ایسی بات آجتک زبان پر لاتا ہے کتاب و سنت اسکی تکذیب پر متفق ہین - اور امت محمدیہ اسپر انکار کرنیمین متوافق - کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ قول و فعل پیغمبر سے مسلمان کو کچہہ کام نہین اور سنت و علمیت و دانائی کا اسمین نام نہین - سنت تو اسی قول و فعل نبوی کو جو حدیث سے مراد ہے کہتے ہین پس اسکو چہوڑکر اہلسنت کیونکر ہو سکتے ہین اور اسکے عمل و اخذ سے جاہل و بدعتی کیونکر ہو جاتے ہین مین اس امر کو محتاج بیان و تفصیل نہین دیکہتا اور نہ کسی مسلمان کو اسمین متردد و طالب دلیل سمجہتا ہون و مع ذلک اگر کسی کو اسمین تفصیل دلایل و نقل اقاویل کا شوق ہو تو وہ ضمیمہ سفیر ہندستان ۷۷ء نمبر ۱۰ و نمبر ۱۱ و نمبر ۱۶ کا ملاحظہ کرے اور کچہہ تائید اسکے ابطال مضمون چہارم کے ضمن مین بہی آویگی -

ایسا ہی مضمون دوم کا حال ہے اور بیان اسکی شناعت کا مستغنی از مقال ہے طریق و اسانید احادیث جو کتب حدیث مین موجود ہین سلسلہ وار بواسطہ صحابہ و تابعین و ائمہ متقدمین کے آنحضرت تک پہنچتے ہین پہر انکا مستحدث بعد قرون ثلثہ ہونا کیا معنی رکہتا ہے خدا جانے مجیب نے کبہی کوئی کتاب حدیث کی آنکہہ سے نہین دیکہی یا دیکہہ کر تجاہل عارفانہ کیا ہے اور اگر مجیب کا یہہ زعم ہے کہ محدثین کبار نے مثل بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد نسائی و ابن ماجہ وغیرہم نے یہہ اسانید جہوٹی بنالی ہین تو خدا جانے بہ نسبت امام ابو حنیفہ و امام مالک و امام شافعی و امام احمد کے آپکا کیا خیال ہے کیا اونہون نے بہی اپنی کتب مین مثل موطا و ام و مسندون کے جہوٹی اسانید بنالی ہین اور اگر

یہہ دعوی ہے کہ ان کتابون کی اسانید صحیح و درست ہین ان سے پچہلے محدثین کے سب جہوٹ و نادرست - تو اولاً یہہ ایسی بات ہے جسکو کوئی مسلمان نمانے اور ان حضرات کو کوئی مفتری نجانے - ثانیاً ہم اسکو بطور فرض محال مانکر کہتے ہین کہ ہمنے یہہ سوال کب کیا تہا کہ ہمارے مسایل کے جواب مین پچہلے محدثین کی کتب سے احادیث لاؤ اور بواسطہ اسانید متاخرہ انکی صحت بہم پہنچاؤ - آپ مسند خوارزمی ہی (جسکو حنفیہ اپنی تسکین کے لئے مسند ابو حنیفہ) کہتے ہین کوئی صحیح حدیث لاتے - اور باثبات صحت اسکی اسناد کی اسکی صحت بہم پہنچاتے - آیندہ ہم التماس کرتے ہین کہ سوال خامس و سابع و ثامن و تاسع و عاشر کے جواب مین مسند ابو حنیفہ (یعنی مسند خوارزمی) یا اور متقدمین کے کتب سے جنکو آپ مستحدث نہین جانتے حدیث لائے اور پہلے وعدہ سے دوچند انعام پائے - اور یہہ بہی فرمائے کہ مان بہن کے ساتہہ نکاح کرنا اور حد سے بچ جانا خیر القرون مین کس شخص کا معمول بہ و مروج فعل ہے تو کہ آپکا یہہ استعجاب (خیر القرون کے مروجہ اعمال کے لئے طرق مبتدعہ سے اسناد کیون طلب کرتے ہو) موقع پیدا کرے -

ایسا ہی مضمون سوم آپ کا ظاہر البطلان ہے اور وجہ اسکے بطلان کے مستغنی از بیان ہے مسایل معمولہ حنفیہ جنمین راے و قیاس کو بہی دخل عظیم ہے اصل ہون - اور حدیث رسول اللہ جو باجماع مسلمان قیاس سے مقدم ہوتی ہے اسکی نقل - یہہ بات آپکی سواے کسی مسلمان نے نہین کہی نہ آیندہ کہے گا آپ اپنی کتابین اصول کی دیکہین اور انمین ملاحظہ فرماوین کہ قیاس کس درجہ کی دلیل ہے

اور حدیث اجماع اور قیاس سے متقدم ہے یا متاخر۔ اور یہہ بہی غور سے سوچین کہ مسایل معمولہ حنفیہ عموماً اور جن سے ہمارا سوال ہے خصوصاً انکا مستند حنفیہ کے نزدیک عقل و قیاس ہے یا نہین۔

مضمون چہارم جناب کا بڑے مغالطہ و پیچ کا مضمون ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ حدیث بدون استشہاد و استعانت اصول کلامیہ اشعریہ کے کسی کام نہین۔ اور چونکہ مبنی اسکا اصول ظنیہ ہین اسلئے وہ نہ لایق عمل ہے نہ سزاوار اعتقاد پس اسکی طرف مراجعت محض عبث ہے اور خرط قتاد — اسکا ابطال تین وجہ سے ہے۔ وجہ اول یہہ کہ قطعی ہونا اصول کلامیہ کا محض خیال و سودائے محال ہے جو لوگ عمر بہر اسمین بسر کی۔ اور اس فن کے امام کہلائے۔ وہ آخر کار پچہتائے اور اس سے کچہہ فایدہ نہ اٹہائے۔ بجائے قطع و یقین اس سے حیرت و شک لے پہرے اور آخر کو اس سے توبہ کر مرے۔ اسیواسطے آیمہ اربعہ وغیرہ متقدمین آیمہ نے (جنکو آپ بہی مانتے ہین اور پیشوا جانتے ہین) اس علم کا نام جہل رکہا ہے اور اسکے مشتغل کو بدعتی و جاہل و زندیق یعنی چہپا کافر کہدیا ہے مین اقوال ان آیمہ کو پیشکش نظر سامی کرتا ہون شاید آپ لوگ ان اقوال کو سنکر اس مستحدث علم کی عظمت دل سے نکالین اور بجاے اسکے محبت علم قرآن و حدیث کی دل مین ڈالین اور اپنی قلم و زبان توہین و تخفیف شان حدیث سے سنبہالین

قال الامام ابو یوسف رحمہ	کہا امام ابو یوسف نے (امام ابو حنیفہ
لبشر المریسی العلم بالکلام	کے شاگرد ہین) بشر مریسی کو (ایک بزرگ
ھو الجہل والجہل بالکلام	کا نام) علم کلام کا جاننا جہالت ہے

هو العلم وكانه اراد بالجهل
به اعتقاد عدم صحته فان
ذلك علم نافع واراد به الاعراض
عنه وترك الالتفات الى اعتباره
فان ذلك يصون علم الرجل و
عقله فيكون علما بهذا الاعتبار
وعنه (اى ابى يوسف) ايضا
من طلب العلم بالكلام تزندق
ومن طلب المال بالكيمياء افلس
ومن طلب الغريب الحديث
فقد كذب - وذكر فى غياث
المفتى من ابى يوسف رح انه
لا يجوز الصلوة خلف المتكلم و
ان تكلم بحق لانه مبتدع ولا
يجوز خلف المبتدع وعرضت
هذه الرواية على اوستاذى
رح فقال تاويله انه لا يكون غرضه
اظهار الحق - والذى قاله استاذى
رايته فى تلخيص الامام الزاهدى

اور اسکا نجاننا علم ہے گویا اپنے اس کلام
مین نجاننے سے یہہ مراد رکہی کہ اسکو صحیح نہ سمجہے
سو یہہ علم نافع ہے یا یہہ مراد ہے کہ اس سے مونہہ کو
پہیر لے اور اسکیطرف التفات نہ کرے کیونکہ اس سے آدمی
کا علم و عقل بچ رہتے ہین اس لحاظ سے پر نجاننا
علم ٹہرا اور اسے (یعنی ابو یوسف) سے یہہ بہی
منقول ہے کہ جسنے علم کلام سے طالب العلمی کے وہ چہپا
کافر ہے اور جسنے کیمیا کے ساتہہ مال کو طلب کیا وہ
مفلس ہوا اور جسنے نئی نئی حدیثین (یعنی جنکو
ثقات محدثین نہ پہچانین) طلب کین وہ جہوٹا
بنا۔ اور کتاب غیاث المفتی مین امام ابو یوسف
سے مذکور ہے کہ علم کلام کے متوغل کے پیچہے نماز
پڑہنی جایز نہین اگرچہ وہ حق مونہہ سے نکالے
اسلئے کہ وہ بدعتی ہے اور بدعتی کے پیچہے نماز
درست نہین (صاحب کتاب کہتا ہے) کہ مینے
یہہ روایت اپنے استاذ کے سامہنے پیش کی تو
انہون نے کہا اسکی یہہ وجہ ہے کہ اسکی غرض اظہار
حق نہین ہوتی (یعنی اگرچہ مونہہ سے کلمہ حق کہتا ہے
اور جو میرے اوستاد نے کہا یہہ مینے تلخیص زاہدی مین

حیث قال -
وکان ابو حنیفہ رح یکرہ الجدال
علی سبیل الحق حتی روی عن
ابی یوسف رح انہ قال کنا جلوسا
عند ابی حنیفہ رح اذ دخل علیہ
جماعۃ فی ایدیہم رجلان
فقالوا ان احد ھذین یقول
القران مخلوق وھذا ینازعہ
ویقول ھو غیر مخلوق قال لا تصلوا
خلفہما فقلت اما الاول فنعم
فانہ لا یقول بقدم القران واما
الاخر فما بالہ لا یصلی خلفہ فقال
انہما ینازعان فی الدین - و
المنازعۃ فی الدین بدعۃ کذا
فی مفتاح السعادۃ - ولعل وجہ
ذم الاخر حیث اطلق فانہ
محدث انزالہ وانہ مکتوب
فی مصاحفنا ومقروّ بالسنتنا
ومحفوظ فی صدورنا وقال

(کتاب کا نام ہے) دیکھ لیا جہاں پر کہ کہا
کہ امام ابو حنیفہ جھگڑے کو (یعنی جس میں
کا الزام مقصود ہو) صورت حق میں بھی برا
سمجھتے تھے ابو یوسف سے روایت ہے کہ
امام ابو حنیفہ کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ ایک
جماعت آئی جنکے ہاتھ دو آدمی پکڑے ہوئے
تھے پھر بولے ان دونوں میں سے ایک کہتا
قرآن مخلوق ہے (یعنی خدا نے اسکو بنایا)
یہہ دوسرا اس سے جھگڑتا ہے اور کہتا ہے کہ
قرآن مخلوق نہیں ہے (یعنی خدا کی ذات
ہی اس سے جدا نہیں) تو امام ابو حنیفہ نے
دونوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے (یعنی ابو یوسف
نے) کہا کہ پہلا تو ٹھیک اقتدا کے لائق ہے
جو قرآن کو قدیم نہیں کہتا دوسرے کا کیا حال
ہے کہ اسکے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے (یعنی اس نے
کون سی بری بات کہی ہے) تو امام نے فرمایا
یہہ دونوں جھگڑا کرتے ہیں دین میں اور
دین میں جھگڑنا بدعت ہے ایسا ہی
مفتاح السعادت میں ہے (کتاب کا نام ہے)

الشافعی حکمی فی اهل
الکلام ان یضربوا بالجرید
والنعال ویطاف لهم
فی العشایر والقبائل و
یقال هذا جزاء من ترک
الکتاب والسنته واقبل
علی کلام اهل البدعة وقال
ایضا کل العلوم سوی
القران مشغله ؛ الا الحدیث
والا الفقه فی الدین ؛ و
العلم ما کان فیه قال حدثنا
وما سواه فوسواس
الشیاطین ؛ ومن کلامه
(ای الشافعی) ایضا لان
یلقی الله العبد لکل ذنب
ما خلا الشرک خیر له من
ان یلقاه بشیء من علم
الکلام وقال ایض لقد
اطلعت من اهل الکلام

(ناقل کہتا ہے) شاید اس دوسرے شخص کے
مذمت کی یہہ وجہہ ہو کہ اُسنے عام طور پر
قرآن کو قدیم کہدیا حالانکہ اسکا اُترنا قدیم نہین
اور وہ ہمارے اوراق مین لکہا جاتا ہے اور
ہماری زبانون پر پڑہا جاتا ہے اور ہمارے
سینون مین محفوظ ہے (یعنی یہہ صفتین اسکی
قدیم نہین) اور شافعی نے کہا ہے کہ میرا حکم
اہل کلام کے حق مین یہہ ہے کہ وہ جوتیون اور
چہڑیون سے پیٹے جاوین اور ان کو کنبون
اور قبیلون مین (یعنی کوچہ بکوچہ) پہرایا
جاوے اور کہا جاے کہ یہہ ہے سزا اس شخص
کی جو قرآن اور حدیث کو چہوڑے اور اہل بدعت
کے کلام پر توجہ کرے یہہ بہی امام شافعی نے
کہا کہ قرآن کے سواے سب علوم ایک مشغولہ ہین
بجز حدیث کے اور فقہ دینی کے اور علم وہ ہے
جسمین حدثنا اخبرنا کا ذکر ہے (یعنی علم حدیث
واسناد اسکے سواے جو ہے شیطانی وسواس ہے
اور انہین (یعنی شافعی) کی کلام سے کہ
بندہ شرک کے سواے تمام گناہون کے ساتہہ

علی شیء فما ظننت
مسلمًا یقوله - وقال (ای شافعی)
اذا سمعت الرجل یقول
الاسم هو المسمی او غیر
المسمی فاشهد بانه من
اهل الکلام ولا دین له
وقال ایضا لو علم الناس
ما فی هذ الکلام من الا
هواء لفرّوا منهم فرار
هم من الاسد -
وقال مالک رح لا یجوز
شهادة اهل البدع و
الاهواء فقال بعض
اصحابه فی تاویل ذلک
انه اراد باهل الاهواء
اهل الکلام علی ای مذهب
کانوا - وعن احمد بن
حنبل رح انه قال علماء
الکلام زنادقة -

خدا کو ملے تو اس سے بہتر ہے کہ کچھ علم
کلام سیکھکر اُسکو جا ملے اور یہہ بہی امام
شافعی نے فرمایا کہ مین جو اہل کلام کے کسی
بات پر مطلع ہوا تو مینے کسی مسلمان کو خیال
نکیا کہ ایسی بات کہتا ہو اور فرمایا کہ جب
تم کسی آدمی کو یہہ کہتا سنو کہ اسم مسمی کا
عین ہے یا غیر (یہہ علم کلام کا ایک مسئلہ ہے)
تو جان لو کہ یہہ اہل کلام سے ہے اور اسکا
کوئی دین نہین - اور یہہ بہی فرمایا کہ اگر لوگ
جان لین کہ اس علم مین کیا کچھہ نفسانی خواہشین
(یعنی بدعتین) ہین تو ان سے لوگ ایسا
بہاگین جیسا شیر سے بہاگتے ہین - اور امام
مالک نے فرمایا ہے کہ اہل بدعت و نفسانی
خواہش والون کی گواہی درست نہین
آپکے بعض شاگردون نے اسکے بیان مین کہا ہے
کہ مراد آپکی نفسانی خواہش والون سے
اہل علم کلام ہین خواہ وہ کسی مذہب پر ہون
اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ علماء
کلام زندیق (یعنی چھپے مرتد) ہین -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وقال ایضا لا یفلح صاحب
الکلام ابدًا ولا تکاد تری
احدا نظر فی الکلام الا
وفی قلبہ دغل -
ولقد بالغ فیہ حتی ھجر
الحارث ابن اسد المحاسبی
مع زھدہ ودرعہ بسبب
تصنیفہ کتابا فی الرد علی
المبتدعۃ - وقال (ای احمد)
ویحک الست تحکی بدعتھم
اولا ثم ترد علیھم
الست تحمل الناس بتصنیفک
علی مطالعۃ البدعۃ
والتفکر فی الشبھۃ
فیدعوھم ذلک الی
الرای - والبحث والفتنۃ

اور یہ بہی فرمایا کہ صاحب علم کلام کبہی
نجات نپاویگا اور نہ دیکہیگا تو کسی کو
جو علم کلام مین نظر رکہتا ہوگا - مگر ایسی
حال پر کہ اُسکی دل مین کہوٹ ہوگا -
اور امام احمد نے اپنے اِس انکار مین بڑا
مبالغہ کیا یہانتک کہ حارث محاسبی سے
باوجود اِسکے زاہد و پرہیزگار ہونیکے ملاپ
چہوڑ دیا اس سبب سے کہ اُس نے بدعتیون
کے ردّ مین ایک کتاب تصنیف کی تہی
(یعنی علم کلام کے اصول پر) امام احمد
نے محاسبی کو کہا کہ تجہپر افسوس ہے
کیا تو اِن کی بدعتون کو نقل نہین کرتا ہے
پہر اُن کو رد کرتا ہے کیا تو اسمین لوگونکو
انکی بدعت کے مطالعہ اور شبہات مین
فکر کرنیکے باعث نہین ہوتا پس یہ امر
لوگونکو عقلی باتون اور بحث اور فتنہ کیطرف
بلاتا ہے -

باقی آیندہ

(9)

نمبر دوم

تتمہ نجباء سفیرانہ

۲۰-اپریل ۱۸۹۵ء مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الملقب بہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جسمیں اُن دو جوابوں کے جواب کا بقیہ ہے کہ ایک انمیں سے
کسی کانپوری شخص کی کوشش کا ثمرہ ہے اور
دوسرا لکھنؤ و بنارس کے بعض علماء
کی جانفشانی کا نتیجہ منجانب

مولوی ابو سعید
محمد حسین صاحب
لاہوری

هذا ما نقله على القاري في شرح الفقه الاكبر من اقوال هولاء الائمة في ذم الكلام ونقل نحو ذلك عن الائمة الاخرين فقال وذكر اصحابنا في الفتاوى انه لو اوصى لعلماء بلده لا يدخل المتكلمون ولو اوصى انسان ان يوقف من كتبه ما هو من كتب العلم فافتى السلف انه يباع ما فيها من كتب الكلام ذكر ذلك بمعناه في الفتاوى الظهيرية وهو كلام مستحسن عند ارباب العقول اذ كيف يرام الوصول الى علم الاصول بغير اتباع ما جاء به الرسول ولله در القايل في هذا المقول

یہ وہ اقوال ہین جنکو ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین برای علم کلام مین ان ائمہ کی کلام سے نقل کیا ہے ایسا ہی اور ائمہ سے نقل کیا ہے پس کہا ہے کہ اگر کوئی شخص علماء شہر کیواسطے کچھ وصیت کر جاوے تو علماء کلام اسمین داخل نہ ہونگے (یعنی اسلئے کہ وہ دینی عالم نہین) اور اگر کوئی انسان اپنی کتب سے علمیہ کتب کو وقف کردے تو اسمین سلف (یعنی پہلے علماء) نے یہ فتوے دیا ہے کہ انمین سے کلامی کتابون کو فروخت کیا جاوے (یعنی اسلئے کہ وہ علم دین کی کتابین نہین لہذا وہ وقف نہ ہوین) ایسا ہی بالمعنی فتاوی ظہیریہ مین مذکور ہے اور یہ گفتگو ارباب عقول کے نزدیک پسندیدہ ہے - اسلئے کہ علم اصول یعنی عقاید کیطرف پہنچنا کیونکر قصد کیا جا سکتا ہے بدون متابعۃ اس چیز کے جو آنحضرت لیکر آئے ہین (یعنی حدیث) اور اللہ کے واسطے ایکی کہنے والے کی جو نظم مین کہا ہے

ے ایها المقتدی لتطلب علما
کل علم عبید علم الرسول
تطلب العلم کی تصحح اصلا
کیف اغفلت علم اصل الاصول
وقد قال شیخ مشائخنا
الجلال السیوطی انه یحرم
علوم الفلسفة کالمنطق
لاجماع السلف واکثر
المفسرین المعتبرین من
الخلف ومن صرح بذلك
ابن الصلاح والنووی و
خلق لا یحصون وقد
جمعت فی تحریمه کتابا
نقلت فیه نصوص الائمة
فی الحط علیه وذکر الحافظ
سراج الدین القزوینی
من الحنفیه فی کتاب
الفه فی تحریمه ان
الغزالی رجع الی تحریمه

اے پیروی کرنیوالے علم طلب کرنیکو
جتنے علوم ہین سب علم رسول کے غلام ہین
(یعنی حدیث کی) تو علم ڈھونڈھتا ہے تاکہ اعتقاد
کو درست کرے تو علم اصل اصول کو کیون
بھول رہا ہے اور ہمارے استادون کے استاد
شیخ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ فلسفی علم
حرام ہے جیسے منطق۔ اسلئے کہ پہلے سب علماء
پچھلے اکثر مفسرین اور معتبرین نے اسپر اتفاق کیا ہے
ایسا ہی بیان کیا ہے امام نووی و امام
ابن صلاح اور کتنے لوگون نے جو شمار
مین نہین آتے اور مینے اسکے حرام ہونے
مین ایک کتاب بنائی ہے جسمین امامون
کے اقوال اسکے رد مین نقل کئے ہین اور
حافظ سراج الدین قزوینی نے (حنفیہ مین
سے) ایک کتاب مین جو اس علم کی تحریم
مین انہون نے بنائی ہے ذکر کیا ہے
کہ امام غزالی نے بھی اس کے تحریم کی
طرف رجوع فرمایا ہے۔

بعد ثنائه عليه في اول
المنتقى وجزم السلف من
اصحابنا وابن رشيد من
المالكية بان المشتغل به
لا يقبل روايته انتهى وقد
فصل الامام حجة الاسلام
في احياء العلوم هذا المرام
حيث قال فان قلت فعلم
الجدال والكلام مذموم
كعلم النجوم او هو مباح او مندوب
فاعلم ان للانسان في هذا غلو
وسرافا في اطراف فمن قايل انه
بدعة وحرام وان العبد ان يلقى
الله بكل ذنب سوى الشرك خير له
من ان يلقاه بالكلام ومن
قايل انه فرض اما على الكفاية واما
على الاعيان وانه افضل العبادات او
اكمل القربات فانه تحقيق لعلم التوحيد
ونضال عن دين الله المجيد قال

پیچھے اسکے تعریف کی جو اول کتاب
منتقی مین لکھ چکے ہین اور ہمارے پہلے لوگون
نے اور ابن رشید نے مالکیون مین سے یہہ
بات جزماً کہدی ہے کہ جو اس علم سے شغل
رکھے اسکی روایت مقبول نہین اور
امام غزالی نے اس مطلب کو کتاب
احیاء العلوم مین کہول کر فرمایا ہے
کہ اگر تو کہے کہ جہگڑے اور کلام کا
علم برا ہے جیسے نجوم کا - یا وہ مباح
و مطلوب ہے - تو جان لے کہ اسمین
لوگون کی دونون طرف مین زیادتی
ہے - کوئی قائل ہے کہ یہہ فرض ہے عینی
یا فرض کفایہ - اور یہہ افضل عبادات و کامل
ترین قربات سے ہے اسلئے کہ یہہ علم توحید
کی تحقیق ہے - اور دین خدا سے مدافعۃ
ہے - کہا غزالی نے اور حرام کہنے کیطرف
گئے ہین امام شافعی و امام محمد و امام مالک
و امام احمد و سفیان اور تمام آئمہ حدیث
پہلے لوگون سے پس روان کئے (یعنی کہی)

ان چار سطور ترجمہ کی عربی عبارت صفحہ ۲۱ پر ہے

والی الحریم ذهب الشافعی ومحمد
ومالك واحمد بن حنبل وسائر
وجمیع ائمة الحدیث من السلف
وساق الفاظا تدل علی انهم
قالوا ما سکت عند الصحابة مع
انهم اعرف بالحقایق واقصح فی
ترتیب الالفاظ من سایر المخلوقین
الا لما یتولد منه الشر والبلا -
قال علیه الصلوة والسلام هلك
المتنطعون ای المتعمقون فی البحث
واحتجوا ایضا بان ذلك لو کان
من الدین لکان اهم ما یامر به
رسول الله صلعم ویعلم طریقه ویثنی
علی اربابه ثم ذکر بقیة استدلالهم
ثم ذکر استدلال الفریق الاخر الی
ان قال فانقلت فما المختار
عندك فاجاب بالتفصیل
فقال فیه منفعة وفیه مضرة
فهو باعتبار منفعته فی وقت

اقوال ان لوگون کے - اور یہہ کہ اونہون
نے کہا ہے کہ صحابہ اِس علم سے باوجود
اِس امر کے کہ وہ تمام مخلوق سے حقایق
دین کی زیادہ جاننے والے تھے اور
عبارتین بنانے مین خوش تقریر اس واسطے
چپ رہے ہین کہ اِس سے شر پیدا ہوتا
ہے اسواسطے آنحضرت نے فرمایا ہے
بحث اور کرید کرنے والے ہلاک ہوگئے
اور اونہون نے یہہ بھی سند پکڑی ہے
کہ اگر یہہ بات دین سے ہوتی تو بڑی
مقصود ہوتی جسکو آنحضرت فرماتے
اور اُسکا طریقہ بتلاتے اور اُسکے اہل کی
کی تعریف کرتے پھر اُنکی باقی دلیلین
ذکر کین پھر دوسرے لوگون کی دلیل
ذکر کرکے فرمایا ہے کہ اگر تو کہے کہ تیرے
نزدیک پسندیدہ کیا امر ہے پس اِسکا جواب
اِس تفصیل سے دیا کہ اس مین نفع بھی
ہے اور ضرر بھی ہے پس وہ نفع
کی نظر سے بوقت پائے جانے ضرر کے

الانتفاع حلال او مندوب او
واجب كما يقتضيه الحال وهو
باعتبار مضرته في وقت الاستضرار
ومحله حرام -

قال فاما مضرته فاثارة الشبهات
وتحريك العقائد وازالتها عن
الجزم والتصميم وذلك مما يحصل
بالابتداء ورجوعه بالدليل
مشكوك فيه ويختلف فيه الاشخاص
فهذا ضرره في اعتقاد المحق
وله ضرر في تاكيد اعتقاد المبتدعة
وتثبيتها في صدورهم بحيث
ينبعث دواعيهم ويشتد
حرصهم على الاصرار عليه
ولكن هذا الضرر بواسطة التعصب
الذي يثور عن الجدل -

واما منفعته فقد يظن ان
فائدته كشف الحقائق لديه ومعرفتها
على ما هي عليه وهيهات

حلال ہے یا مطلوب یا واجب جیسا کہ
مقتضاے حال ہو اور وہ ضرر کی نظر
سے بوقت متحقق ہونے ضرر اور محل ضرر
کے حرام ہے -

کہا غزالی نے - رہا ضرر اسکا سو یہہ ہے پیدا ہونا
شبہات کا اور ہلجانا عقاید کا پختگی اور خلوص سے
اور یہہ امر ابتدا ہی مین حاصل ہوجاتا ہے
اور اس سے پہر آنا (یعنی اصلی اعتقاد پر
ہوجانا) شکی امر ہے جسمین لوگ مختلف
الاحوال ہین یہہ تو اسکا نقصان طالب کے
اعتقاد مین پیدا ہوتا ہے اور اسکا نقصان
یہہ ہے کہ بدعتیون کے اعتقاد کو پختہ کرتا ہے اور
انکے شبہ کو انکی جی مین جماتا ہے اسطرح کہ اسکا
باعث پیدا کرتا ہے اور انکی حرص کو اس اعتقاد
پر جمے رہنے پر پکاتا ہے لیکن یہہ ضرر اس تعصب
کے ذریعہ سے ہوتا ہے جو جہگڑا کرنے سے جوش
مارتا رہا اسکا نفع سو کبہی خیال کرتے ہین
کہ اسکا نفع کشف یعنی حقایق کا کہل جانا
ہے اور اشیا کا ہو بہو معلوم ہوجانا

بعد فليس في الكلام وفا بهذا
المطلب الشريف ولعل التخليط و
التضليل اكثر من الكشف و
التعريف قال وهذا اذا سمعته
من محدث او حشوي انما خطر
ببالك ان الناس اعداء ما
جهلوا فاسمع هذا ممن اختبر
الكلام ثم قلاه بعد حقيقة الخبرة
وبعد التغلغل فيه الى منتهى درجة
المتكلمين وجاوز ذلك الى
التعمق في علوم اخرى سوى
نوع الكلام وتحقق ان الطريق
الى معرفة الحقايق من هذا الوجه
مسدود ولعمري لا ينفك الكلام
عن كشف وتعريف وايضاح لبعض
الامور ولكن على الندور انتهى
ما نقله علي القاري عن الامام
الغزالي وغيره ثم قال فانما صدر
هذا كله عنهم لامور منها ما فهم

اور یہہ بات ہنوز دور ہے علم کلام اس مطلب
شریف کیواسطے وافی نہین ہے بلکہ امید
خبط اور گمراہی کی اس کشف اور معرفت سے
اسمین بڑہکر ہے کہا غزالی نے یہہ بات اگر تو
کسی محدث یا ظاہری سے سنی تو تیرے دل مین
یہہ خیال گذرے کہ لوگ جس بات کو نہین
جانتے اسکے دشمن ہو جاتے ہین اب سن لے اس بات
کو اس شخص سے (اپنے آپکو مراد کہتے ہین)
جس نے علم کلام کو خوب جانچا پہر اسکو برا سمجہا
بعد اسکے کہ پوری جانچ کی اور اسمین اخیر درجہ
متکلمین تک پہنچ گیا بلکہ اسکو چہوڑ کر اور علوم مین
حد تعمق (یعنی گہرائی) تک گذر گیا اور خوب
ثابت کر لیا کہ حقایق کی معرفت کا راستہ اس
علم کیطرف سے بند ہے اور بعضے امور کا کہل
جانا اور جان لینا بہی اس علم سے ہو سکتا ہے
ولیکن یہہ شاذ و نادر ہے تمام ہوا جو امام
غزالی وغیرہ سے ملا علی قاری نے نقل کی
ہے پہر کہا یہہ سب کچہہ ان علما سے
کئی امور کے سبب صادر ہوا ہے از انجملہ

ممّا سبق فی اثناء الکلام ان
سبب ذمہم عدولہم عن الاخذ
باصول الاسلام واشتغالہم
بما یعنیہم فی مقام المرام و
منہا انہ یودی الی الشک والی
التردد فیصیر زندیقا بعد
ما کان صدیقا فروی عن
احمد بن حنبل رح انہ قال علماء
الکلام زنادقۃ۔
ومنہا الخوض فی علم الکلام و
ترک العلم باحکام الاسلام
المستفاد من الکتاب والسنۃ
ولجماع الامۃ حتی بعضہم
یجتہد ثلاثین سنۃ لیصیر
کلامیا ثم یدرس فیہ ویتکلم
بما یوافقہ ویدفع ما ینافیہ
ولو سئل عن ایۃ او حدیث
او مسئلۃ مہمۃ من
الفروع المتعلقۃ

وہ ہے جو اثنار کلام سابق مین مفہوم ہوچکا
کہ سبب بڑا کہنے امامون کا علم کلام کو یہ ہے
کہ علمار کلام نے اصول اسلام (یعنی قرآن
وحدیث کو چہوڑدیا) اور لایعنی مطالب
(یعنی دلائل عقلیہ فلسفیہ) سے مشغول ہوے
اور ازانجملہ یہہ ہے کہ یہہ علم شک وتردد
کیطرف پہنچاتا ہے پس ہوجاتا ہے اسکا
مرتکب زندیق (یعنی چہپا کافر) جیسے اسکے کہ
وہ صدیق (یعنی بڑا مومن راستباز) ہوتا ہے
چنانچہ امام احمد سے مروی ہے کہ علم کلام
کے علمار زندیق ہین ازانجملہ خوض (بحث
وجدال) ہے علم کلام مین اور ترک کرنا احکام
اسلام کو جو کتاب وسنت واجماع امت سے
حاصل ہوتے ہین تک کہ بعض لوگ تیس برس
بڑی محنت اٹہاتے ہین کہ کلامی بن جاوین
پہر اسکو پڑہتے پڑہاتے ہین اور اسکی موافق
بولتے ہین اور اسکے خلاف کو رد کرتے
اور اگر ان سے کوئی آیت یا حدیث یا
کسی بڑے مقصود مسئلہ سے متعلق

بالطہارۃ والصلوٰۃ والصوم کان جاہلا عنہا وساکتا فیہا۔

وضو یا نماز یا روزہ کے سوال کرے تو وہ جاہل نکلتے ہین۔

ہذا کلام علی القاری

مترجم کہتا ہے کہ مینے اکثر منطقی وکلامی علما ہندوستان خصوصاً لکہنو وبنارس وصوبہ بہار کا ایسا ہی حال پایا جیسا کہ ملا علی قاری نے کہا ہے وہ لوگ مدۃ العمر شرح مواقف ومیر زاہد امور عامہ وشفا واشارات پڑہاتے رہے ولیکن اگر کسی آیت کے معنے سے سوال کئے گئے تو یہی بولے کہ تفسیر بیضاوی لاؤ۔ اسمین دیکہہ کر بتا دینگے اور اگر کسی حدیث کے معنے اُنسے پوچہے گئے تو ترجمہ فارسی شیخ عبدالحق ومظاہر حق اردو کے مطالعہ مین مصروف ہوے اگر احیاناً مشکوٰۃ کے پڑہانے پر مجبور کئے جاتے ہین تو بدون استعانت ترجمہ اردو مظاہر حق کے جرأت وتوفیق نہین پاتے ہین یہہ اُن لوگون کا حال ہے جو جامع جمیع علوم عقلیہ کہلاتے ہین اور بے تکلف درسی کتابین پڑہاتے ہین ان مین سے ایک مولوی صاحب مرحوم مغفور ایکدفعہ صحیح بخاری پڑہانے لگے جب اسمین آیۃ قرآن آئی تو شاگردون نے پوچہا یہہ کسکی کلام ہے تو آپ فرماتے ہین کسی عاقل بالغ کی کلام ہوگی۔ اور چونکہ علم قرآن وحدیث سے یہہ اس طور معرا رہتے ہین۔ اسلئے اکثر عمل سنت مین قاصر ہوتے ہین نماز اور جماعت کے ملتزم نہین ہوتے مساجد مین حاضر ہونیکو عار جانتے ہین اذان کہنی اور امامت کرانیکو سخت عیب سمجہتے ہین صورت ولباس غیر مشروع رکہتے ہین۔ ایک حضرت خدا انکو بخشے اور رحم کرے۔ ایک دفعہ دہلی مین تشریف لائے تو ان کے ازار شریف ٹخنے سے نیچے تہے۔ کسینی ٹوکا تو آپ فرمانے لگے کہ وہابیون کے جلانیکو نیچے رکہتا ہون۔ ایک صاحب کتب درسیہ

بخوبی بڑہاتے و مع ذلک تیسرے دن داڑی منڈواتے اور داڑی کا کترانا اور چڑہانا
تو بہت لوگون کا شیوہ ہے - طلبا و ملاقاتیون سے موافق سنت اسلام نہین پیتے
بندگی و آداب کے سواے خوش نہین ہوتے - مین زمانہ طالب علمی مین ایک دفعہ لکہنو
مین جا پہنسا اور ایک مولوی صاحب کیخدمت مین بارادہ استفادہ حاضر ہوا - وہان
مینے جواب سلام مین بجز بندگی نہ سنا - پس وہان سے متنفر ہوکر رخصت ہوا - آگے جب
بنارس پہنچا تو وہان مع ذلک سجدہ و انحنا کراتے علماء کو دیکہا -

یہہ سب کمالات علمی و عملی ان علوم کی برکتین ہین جنکو اصل اصول سمجہتے ہین اور انکے
مقابلہ مین قرآن و حدیث کو فضول خیال کرتے ہین جسکو میری اس کلام مین شک ہو
وہ لکہنو بنارس تشریف لیجاوے اور ان حضرات کی زیارات سے مشرف ہوکر جو کچہہ
مینے کہا ہے اس سے دو چند مشاہدہ کرلے اور صاحب فہم رسا و سخن آشنا اس تحریر سے
جسکے جواب مین یہہ اوراق لکہے گئے ہین ہمارے مخفی مخاطبین کی (جو خلیل الدین صاحب
کے پردہ مین ہمسے گفتگو کر رہے ہین) علم و دیانت کا اندازہ کر سکتے ہین انہون نے اس
تحریر مین حدیث کی ایسی توہین کی ہے کہ اسکو علم تو کیا مطلق عقل و دانشمندی سے خالی
کردیا ہے اگر ان کو علم دینی تک رسائی ہوتی یا دیانت سے آشنائی تو کبہی یہہ توہین انسے
سرزد نہ ہوتی - پس جو ملا علی قاری نے فرمایا ہے سچ ہے اور واقعہ کے مطابق - اب
مین ترجمہ بقیہ عبارت ملا علی قاری کی طرف متوجہ ہوتا ہون -

قال علی القاری و منہا ان	آپ فرماتے ہین اور از انجملہ یہہ ہے
مال علم الکلام والجدال الی	کہ انجام کار اس علم کلام کا حیرت
الحیرۃ فی الحال والضلال و	و گمراہی و شک ہے -

والشك في المال كما قال ابن
رشيد الحفيد وهو من اعلم
الناس بمذهب الفلاسفة
ومقالاتهم في كتابه تهافت
التهافت . ومن الذي قال
في الالهيات شيئا يعتد به
وكذلك الآمدي افضل اهل
زمانه وقف في المسايل الكبار
وكذلك الغزالي انتهى اخر امره
الى الوقف والحيرة في المسايل
الكلامية ثم اعرض عن الطرق
واقبل على احاديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم فمات و
البخاري على صدره وكذا
الرازي قال في كتابه الذي
صنفه في اقسام الذات
نهاية اقدام العقول عقال
وغاية سعي العالمين ضلال

چنانچہ ابن رشید نے جو تمام لوگون سے
فلسفی مذاہب اور اقوال کا خوب واقف
تہا اپنی کتاب تہافت التہافت مین
کہا ہے کہ وہ کون ہے جس نے الہیات
(ایک فلسفی مبحث کا نام ہے) کچہہ ایسا
کہا ہے جو کچہہ اعتبار رکہے - ایسا ہی آمدی
(ایک عالم اصولی کلامی کا نام ہے) جو اپنے
زمانہ کے لوگون سے بہتر تہا بڑے بڑے
مسایل مین متوقف رہا ہے - ایسا ہی امام
غزالی آخر کو مسائل کلامیہ مین توقف و حیرت
کو جا پہنچا - پس ان سب طریقون سے مونہہ
پہیر کر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیطرف متوجہ ہوا اور ایسی حالت مین
فوت ہوا کہ صحیح بخاری آپکے سینہ پر تہی -
ایسا ہی امام رازی نے اپنی کتاب مین
جو اقسام ذات مین تصنیف کی ہے نظم مین کہا ہے
ہماری عقلون کی انتہا ایک رسی مین بند
رہجانا ہے اور اکثر لوگون کی کوشش بیکار ہے

* ابن خلکان نے اپنی تاریخ مین یہہ اشعار امام رازی سے نقل کئے ہین اسمین بجاے لفظ غایۃ اکثر منقول ہے یہہ
بہت مناسب معلوم ہوتا ہے اس لئے ہمنے ترجمہ مین یہہ لفظ اختیار کیا ہے - منہ

واروا حنا في وحشة من جسومنا ؛
وحاصل دنيانا اذى ووبال ؛
ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا ؛
سوى ان جمعنا فيه قيل وقال ؛
قال وقد تاملت الطرق الكلامية
والمناهج الفلسفية فما رايتها
تشفي عليلا ولا تروي غليلا
ورايت اقرب الطرق طريق القرآن
اقرء في الاثبات الرحمن على
العرش استوى واليه يصعد
الكلم الطيب واقرء في النفي ليس
كمثله شيء ولا يحيطون به علما
ثم قال ومن جرب مثل تجربتي
عرف مثل معرفتي انتهى
قال القرطبي ع في شرح صحيح مسلم
في باب كراهة الخصومة في
الدين واشد ذلك الخصومة
في اصول الدين كخصومة اكثر
المتكلمين المعرضين عن الطريقة

ہماری ارواح ہماری جسمون سے وحشت
مین ہین اور ہماری دنیا کا حاصل رنج و کلفت اور
وبال ہے ہمنے عمر بھر بحث کرنے سے کیا حاصل نکالا
بجز اس کے کہ قیل و قال کو اکٹھا کر لیا -
کہا امام رازی نے کہ مینے طرق کلامیہ مین
اور مذاہب فلسفیہ مین تامل کیا تو اُن کو
ایسا نپایا کہ بیمار کو شفا دین اور پیاسے
کی پیاس بجھائین اور مینے سب راستون
سے نزدیک راستہ قرآن کا پایا مین اللہ
کی صفات کی اثبات مین یہ آیتین پڑھتا ہون
الرحمن علی العرش استوی - والیہ
یصعد الکلم الطیب اور نفی مین یہ آیت
ہون لیس کمثلہ شی
ولا یحیطون بہ علما - پھر امام نے کہا
جو میرے طرح تجربہ کریگا وہ مجھ جیسا جان لیگا -
اور امام قرطبی نے شرح صحیح مسلم کے باب کراہت
خصومت مین کہا ہے اور بیت سخت
جھگڑون سے دین مین جھگڑا کرنا ہے جیسے
متکلمین جھگڑتے ہین جو طریق

التی ارشد الیها کتاب الله و
سُنّة نبیّه و سلف اُمّته
الی طرق مبتدعة و اصطلاحات
مخترعة و قوانین جدلیة و امور
صناعیة مدار اکثرها علی مباحث
سوفسطائیة او مناقشات لفظیة
ترد تشبیها علی الاخذ فیها شبه
ربما یعجز عنها و شکوک یذهب الایمان
معها۔ ثم ان هولاء المتکلمین
قد ارتکبوا انواعا من المحال
لا یرتضیها البله والاطفال لما
بحثوا عن تخیر الجواهر والاکوان
والاحوال ثم انهم اخذوا یبحثون
فیما امسک عن البحث فیه السلف
الصالح و لم یوجد عنهم فیه
بحث واضح و هو کیفیة تعلقات
صفات الله تعالی و تعدیدها
واتحادها فی انفسها و انما هی
الذات او غیرها و ان الکلام

قرآن و حدیث و سلف سے مونہہ پہیر کر
بدعتی طریقون اور نئی اصطلاحون اور جہگڑے
کے قوانین کیطرف متوجہ ہوتے ہین جنکا
مدار غالبا سوفسطائی (وہمی و خیالی حکمت)
مباحثہ پر ہے یا لفظی جہگڑون پر جنسے
ایسے شبہ پیدا ہوتے ہین جو حل نہین
ہو سکتے اور اُن کے ساتہہ ایمان جاتا
رہتا ہے۔ پہر یہہ کلامی لوگ ایسی محال
باتون کے مرتکب ہوئے ہین جنکو احمق اور
لڑکے بہی پسند نکرین جبکہ وہ جواہر و اکوان
و احوال کے تخیر سے بحث کرنے لگے پہر یہہ
لوگ ایسے مباحث مین پڑے ہین جنسے
سلف صالحین چپ رہے ہین وہ کیفیت
تعلق صفات خدا یتعالی ہے اور
انکا متعدد یا متحد کہنا اور یہہ کہ وہ صفتین
عین ذات ہین۔ یا غیر۔
اور یہہ کہ کلام باری۔

هو متحد او منقسم واذا كان
منقسما فهل ينقسم بالانواع او
بالاوصاف وكيف تعلق في الاول
بالمامور فاذا انعدم المامور فهل
بقي ذلك التعلق ام لا وهل الامر
لزيد بالصلوة مثلا هو عين الامر
لعمرو بالزكوة الى غير ذلك من المباحث
المبتدعة التي لم يامر الشرع بالبحث
عنها وسكت اصحاب النبي صلى الله
عليه واله واصحابه وسلم ومن
سلك سبيلهم عن الخوض فيها۔
وقال ايضا وقد درج كثير من
ائمة المتكلمين عن الكلام بعد
انقضاء اعمار مديدة واماد
بعيدة لما لطف الله بهم و
اظهر لهم اياته وباطن برهانه
منهم امام المتكلمين ابو المعالي
فقد حكى عنه الثقات انه قال
لقد خليت اهل الكلام وعلومهم

متحد ہے یا منقسم پھر اگر منقسم ہے تو اُس کی
تقسیم انواع سے ہے یا اوصاف سے
اور کیونکر تعلق کلام الٰہی کا ازل مین اُس چیز
سے جسکا حکم اِس کلام مین ہوا ہے کیونکر
ہوا ہے اور جب وہ چیز نہ رہے تو پھر تعلق
رہتا ہے یا نہین اور جو حکم متعلق نماز مثلاً
زید کو ہوا ہے وہی بعینہ عمرو کے واسطے
یا زکوۃ کے لئے کیا ہو سکتا ہے اِسکی مثل اور
اِن کے مباحث ہین جنمین بحث کرنیکا شرع مین
حکم نہین آیا اور اصحاب رسول اللہ اور جو انکی
چال پر رہے اُن کی بحث سے چُپ رہے۔
اور یہہ بھی قرطبی نے کہا ہے کہ بہت سے
متکلمین بعد گذر جانے دراز عمرون اور
لمبی مدتون کے اِس علم سے پھر گئے جبکہ
خدا تعالی نے اِن پر لطف کیا اور
انکو ظاہر باطن دلیلین اور آیتین سوجھائین
از انجملہ امام المتکلمین ابو المعالی ہین یعنی امام الحرمین
جنسے ثقہ لوگون نے حکایت کی ہے کہ اونھون نے کہا ہے
مین اہل اسلام اور اُن کے علوم سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وركبت البحر الاعظم وغصت فی
الذی نهوا عنه کل ذلك رغبة
فی طلب الحق وهربًا من التقلید و
الان فقد رجعت عن الکل الی کلمة
الحق علیکم بدین العجائز واختم
عاقبة امری عند الرحیل بکلمة
الاخلاص ویل لابن الجوینی و
کان یقول لاصحابه یا اصحابنا لا
تشتغلوا بالکلام فلو عرفت ان
الکلام یبلغ بی الی ما بلغ ما تشاغلت
انتهی ما قال القرطبی علی ما نقله
کسید العلامة فی قصد السبیل
فی ذم الکلام والتاویل وهذا الذی
نقله القرطبی عن ابی المعالی ابن
الجوینی نقله عنه علی القاری
فی شرح الفقه الاکبر وفیه
فان لم یتدارکنی ربی برحمته
فالویل لابن الجوینی وهانا
اموت علی عقیدة امی او

کنارہ ہوا اور بڑے دریامین سوار ہوا
اور اسمین غوطہ لگایا جس سے مجھے اونہون
نے منع کیا یہ سب کچھ حق کے طلب کرنے
اور تقلید کے بھاگنے کے لئے تھا۔ اور اب
مین ان سب علوم سے کلمہ حق کیطرف پھرا ہوا
تم لوگ اسی دین کو لازم پکڑو جسپر بڑھیا عورتین
ہین (یعنی جو کچھ قرآن و حدیث سے سمجھا اور
اسمین فلسفی و کلامی دلیلون کو خلط نہین
ہوا م اور مین اپنے خاتمہ کلمہ اخلاص
(یعنی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ) پر کرتا
ہون اور افسوس ہے ابن جوینی پر (یعنی پچھلے گئے
پر) اور اپنے شاگردونکو یہ کہتے کہ علم کلام سے
مشغول نہ ہو اگر مین جانتا اس حال کو جس تک
مجھے اس علم نے پہنچایا ہے تو مین اس سے مشغول
نہ ہوتا تمام ہوا جو قرطبی نے کہا جیسا کہ قصد السبیل
مین منقول ہے اور یہ جو قرطبی نے ابو المعالی
یعنی ابن الجوینی سے نقل کیا ہے اسکو ملا
علی قاری بھی شرح فقہ اکبر مین لایا ہے اور اسمین
یہ بھی اسنے منقول ہے کہ اگر اللہ اپنی رحمت سے

علے عقائد عجاز اهل نیساپور
قال الحافظ الامام ابن
القیم فی اعلام الموقعین
عن رب العالمین قد اتفق
الائمة الاربعة علی ذم الکلام
واهله والامام الشافعی
مذهبه فیه معروف عند
جمیع اصحابه الی اخر ما نقله
عنه فی قصد السبیل ونقل
عنه فی الجنة وانه قال قد کان
اصحاب رسول الله صلی الله
علیه واله واصحابه وسلم اذا
سئلوا عن مسئلة یقولون
قال الله کذا وقال رسول الله
صلی الله علیه واله واصحابه وسلم
کذا وفعل کذا ولا یعدلون عن
ذلك ما وجدوا الیه سبیلا قط
ومن تامل اجوبتهم وجدها

میرا تدارک نہ کرے تو میرے لئے افسوس و خرابی
ہے اور سن رکہو مین مرتا ہون اپنی مان کے
اعتقاد یا بڑہیا عورتون نیساپور کے اعتقاد پر
کہا امام ابن القیم نے کتاب اعلام الموقعین
مین کہ چارون امامون نے علم کلام اور کلام
والون کی مذمت پر اتفاق کیا ہے اور امام شافعی
کا مذہب تو اس مذمت مین مشہور ہے ان کے
سب مذہب والون کے نزدیک یہہ مضمون
تا آخر قصد السبیل مین اعلام سے نقل کیا ہے
اور اسی رسالہ جنہ مین منقول ہے کہ ابن
القیم نے کہا ہے کہ آنحضرت کے اصحاب
جب کسی مسئلہ سے سوال کئی جاتے تو
کہدیتے کہ اس مسئلہ مین خدایتعالی
نے یہہ فرمایا ہے اور آنحضرت نے
یہہ فرمایا یا یہہ کہا ہے یہہ لوگ اس سے
عدول نہ کرتے جب تک کہ اسکی طرف
راہ پاتے اور جو کوئی ان کے جوابات
مین تامل کرے تو انکو امراض باطنی کیواسطے

باقی تتمہ نمبر سوم مین

(17)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تتمہ اخبار سفیر ہند امرتسر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲۵ مئی سنہ ۱۸۷۸ء مطابق ۲۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۹۵

الملقب بہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جسمیں اُن جواب کے جواب کا بقیہ ہے جو بعض علماء

لکھنؤ و بنارس نے بمقابل اشتہار

مجریہ ۱۹ مئی شائع کیا صاحب

مولوی ابو سعید

محمد حسین صاحب

لاہور

شفاءً لما فی الصدور فلما طال العهد بعد
الناس عن نور النبوة صار هذا عیبا عند
المتاخرین ان یذکروا فی اصول دینهم وفروعه
قال الله وقال رسوله صلی الله علیه وسلم
اما اصول دینهم فصرحوا فی کتبهم ان قول
الله وقول رسوله صلی الله علیه وآله وصحابه
وسلم لا یفید الیقین فی مسائل اصول الدین
وانما یحتج بکلام الله وکلام رسوله فیها
الحشویة والمجسمة والمشبهة انتهی کلام
ابن القیم ؛

وقال الشهرستانی رح انه لم نجد عن
الفلاسفة والمتکلمین الا الحیرة والندم
حیث قالوا لقد طفت المعاهد کلها
وسرت فی طرقی ما بین تلک المعالم *
فلم ار الا واضعا کف حائر علی ذقن
او قارعا سن نادم + انتهی
کلام الفاضل الشهرستانی
رحمه الله تعالی ؛

وقال الخسروشاهی وکان من اجل
تلامذه فخر الدین الرازی لبعض الفضلاء
ودخل علیه یوما ما تعتقده

شفا، یا دسے - اور جب زمانہ دراز ہوا اور لوگ نور
نبوت سے دور پڑ گئے تو پچھلے علماء کے نزدیک
یہ عیب ہو گیا کہ اپنے اصول و فروع دین
یہ کہدین کہ خدا تعالی نے یہ فرمایا ہے اور
آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ ارشاد کیا
ہے - اصول دین کے باب مین تو اونہون نے
صاف اپنی کتابون مین کہدیا ہے کہ اللہ اور
رسول کا قول اسمین مفید یقین نہین اس
سے وہی سند پکڑتا ہے جو فضول کلام
جیسے اللہ کا جسم بتاوے اسکو مخلوق جیسا سمجھے
تمام ہوا کلام ابن القیم کا - شہرستانی
نے کہا ہے کہ ہمنے فلسفیون اور متکلمین کے
حالت بجز حیرت ندیکھی چنانچہ نظم مین کہا ہے
مجھے عمر (یعنی عمر دینے والے) کی قسم ہے مین نے تمام مقامات
پھرا اور مین سب راستے اون مواقع کے چلا
پس مینے بجز اسکے ندیکھا کہ کوئی حیرت سے دو
پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے - اور کوئی ندامت
سے دانت سے کاٹ رہا ہے
خسروشاہی نے جو امام فخر الدین رازی کے
بڑے شاگردون مین سے تھا ایک فاضل کو جو اوسکے
پاس ایک دن گیا تھا کہا کہ تو کیا اعتقاد رکھتا ہے

قال ما یعتقده المسلمون فقال وانت
منشرح الصدر لذلك مستيقن به
او كما قال فقال نعم فقال الشكر لله على
هذه النعمة لكن والله ما ادري
ما اعتقد والله ما ادري
ما اعتقد وبكى حتى اخضل لحيته
وقال الخربجي عند موته اعرفت
مما حصلته شيئا سوى ان الممكن محتاج
الى الراجح ثم قال الافتقار وصف سلبي
اموت وما عرفت شيئا وقال
اخرا اضطجع على فراشي واضع
الملحفة على وجهي وافابل بين
حجج هؤلاء وهؤلاء يطلع الفجر
ولم يترجح عندي منها شيء
ومن يصل الى مثل هذا الحال
ان لم يتداركه الله تعالى
بالرحمة والاقبال ترنذق
وقال في البرهان القاطع
في اثبات الصانع وهذا الرازي سلطان
العلماء وحجة الحكماء وفخر الملة وشعلة
الذكاء وفيلسوف الاسلام

فاضل بڑا جو علماء اسلام کا مقتدا اور پیشوا ہے
نے کہا کہ تو فراخ حوصلہ ہے اس اعتقاد اور یقین کر
نے والا یا ایسا ہے اور کچھ کہا فاضل بولا ان نہیں
نتا ہے نے کہا تو اللہ کا شکر کر اس نعمت پر لیکن
خدا کی قسم میں نہیں جانتا میں کیا اعتقاد رکھوں اور
رویا یہانتک کہ اپنی ڈاہڑی کو تر کر دیا۔
خربجی نے موت کے وقت کہا میں نہیں جانتا
کہ میں نے کیا اعتقاد حاصل کیا بجز اسکے کہ ممکن محتاج ہے
اپنے ذات کے طرف جو اسکے وجود کو عدم پر
ترجیح دے پھر بولا یہ احتیاج بھی ایک صفت عدمی
ہے میں ایسی حالت میں مرتا ہوں کہ کچھ نہیں جانتا
ایک اور بولا کہ میں اپنے بستر پر لیٹتا ہوں اور
چادر اپنے منہ پر ڈالتا ہوں اور فریقین کے دلائل کا
آپس میں مقابلہ کرتا ہوں پس صبح ہو جاتی ہے
اور میرے نزدیک کوئی بات غالب نہیں ہوتی
ہوا ایسے حالت کو پہنچ جائے اور پھر اللہ تعالے
اپنی رحمت سے متوجہ نہ ہو تو وہ کافر ہو جاوے
برہان قاطع میں جو اثبات صانع میں
تصنیف ہے کہا ہے کہ یہ امام رازی
کا بادشاہ اور حکیموں کے دست آویز اور مذہب
کا فخر اور تیزی طبع کا شعلہ اور اسلام کا فلسفی

بعد ان الفوا الطرق الفلسفية وسلكوا
مسالك الخفية ينشد في كتابه النهاية
في العلم للرحمن جل جلاله * وسواه
في جهلاته يتغمغم * ما للتراب
والعلوم وانما * يسعى ليعلم انه لا يعلم
ويقول في وصيته التي مات عليها واللذ
اختبرت الطرق الكلامية والمناهج
الفلسفية فما رايت فيها فائدة
تساوي الفائدة اليقينية وجدتها
في القرآن العظيم * —
وقال احمد بن سليمان كان
الوليد بن ابان خاتني فلما حضرته الوفاة
قال لبنيه تعلمون احدا اعلم مني قالوا
لا قال فتشهموني قالوا لا قال فاني
اوصيكم اتقبلون قالوا نعم قال
عليكم بما عليه اصحاب الحديث
فاني رايت الحق معهم وقال
ابو الوفاء بن عقيل الفقيه بالغت
في الاصول طول عمري
ثم عدت اليوم عما
الى مذهب المكتب

بعد اس کے کہ فلسفے کے ستون اور پرشیدہ راہون چلتا
رہا (آخر کو) یہہ باتین نظم مین کہہ گیا علم خدا ہی کے
واسطے ہے جسکی ثنا عظمت ہے اسکے سوا جو ہے
سو اپنی جہل پہ رہا ہی مٹی (یعنے انسان) کو
علم سے کیا نسبت ہی یہہ تو اسی واسطے کوشش کر
رہا ہے کہ اپنے تئین علم کو جان لے اور امام فخر الدین
نے اپنی اوس وصیت مین جسپر مرا یہہ کہا ہی کہ مینے
کلامی طریقون اور فلسفے کے ستونون کو خوب دیکھہ بھال
لیا مینے اسمین فائدہ نپایا جو فائدہ قرآن کے
مساوی ہو

احمد بن سلیمان نے کہا ہی کہ ولید بن ابان
میرا ماموں تہا جب اوسکو وقت وفات آیا تو اپنے
بیٹونکو کہنے لگا کیا تم مجھسے کسیکو بڑا عالم جانتے
ہو؟ وہ بولے نہین پہر بولا کیا مجھی چہوٹا سمجھتے
ہو؟ وہ بولے نہین پہر بولا مین تمہین وصیت
کرتا ہون یاد رکہنا تم مرنے گے؟ بولے ان شاء اللہ گے
پس تمکو لازم ہی حدیث والون کے اعتقاد کو لازم
پکڑو مینے جان لیا ہے کہ حق انکے ساتھہ ہی ابو الوفا
بن عقیل نے کہا ہے کہ مینے ہر علم اصول کا
یہ علم ہم نے بہانہ کیا تہا کو مذہب کے طرف لوٹا
جو کتب مین تہا (یعنے عقاید قرآن و حدیث

وقال الامام محمد الشوكاني
في رسالة اجراء الصفات على ظاهرها
اعترف كثير من هؤلاء المتكلمين بانه
لم يستفد من تكلمه وعدم تنوعه بما
تنوع به السلف الصالح الا مجرد الحيرة
التي وجد عليها غيره من المتكلمين
وها انا اخبرك عن نفسي واوضح لك ما
وقعت في اميه فاني في ايام الطلب وعنفوان
الشباب شغلت بهذا العلم الذي سموه
تارة علم الكلام وتارة علم التوحيد و
تارة علم اصول الدين واكب على
مؤلفات الطوائف المختلفة منهم و
رمت الرجوع بفائدة والعود بعائدة فلم
من ذلك بغير الخيبة والحيرة وكان ذلك
من اسباب التي جبلني مذاهب السلف على
انى كنت من قبل ذلك عليه ولكن اردت ان
ازداد فيه بصيرة وبه شغفا وقلت عند النظر
في تلك المذاهب سه وغاية ما حصلته من بحثي
ومن نظري من بعد طول التدبر
هو الوقف ما بين الطريقين حيرة
فيا علم من لم يلق غير التحير

امام شوکانی نے رسالہ صفات مین کہا ہے کہ بہت سے
متکلمین نے اقرار کیا ہے کہ ہمکو اس علم مین کلام
کرنی اور علم سلف پر قناعت نکرنے سے بجز تحیر
حیرت فائدہ نہوا۔ سُن لے مین تجھو اپنا حال
سناتا ہون اور جو مجھہ پر کل گذرا ہے کہہ دیتا
ہون۔ زمانہ طالب علمی اور ابتدا جوانی مین
اس علم سے (جسکو کبھی علم کلام کہتے کبھی علم
توحید کبھی علم اصول) مین مشغول رہا اور اسکی کتابون پر
جو مختلف لوگون کی تصنیف ہین گرا رہا۔ میرا مقصود
یہ تہا کہ کچھ فائدہ پاؤن اور کچھ نفع لے پہونچون
لیکن بجز حیرت کے اور کچھ نہ ملا یہہ بھی ایک سبب
ہے جس سے مجھہ مذہب سلف پیارا معلوم ہوا
اور مین اس مذہب سلف پر پہلے بھی تہا لیکن اور
اس علم کے شغل سے یہ چاہتا تہا کہ مجھہ اس کے سبب سے
مذہب سلف مین بصیرت و محبت بڑہ جاوے اور
اب مینے اس علم مین نظر کی تو نظم مین آ
گیا کہ انجام میری بحث و نظر کا جو لمبی سوچ کے
بعد ہوی یہ ہوا کہ دونون طریق کے بیچ مین حیرت
سے نہیرا۔ پس اس شخص کا کیا علم ہے جسکو بجز
حیرت کچھ نہ ملا +

یہ اخیر عبارتین قصد سبیل مین نقل کرنے سے پہلے چار شرح فقہ اکبر مین سے جو اصل کتابین میسر نہ آوین وہ ان کتابون کو ملاحظہ فرماوین —

یہ توہین آمیز الفاظ علماء ربانیت مہبط علم کی بیکسی غلط اپنی حدیث کی نسبت کی ہے **اب مین چند اقوال علماء** اور آپکے پیشوارون کی ادنی نقل کرتا ہون جسمین انہون نے توہین حدیث و اہلحدیث کو ظہر بتایا ہے اور حدیث ہی کو مدار معیار اہلسنت وجماعت ٹھہرایا ہے اور عمل بالحدیث کی فضیلت دلائی ہے اور اہلحدیث کی مدح فرمائی ہے

ملا علی قاری نے رسالہ **تحسین العبارۃ بتزیین الاشارۃ** مین کہا ہے (جسکی ایک عبارت سے اہلحدیث کی توہین نکلتی ہے) وقد اغرب الکیدانی حیث قال والعاشر من المحرمات الاشارۃ بالسبابۃ کاھل الحدیث ای مثل اشارۃ جماعۃ یسمون العلم بالحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا منہ خطاء عظیم وجرم جسیم منشاءہ الجھل عن قواعد الاصول وعراتب الفروع من المنقول ولو احسن الظن وتاول کلامہ بسببہ لکان کفرہ صریحا وارتدادہ صحیحا فھل المؤمن ان یجرم ما ثبت فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کاد ان یکون فعلہ متواترا ویمنع ما علیہ عامۃ العلماء کابر عن کابر والحال ان الامام الاعظم والھمام الافخم صرح بالایحل لاحد ان یاخذ بقولنا ما لم یعرف ماخذہ من الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ والقیاس الجلی فی المسئلۃ وقال الشافعی اذا صح الحدیث علی خلاف قولی فاضربوا قولی علی الحائط واعملوا بالحدیث الظاھر الی ان قال مع انہ یکفی فی موجب تکفیر الکیدانی اھانتہ المحدثین الذین ھم حملۃ الدین المفھومۃ من قولہ کاھل الحدیث المفضیۃ الی زلۃ الادب المفضی بسوء الخاتمۃ لان من المعلوم ان اھل القرآن اھل اللہ واھل الحدیث اھل رسول اللہ وانشد فی ھذا المعنی **شعر**

اھل الحدیث ھم اھل النبی وان لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا

ھذا کلام علی القاری ترجمہ بیشک کیدانی نے غلط بات کہی جہانپر کہا کہ وہ لوگ حرام ہیں جو حدیث کی شکل کو [illegible] حدیث کی [illegible]

کیدانی نے بہار میں علماء پر جرم سبب اسکا باطل ہونا کیدانی کا اصول کے قواعد سے اور روایات فرعیہ کے مراتب سے گر جانا ہوتا ہے بمقتضا سے اسکو اصولی کلام مین تاویل کیجاوے تو کیدانی کا کفر صاف صاف ثابت نہین ہوتا ٹھیک ٹھیک ثابت ہو چکا باطل اس مومن کو قبیح سمجھتا ہے کہ فعل رسول اللہ کو حرام کہے جسکی نقل قریب ہے کہ متواتر ہو بلکہ اس فعل سے منع کرے جسپر تمام علماء بزرگ سے بزرگ کا اتفاق پایا جاتا ہے حالانکہ امام بزرگ اور سردار ناستدم (یعنے ابو حنیفہ) نے فرمایا ہے رحلال نہین کسیکو کہ میرے قول کو قبول کرے جب تک اوسکے اصل قرآن یا حدیث یا اجماع یا وجہ قیاس سے نہ جان لے۔ اور امام شافعی نے کہا ہے کہ جب میرے قول کے خلاف اوسی حدیث صحیح ہو تو میرے قول کو دیوار سے مارو اور اصل حدیث ظاہر کرو کہا ملا علی قاری نے کہ باوجود اسکے کیدانی کے کافر بنانے کے لئے محدثین کے توہین (جو اسکے کلام سے سمجھی جاتی ہے کہ اہل الحدیث یعنے اہلحدیث کیطرح اشارہ کرنا حرام ہے جس سے اسکا کم ادب ہونا معلوم ہوتا ہے جو برائے خاتمہ کیطرف پہنچاتا ہے) کافی ہے یہ اسلئے کہ یقیناً اہلحدیث چنانچہ اسباب بین کرینگے شوخی کرکے کہ اہل حدیث بنے کے اہل ہین۔ وہ اگرچہ آپ کے ہم صحبت نہین ولیکن آپکے انفاس قدسی سے حدیث کی تو صحبت ہین۔

اور طحطاوی نے شرح درمختار مین اپنی اس دعوے کے ثبوت مین (کہ ہم اہلسنت لوگ فرقہ ناجی ہین اور ہمارے سوائے باقی اثنتہ فرقہ ناری ہین) حدیث واہلحدیث کو شاہد ٹھہرایا ہے اور اسکے موافقت و ثابت کرنے کو اپنا اسپنا ہی ہو سکنیکو بنایا ہے +

پس نتیجہ فرمایا ہے۔ فاعلمت ما وقوفك على انك على صراط مستقيم وكل واحد من هذه الفرق بدعي انه عليه قلت ليس ذلك بالادعاء والتشبث باستعمالهم الوهم القاصر والقول الباطل بل بالنقل عن جهابذة هذه الصنعة وعلماء اهل الحديث الذين جمعوا صحاح الاحاديث في امور رسول الله صلى الله عليه وسلم واقواله وافعاله وحركاته وسكناته واقوال الصحابة والمهاجرين والانصار الذين اتبعوهم باحسان مثل الامام البخاري ومسلم وغيرهما من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل المشرق

والمغرب على صحة ما اورد وا في كتبهم من امور النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه رضي الله عنهم ثم بعد النقل ينظر الى الذي تمسك بهديهم واقتفى اثرهم واهتدى بسيرهم في الاصول والفروع فيحكم بانه من الذين هم هم وهذا هو الفارق بين بين الحق والباطل والمميز بين من هو على صراط مستقيم وبين من هو على السبيل الذي على يمينه وشماله ـ

ترجمہ

اگر تو کہی کہ تجھے کیونکر وقوف ہوا اس بات پر کہ تو ہی سیدہی راستہ پر ہے۔ حالانکہ ہر ایک فرقہ (یا ہر فرقہ نے) دعوٰی کرتا ہی کہ وہ سیدہی راستہ پر ہے۔ تو مین کہونگا کہ یہ ہمارا دعوٰی مجرد ادعا نہین۔ اور نہ لنکا دہم قاصر اور قول باطل سے بلکہ یہہ دعوٰی بنا بر نقل کے ہی اس فن کی پر کہنے والون اور حدیث کے جاننے والونسے جنہون نے صحیح حدیثین آنحضرت کی امور اور حالات اور افعال و حرکات و سکنات اور صحابہ و مہاجرین والنصار کی حالات یہ جمع کی ہین جیسے امام بخاری اور مسلم وغیرہ مشہور ثقہ جنکی روایات کی صحت پر مشرق و مغرب کے لوگ متفق ہین۔ پہر اونکی نقل کے بعد دیکہا جاویگا کون شخص ان لوگونکی سیرت سے تمسک کرتا ہے اور انکی پیروی چلتا ہے اور اصول و فروع انکا تابعدار ہی پس اسکی حقہین کہا جاویگا کہ یہ اون لوگونمین سے ہے جو صراط مستقیم پر ہین یہی امر (یعنی حدیث و نقل اہلحدیث کی متابعت و موافقت) فارق ہی حق اور باطل مین اور یہی تمیز کرنے والا ہے اس شخص مین جو سیدہی راہ پر ہی اور اسمین جو اسسے وہنے باہین پڑا ہی۔

حضرات مخاطبین اس عبارت کو غور سے ملاحظہ فرماوین اور چشم انصاف سے دیکہین کہ اسمین کیا صریح و صاف طور پر حدیث و نقل اہلحدیث کو مدار اپنی نجات کا اور راہ راست کا ہونیکو ٹہہرایا ہی اور اصول و فروع مین اسکو متمسک معیار بنایا ہے اور اسکی پیروی کو پہچان ناجی و اہلسنت بتایا۔ اور اگر راہ ہدایت و نجات اسی طرح سے مبنی ہوتا تو یہ معیار نجات مقرر نہوتا۔ بہلا جو خود ہدایت و نجات پر نہوگا وہ کیونکر سبب نجات ہوسکتا ہے کہ خویشتن گم است کرا رہبر کند۔ اور اگر یہ بات کہنے والے اکابر نہین اور نہ انکی یہ بات آپکے نزدیک مسلم ہی تو آپ ہی معیار اہلسنت ہونے و مدار ناجی ہونیکا بتلاوین اور اس شبہ کا جو طحطاوی نے بیان کیا ہے جواب تحریر فرماوین۔ **ابو عمرو شعبی** (تابعی) اور **عبدالرحمن بن مہدی** اور امام **عبداللہ بن الامام احمد بن حنبل** اسعار ذیل پڑہا کرتے

شاید آپ معیار اہلسنت ہونیکا خرافات متکلمین کو بتلاوینگے لیکن جیسی اسکی خاک اڑ چکی ہی سب کو معلوم ہی۔

دین النبي محمد مختار	نعم المطية للفتى الآثار
دین محمد رسول اللہ صلعم کا پسندیدہ ہے،	مرد آدمی کیواسطے آثار نبوی کیا اچھی سواری ہے
لا تر غبن عن الحديث وأهله	فالرأي ليل والحديث نهار
منہ نہ پھیر حدیث اور حدیث والونسے	رائے (عقل) باتین رات ہے اور حدیث دن

امام ابوبکر بن ابی داؤد السجستانی نے فرمایا ہے،

تمسك بحبل الله واتبع الهدى	ولا تك بدعيا لعلك تفلح
مضبوط پکڑ اللہ کے رسی (قرآن) کو اور تابع ہو حدیث کے	اور مت ہو بدعتی شاید تو چھٹکارا پاوے
وكن بكتاب الله والسنن التي	أتت عن رسول الله تنجو وتنجح
پناہ پکڑ کتاب اللہ اور حدیثونسے جو	رسول اللہ سے آئی ہیں تو نجات اور نفع پاویگا
ودع آراء الرجال وقولهم	فقول رسول الله أزكى وأشرح
اور چھوڑ دے لوگون کی عقلیں اور قولونکو	اسلئے کہ رسول اللہ کی بات ستھری اور سینہ کھولنے والی ہے
وإياك في قوم تلهوا بدينهم	فتطعن في أهل الحديث وتقدح
اور مت ہو اس قوم میں جو اپنے دین سے کھیل رہے ہیں	کہ تو طعن کرے اہل حدیث میں اور اعتراض

شیخ امام ابی المظفر نے فرمایا ہے

إذا رمت أن تنوخى الهدى	وأن تأتى الحق من بابه
اگر تو قصد رکھتا ہے کہ ہدایت ڈھونڈے	اور حق کو اسکے دروازہ سے پہنچے
فدع كل قول ومن قاله	لقول النبي وأصحابه
پس چھوڑ دے ہر قول اور اوسکے قائل کو	پاس خاص قول آنحضرت اور آپکے اصحاب کے
فلم تنج من محدثات الأمور	بغير الحديث وأربابه
پس تو نے بدعتونسے نجات پائے	اور بغیر حدیث اور حدیث والونکے

شیخ ابو الفضل جعفر بن ثعلب نے فرمایا ہے،

تباين الناس فيما قد رأوه وردوا
لوگ مختلف ہین اپنے خیالات و رایات مین

فخذ بقول يكون النصر ينصره
پس اسبات کو لے اسکی نصر مدد کرے

وكل قول يكون النصر يدفعه
اور جس بات کو نصر رد کرے

وكلهم يدعون الفوز بالظفر
اور ہر ایک کامیابی کا مدعی ہے

إما عن الله او عن سيد البشر
خدا کی طرف سے یا آنحضرت کے

فارفضه وكن منه على حذر
اس کو چھوڑ دے اور اس سے بچ جا

امام محمد بن اسمٰعیل امیر یمانی فرمایا ہے

العلم ميراث النبي كذا اتى
علم میراث نبی ہے ایسا ہی آیا ہے

لاخلف المختار غير حديثه
آنحضرت کے سوا حدیث کچھ بھی نہین چھوڑا

فلنا الحديث وراثة نبويته
پس ہمارے لئے وراثت حدیث نبوی ہے

فاذا اردت حقيقة تدري لمن
پس جب تو اصل بات جاننے کا ارادہ کرے تو جان لے

في النص والعلماء هم وُرّاثه
حدیث مین اور عالم وہی وارثان نبی ہین

فبنا فذاك متاعه واثاثه
ہم مین پس یہی اونکی متاع اور یہی اثاث ہے

ولكل محدثٍ بدعة احداثه
اور ہر بدعت نکالنے والے کو اسکی بدعت سے

وُرّاثه فكرت ما ميراثه
کہ کون وارث ہے اور سوچ کہ کیا میراث ہے

امام کبیر محمد بن ابراہیم وزیری فرمایا ہے

منطق الاولياء والاديان
منطق اولیاء اور سب دینون کی

ولاهل اللجاج عند التمادي
اور جھگڑے والونکو جھگڑنے کی وقت

فاذا جمعت علم الفريقين
منطق الانبياء والقرآن
وہ ہے جو منطق انبیاء (حدیث و قرآن) ہے

منطق الاذكياء واليونان
منطق متکلمون اور یونانیون کی ہے

فكن مائلاً مع القرآن

واذا ما اكتفيت يوما بعلم — كان علم المحدث الرباني

اور جب کسی ایک علم پر اکتفا کرے — تو علم محدث زبانی کا ہے (یعنی لایق اکتفا)

ان علم الحديث علم رجال — ورثوا هدى ناسخ الاديان

بی شک علم حدیث اون لوگون کا علم ہے — جو اوس طریق کی وارث ہوئی ہین جو سب دینونکا ناسخ ہے

فحصوا عن حديثه وراؤه — بعيون القلوب راي العيان

آنحضرت کی حدیث کو ٹٹولا اور آنحضرت کو دیکھ لیا — دل کے آنکھون سے سامنے دیکھنے کی طور

شیخ جلیل سید عبد اللہ الحداد شافعی نے فرمایا ہے

فما في طريق القوم بدء ولا انتها — مخالفة للشرع فاسمع والفت

طریق قوم (یعنی اہل قرآن و حدیث مین) کچھ ابتدا و انتہا مین — مخالفت شرع نہین ہے تو سن اور متوجہ ہو

وخل مقالات الذين تخبطوا — ولا تك الا مع كتاب وسنة

اور چھوڑ دے اون لوگون کی باتین جو خبط مین پڑے ہوئے ہین — اور مت ہو مگر قرآن و حدیث ساتھ

فثم الهدى والنور والامن من ردى — ومن بدعة تخشى وزيغ وفتنة

یہان ہے ہدایت اور نور اور امن گر جانے سے — اور بدعت خوفناک اور ٹھہراپن اور گمراہی سے

ومنكر احكام الكتاب وسنة — فبشره في الدنيا بخزي وذلة

جو احکام قرآن اور حدیث کا منکر ہو — اوسکو دنیا مین رسوائی اور خواری کی خبر دے

وبشره في العقبى بسكنى جهنم — وحرمان جنات الخلود ورؤية

اور عاقبت مین دوزخ مین رہنے کی بشارت دے — اور محرومی کی ہمیشگی کی بہشت اور دیدار سے

شیخ ابی محمد ہبۃ اللہ بن الحسن الشیرازی نے فرمایا ہے

عليك باصحاب الحديث فانهم — على منهج للدين ما زال معجما

تو ملازم رہ اصحاب حدیث کا اس لئے کہ وہ — دین کے راستہ پر ہین ہمیشہ رہی عزیز

وما النور الا في حديث واهله — اذا ما دجى الليل البهيم واظلما

واعلی البرایا من اتی السنن اعتزی
پس بہترین خلایق وہ ہی جو حدیث کی طرف منسوب ہو

واعمی البرا من الی البدع انتما
اور تمام خلقت سی اندہا وہ جو بدعت کیطرف منسوب ہو

ومن ترک الاثار ضلّل سعیہ
جس نے احادیث کو چہوڑ دیا اوس نے کیا کرایا کہویا

فہل یترک الاثار من کان مسلما
کیا مسلمان احادیث چہوڑ سکتا ہی؟

فاضل شریف عالم غطریف قاضی طلا محمد پشاوری نے

وفقہ اللہ لحمایۃ السنۃ

ایک قصیدہ طویلہ اسباب مین انشاد فرمایا ہے اسکے چند ابیات کو اس مقام مین نقل کرنا موجب سرور وانشراح صدور اہل اتباع سمجھتا ہون اگرچہ معاصرین اہل ابتداع اُس سے حظ نپاوین اور نفع نہ اُٹھاوین +

خیر الحدیث کلام اللہ عز وجل
بہترین کلامون کے کلام اللہ عز وجل ہے

وہدی احمد للخیرات بنیان
وسیرت آنحضرت کی نیکیونکی لئی بنیاد ہی

ومحدث الامر شر ساء منظرہ
بدعتین بری ہی ان کا دیکھنا بُرا

وکل بدع ضلال فیہ حرمان
اور جو بدعت ہی گمراہی ہی اوس مین محرومی ہی

ما اُبدعت بدعۃ الا وقد نزعت
کوئی بدعت نکالی نہین جاتی مگر اس کے سبب سے دور جاتی ہی

من سنۃ مثلہا قد قال حسان
ایک سنت ویسی ہی جیسا کہ حسان نے روایت کیا ہے

فقہ[1] حدیث وتفسیر علوم ہدی
فقہ اور حدیث اور تفسیر ہدایت کے علم مین

وماسوی تلک بطلان وہذیان
اس کے سوا جو ہی باطل ہی اور بڑ مانا

بحر العلوم کتاب اللہ جل وعلی
قرآن علمون کا دریا ہی

فانہ من جمیع العلوم ملآن
اسلئے کہ وہ تمام علمون سے پر ہی

فی کل امر عسیر منہ میسرۃ
تمام مشکل امور کے اوسمین آسانی ہی

من کل علم جزیل فیہ تبیان
سب بزرگ علمون سی اوس مین بیان ہی

[1] جو قرآن وحدیث سی مستنبط ہی نہ محض رای وقیاس ۱۲

ان رمت فقها ففیه الفقه مغوز
اگر تو فقہ کا قصد کری تو فقہ اوس مین ہی

او علم تهذیب نفس من مساوئها
یا علم اخلاق نفس نیک ہون

وغیر ذالك علوما جل مقصدها
اون کے سوائی اور جو بڑی مطلب کے علوم ہین

اما الحدیث فلا یخفی جلالته
رہی حدیث پس اسکی بزرگی مخفی نہین

عمان فیض طویل الباع مکرمة
دریا فیض ہی دراز ہاز و بزرگی مین

کل العلوم سمی لکن یا ثقتی
علوم (دینی) تو سبھی بلند رتبہ ہین لکن

اهل الحدیث لقد صانوا بهمتهم
اہل حدیث اپنی ہمت سی بچا لیا

فهم لصون اصول الشرع حفاظ
سو وہ اصول شرع کے بچاؤ کی لئی محافظ ہین

علم الحدیث کام دام رافتها
علم حدیث بمنزلہ والدہ ہی اسکی مہربانی ہمیشہ رہی

اهل الحدیث هم الکاسون ثوب رضا
اہل حدیث ہی لباس رضای الہی پہنی ہوئی ہین

روحی الفداء الکلام فیه حدثنا

جمعا وعمما لان وافاك ایقان
عام و تمام اگر نجو یقین آوی

او من ذمایمها ذاقیه حسبان
یا بدسب کا اوس مین حساب ہی

عزا وقدرا وما واساه نقصان
عزت و قدر مین اسمین سب مین اسمین کچھ نقصان نہین

فانه من علوم الدین عمان
وہ تو دینی علوم کا دریا ہی

فیه جمان ویاقوت ومرجان
اسمین موتی ہین اور یاقوت اور موتگے

اهل الحدیث لدین الله اعوان
اہل حدیث اللہ کے دین کی مدد کار ہین

دین لرسول وما شانوا وما خانوا
رسول کی دین کو اور نہ دس مین عیب لگایا نہ خیانت کی

وهم لعلم رسول الله خزان
اور وہی علم رسول اللہ کی خزانچی ہین

وما سواه من المعلوم ولدان
اور اس کے سوائی جو علم ہین بمنزلہ اولاد ہین

وغیرهم من اولی الاراء عریان
اور اور صاحبان قیاس لباس مذکور سی ننگی ہین

وغیره من کلام الناس هذیان

اس شعر کا ترجمہ ص آیندہ مین ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

میری جان ایسی کلام پر فدا ہے جسمین حد ثنا ہو | اور اسکے سوا جو لوگونکی کلام ہے سو بگواس ہے

ناهيك مرتبة عن انتكون بها | امين قول النبي يا حبذا الشان

تیرے لئے یہہ کافی مرتبہ ہے جسکی بدولت تو حدیث نبی صلعم کا امین بنجاوے یہہ کیا ہی عمدہ شان ہے

اهل الحديث اطباء وغيرهم | مرضى من الغي طرا انهم ان +

اہل حدیث طبیب ہین اور اور لوگ گمراہی کی مرض مین بیمار ہین انکا وقت برا وقت ہے

اهل الاحاديث حلوا الشرب محتضرا | وغيرهم في بوادي العقل عطشان

اہل احادیث اپنے پانیکے حصہ پر موجود ہوے | اور لوگ قیاس کے جنگلونمین پیاسے پڑے ہین

اهل الحديث نجوم يهتدى بهم | في ظلمة الليل انوار اذا بانوا

اہل حدیث ستارے ہین کہ انسے راستہ لیا جاتا ہے | رات کے اندھیرے مین نور ہین جب ظاہر ہوتے ہین

اهل الحديث لقد فازوا بمقصدهم | وغيرهم في فيافي الجهل حيران

اہل حدیث تو اپنے مقصد کو جا پہنچے | اور باقی جہالت کے جنگلون مین حیران ہین

اهل الحديث ملوك فوق مفرقهم | من العلا والسنا والمجد تيجان

اہل حدیث بادشاہ ہین انکے سر پر بلندی اور روشنی اور بزرگی کے تاج ہین

علم الحديث ترى في بهجة وضيا | روضا بهيجا له روح وريحان

تو علم الحدیث کو حسن اور روشنی مین ایسا بارونق باغ دیکھیگا جسمین خوشبو اور پھول ہین

كانه عند ليب القدس في طرب | وغيره من علوم العقل غربان

گویا کہ وہ بلبل قدس ہے کہ فرحت مین ہے اور دوسرے قیاس کے علم کوے ہین

وفي الاحاديث اسفار مهذبة | لاهلها كلها روض وبستان

اور احادیث مین ستھری کتابین ہین جو سب کے سب باغ و گلزار ہین

منها صحيح البخاري حل مقصده | وفي الصحاح له فضل ورجحان

جنمین سے ایک صحیح بخاری ہے جسکا مقصد بڑی درجہ کا اور (کتب) صحاح مین اوسکو کمال فضل و رجحان

الی ان قال بعد ذکر سائر الصحاح الستة

یہانتک کہ باقی صحاح ستہ کے ذکر کے بعد کہا ہے

فهذه کتب عُنّی مطالعها | ومارات مثلها فی الدهر اعیان

سو یہہ ایسی کتابین ہین جنکے مطالعے روشن مین اور انکہون نے زمانہ مین اونکے مثل نہین دیکہین

لاتترکن حدیثا صح عن سقم | بقول مفت فذا فی الدین نقصان

تو ہرگز ہرگز کسی مفتی کے قول سے صحیح حدیث کو مت چہوڑ کیونکہ یہ دین مین بڑا نقصان ہے

مهما یصح حدیث فهو مذهبنا | بلا امتراء کما قد قال نعمان

جب کبہی حدیث صحیح ثابت ہو تو بیشک وہی ہمارا مذہب ہے جیسا کہ ابوحنیفہ رح نعمان نے کہا ہے

فاخش الاله ولاتنزل کلام نبی | من قول مفت له ما فیه برهان

خدا تعالے سے ڈرو اور نبی صلعم کی کلام کو مفتی کے قول سے جسپر اوسکے کوئی دلیل نہین کم تر نہ سمجہو

یشراک ان جئت بالتوحید معتقدا | لایعتریک مدی الازمان حرمان

اگر تو توحید کا اعتقاد رکہتا ہے تو تجہی خوشخبری ہو تجہے کبہی محرومی نہ پہنچیگی

علیک بالسنة الغرّ تفوز بها | واحذر من البدع ما واقاک ازمان

سنت روشن کو تو لازم پکڑ اس سے مراد اور بدعت سے بچا رہ جبتک زمانہ مین رہے

الی آخر القصیدة

تا آخر قصیدہ

اور مولانا خورم علی مرحوم نے دیباچہ مشارق مین ہمارے زبان مین عجیب لہر فشانی کی ہے انکا انسلاک بہی اس سلک مین مناسب سمجہتا ہون گو اہل بدعت اسکو نامین اور ہندی زبان سمجہکر ان جواہر کی قدر نجانین آپ فرماتے ہین +

کیا تجہسے کہون حدیث کیا ہے | در دانہ درج مصطفے ہے
صدفی علم حکیم دینے | گرقیمت اسکی خوشہ چینے
بابا کے یہانسے کون لایا | جنے پایا یہین سے پایا
یہ شاہر محمدی ہے | گنجینہ راز احمدی ہے

مشعل افروز راہ سنت	بر ہمزن بیخ شاخ و بدعت
ہوتے ہوئی مصطفے کی گفتار	مت دیکھ کسیکا قول و کردار
جب اصل ملے تو نقل کیا ہے	یہان وہم خطا کا دخل کیا ہے
اب زیادہ تو مجھسے کر نہ کلکل	خورشید کے آگے کیا ہے مشعل
بالفرض غلان تھا مرد کامل	اوسنے تہا کیا کہا نسے حاصل
وہ بھی اسی در کا اک گدا تہا	گو غوث امام و مقتدا تہا
ملفوظ بہت ہین تو نے دیکھے	ملفوظ محمدی کو لے لے
ناحق تجھے اور کچھ ہوس ہے	قرآن و حدیث مجھکو بس ہے
حق ہوگا حدیث خوانسی خورم	اور شاد رسول منعم

تنبیہ ضروری

مولانا خورم علی مرحوم کا اتباع سنت ان اشعار سے جیسا عیان ہے مستغنی از بیان ہے اللہ تعالی انکو اس خوش اعتقادی کی برکت اور حب سنت نبوی کی بدولت اعلی علیین مین منزلت عطا کرے اور ہمکو آپکی مرافقت جنت مین مرحمت فرماوے ولیکن مولانا موحوم سے اس پاکیزہ اعتقاد کے موافق تحفۃ الاخیار ترجمہ منارالانوار مین عمل نہین ہو سکا۔ اور اس عمدہ و پختہ بنیاد پر کمنے کا اتفاق نہوا بہت جگہ اس حدیث کے خلاف سرزد ہوا اور موافق مذہب حنفی کے اسمین تاویل و تکلف عمل مین آیا منشا اسکا یہہ نہ تہا کہ اونہون نے مذہب حنفی کی رعایت و حمایت کی ہے اور بدانستہ حدیث کے ظاہر معنے کو واجب العمل سمجھکر بہی اس تقلید مذہب اسمین تاویل کی ہے

حاشا جنابہ عن ذلک

بلکہ منشا اسکا یہہ ہے (واللہ اعلم) کہ انکے وقت مین کتب حدیث کے ملک ہند مین اشاعت کم تہی یا باوجود موجود ہونے کتب کے انکو اتفاق مطالعہ حدیث کا کم ہوا پس اونہون نے بعض متعصب حنفیہ کی کتب اصول و فروع مین جو تاویل حدیث دیکہی اوسکو موافق کسی حدیث کے

باقی آیندہ

(26)

نمبر چہارم

رسالہ

اشاعۃ السنۃ البنویہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جسمیں اُس جواب کے جواب کا بقیہ ہے جو بعض

علمار لکھنؤ و بنارس نے بمقابل اشتہار

مجریہ ۹ اسی شایع کیا منجانب مولوی

ابو سعید محمد حسین صاحب

لاہوری

مطبوعہ ۲۲

جون ۱۸۷۸ء

ٹریکل پریس امرتسر میں کترین محمد عبد الحکیم کے اہتمام سے طبع ہوا

جو اُن کتابون مین تھی اگر وہ حدیث بسبب ضعف راوی کے واقع مین لائق عمل نہ تھی اور نہ باعث تارک حدیث صحیحہ مشارق ہو سکتی تھی سمجھکر اور اتباع نہ ہوئی اُس مین متعلق جانکر نقل کر دیا اور اُسکی موافق حدیث مشارق کا مطلب نہ پایا پس اُس مین وہ بسبب عدم مراجعت اصل کتب کے معذور رہے اور درحقیقت غرض مؤلف صحیح مشارق کے وہ متعصب نہ تھے جنکے دم تحریر پر تزئین مولانا مرحوم چھپی گئی +

اور یہہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ باوجود مولانا کی درستی عمل و مذہب اہل حدیث کی عادت قدیمہ تقلید کہین کہین اُنکی سد راہ ہوئی اور باوجود اُسکے جانتے تھے کہ اس تقلید کو بوقت تصنیف کتب سے بچ نہ سکے - عادت قدیمہ نے اُنکو تقلید مین پھنسایا اور اِسکو اتباع سوجھا اور مولانا کو اِسکا دقیق بھید سمجھ مین نہ آیا +

یہان سے صدق مضمون اس بیت کا معلوم ہوتا ہے جو شیخ سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ؎ از تقلید نہ زینہ بس واجب است + کہ تقلید پنجہ ہر بت کہ بینی شکن

نے شرح موطا مین فرمایا ہے تقلید آفۃ من آفات البشریۃ یعنی تقلید بشریت سے ایک آفت ہے اور یہہ کچھ نئی بات نہین اور نہ محل استغراب و استعجاب اس عادت نے بعض صحابہ کو بعض مواقع مین اتباع احکام نبوی سے روک دیا اور مانع وجہ احسن و وضاحت مراد نبوی کے تاویل کا راستہ نکال دیا اسکی چند مثالین نقل کرتا ہون جنسے بانحسن فیہ کی بھی تائید نکلی اور اُن صحابہ کبار کی وجہ معذوری کی نسبت اوہام نبوی مین بھی پیدا ہو +

میرا ذکر کرنا اِن مضامین کو بنظر حمایت و براءت اُن اکابر کی مرجح نہین ہوتا ہے اگرچہ حاسد لوگون کے اذہان مین یہہ امر توہین خیال کیا جاتا ہے میرا

مقصود ان باتونکی ذکر سے یہ ہوتا ہے کہ ان اکابر نے کسے امر مین دیدہ و دانستہ آنحضرت کا
خلاف نہین کیا اور نہ انکی یہ شان ہے بلکہ اس امر کی دلیل آیہ یا حدیث انکو نہین پہنچی
یا بعد العلم انکی یاد سے جاتی رہی یا اسکے معنے مین انکو بنظر کسی دلیل کے یا بمقتضائے
عادت تاویل سوجھی جس سے تہمت مخالفت صریحہ نبویہ انکے جناب سے اٹھ گئے +
اور خصوم حاسدین اسکو یہہ سمجھتے اور لوگون کو سمجھاتی ہین کہ مقصود ان باتونکی
بیان سے اصحاب کے کم علمی کا اظہار ہے یا انکی نافہمی کا اشتہار +
ولیکن اللہ تعالی ہر ایک کے نیت و مقصود کو خوب جانتا ہے اور اصلاح و فساد کو خوب پہچانتا ہے پس مین ان
باتونکی اظہار سے بخوف اتہام اہل حسد و لئام ہرگز نہ ٹلونگا اور جس امر کا بیان مناسب وقت سمجھونگا
اس مین کسی سے نہ ڈرونگا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل وھو الرقیب ونعم الحسیب

(۱) حجۃ الوداع مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو شخص قربانی ہمراہ لایا ہے
وہ اپنی احرام کو کھولدے اور حج کو عمرہ کر ڈالی یہ بات آپکے صحابہ کو (بمقتضای اس
رسم قدیمی عادت کے کہ حج کے دنون مین عمرہ کرنیکو برا جانتے تھے عرفات سے پھر آنے
کے پہلے کبھی حلال نہوتی) بڑی شاق گزری اور یکایک انسے اسکی تعمیل نہو سکی ایک
صاحب ان مین سے صاف کہتے ہین کہ عرفات جانے مین ہمکو پانچ ہی دن رہ گئے
ہین پھر عورتون سے صحبت کرنے کا ہمکو حکم ہوا ہے تو کیا ہم عرفات کیطرف اپنے آلہ تناسل
سے منی ٹپکاتے جاوینگے یہہ بات مونہہ سے کہے اور ہاتھ ہلا کر صورت انتشار بھی
بتلا دے آخر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوئے اور انکو یہہ ارشاد فرمایا
کہ مین تمہاری نسبت خدا سے زیادہ ڈرنے والا ہون اور بہت سچ کہنے والا اور
بہت نیکی کرنے والا تو انہون نے اسے حکم کو مانا اور اپنے احرامون کو کھولا۔ دیکھو
صحیح مسلم صفحہ ۳۹۰ سطر ۱۶ و صفحہ ۳۹۲ سطر ۱۰۔ و بخاری صفحہ ۲۱۲ سطر ۲۳
قسطلانی صفحہ ۱۵۰ سطر ۱۴ جلد ۳ +

(۲) ایک سفر مین آنحضرت نے روزہ افطار کیا اور لوگون کو افطار کا حکم دیا بعض لوگ (باقتضائے عادت) اسمین بھی متوقف ہوا اور مورد اس خطاب پر عتاب کی نبی۔ اولئک العصاۃ اولئک العصاۃ (دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۱۵۷)

(۳) حدیبیہ (مقام کا نام ہے) مین جب آنحضرت عمرہ کرنے سے روکے گئے اور بسال آئندہ عمرہ کرنے پر صلح ہوئی اور اس کے سبب سے آنحضرت نے اسی جگہہ احرام کھول دینے اور قربانیون کو ذبح کر دینے کا حکم دیا تو ایک نے اس حکم کو نہ مانا اور کوئی اسکی تعمیل کے لئے کھڑا نہوا یہانتک کہ آنحضرت نے بہ مشورہ ام سلمہ آپ اُٹھ کر اپنی قربانی کو ذبح کیا اور سر کا حلق کرایا تو پھر سبھی نے اتباع کیا دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۳۷۸

بعض شراح نے انکے توقف کی وجہ یہہ بیان کی ہے کہ انکو اس امر کا انتظار تہا کہ شاید خدا تعالے اس حکم کا خلاف نازل کرے اور اس صلح کو توڑ دے۔ **راقم** کہتا ہے کہ یہہ تو ہمارا بھی اعتقاد و ادعا نہین کہ اُنہون نے بے وجہ و بدون تاویل اس حکم مین توقف کیا۔ کلام تو اسمین ہے کہ یہہ وجہ و تاویل حکم نبوی مین کس سبب سے پیدا ہوئی اور یہہ انتظاری و تجویز کس باعث سے انکے خیال مین آئی سو بدون اسکے کوئی اسکا سبب و باعث نہین ہو سکتا کہ اُنہون نے اس حکم کو خلاف عادت پایا تو اُس مین یہہ امر تجویز کیا۔ اگر یہان انکی عادت کو دخل نہونا تو چاہیئے تہا کہ ہر ایک حکم کی تعمیل مین انسے یہہ توقف ایسی ہی تجویز سے سرزد ہوتا۔ وہ کونسا حکم ہے (سوای محکمات کے) جس مین نسخ کا احتمال نہین اور نزول خلاف اسمین ممکن نہین +

یہی جواب ہے اور تاویلات کا جو اس مین یا اسکے نظائر مین کوئی نکالے اور ہماری استشہاد مین خلل ڈالے +

(۴) حالت صوم مین عورت کا بوسہ لینا آپ نے جائز فرمایا تو اس حکم سے لوگون نے اپنے حق مین تردد کیا تب آنحضرت نے یہ فرمایا کہ مین تمہاری نسبت خدا سے زیادہ ڈرتا ہون دیکھو صحیح مسلم صفحہ ۳۵۲۔ مشکوۃ مین بصفحہ ۱۹ مذکور ہے کہ آنحضرت

نے ایسے موقعہ خطبہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ لوگون کا کیا حال ہو رہا ہے کہ مین ایک کام کرتا ہون اور وہ اُس سے پرہیز کرتے ہین - مجہی خدا کی قسم ہے مین اُنکی نسبت زیادہ خدا کو جاننے والا ہون اور زیادہ اُس سے ڈرنیوالا +

اور جب اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسا کر سدہارے تو مولانا خرم علی مرحوم کون بیچارے اور کوئی کیا دم مارے +

ایسے اُمور مین انسان بے خبر پہس جاتا ہے اور باوجود اعتقاد و ادعاء اتباع کی راہ متابعت سے چوک جاتا ہے - و از انجا کہ بحسب اعتقاد انکو اطاعت سے انحراف نہین ہوتا اسلئے انکو بسبب شبہ و تاویل کے منکر و مخالف نہین کہا جا سکتا ہان منکر و مخالف وہ ہے جو اپنی عادت پر اڑے اور باوجود علم عیب اپنی عادت کے اس سے نہ ٹلے - سو یہ امر نہ اُن اصحابہ سے ظہور مین آیا نہ مولانا مرحوم سے سرزد ہوا + صحابہ کو جب عیب اپنی عادت کا سمجھ مین آگیا اور اسکا خلاف اتباع ہونا معلوم ہو گیا تو پھر اُنہون نے اتباع نبوی مین توقف نہ کیا ایسا ہی اگر کوئی مولانا مرحوم کو دہوکھ اُنکی عادت کا بتلاتا اور اُن تاویلات حنفیہ کا خلاف سنت ہونا ثابت کر دکھاتا تو وہ بہی فوراً مان جاتے اور اُن تاویلات کو چھوڑ کر ظاہر حدیث کو مذہب بناتے اب ناظرین اس کتاب و طالبین اتباع حضرت رسالت ماب کو لازم ہے کہ اس کتاب کی تاویلون سے بچین اور مولانا مرحوم کے مضمون اشعار کے خیال پر اس کتاب کی ہر بات کو صحیح نہ سمجہین بلکہ اگر خود عالم ہون تو اسکے مضامین کی تحقیق اصل کتب احادیث سے کر لین اور اگر اس قدر استطاعت نہو تو کسی عالم محدث سے جو بمرض تقلید مبتلا نہو اسکو پڑہ سن لین - پہر جو واقعی مضمون حدیث ہو اسکو دستور العمل بنا دین اور جو تاویل بیجا و تحریف ناروا ہو اسکو بحکم کالائے بد بریش خاوند مؤل کی سپرد کرے یہ کلام بالتطویل و تفصیل با دلیل مولانا خرم علی مرحوم و ترجمہ کتاب مشارق کی برارت

وحمایت ہی کے واسطے نہین ہوئی ہے بلکہ اس مین جملہ اکابر دین واجلہ مصنفین کی
حمایت وبراءت مدنظر ہے ناظرین جسکی کلام کو خلاف قران وحدیث پاوین اس مین
اس عذر کو تجویز کرکے انکو سوء ظنی مخالفت نصوص سے بچاوین۔ نہ انکو دیدہ دانستہ
خلاف نصوص کرنے والے سمجھین اور نہ انکو سراسر محق وخطاء سے پاک سمجھ کر انکی تقلید
سے ظاہر حدیث وقران کو ترک کرین واللہ الموفق +

بالجملہ ان اقوال علماء کبار واشعار آئمہ اخیار سے مذمت علم وکلام اور مدحت حدیث
خیر الانام خوب ثابت ہوئی اور یہ بات محقق ہوگئی کہ علم کلام محض خیال وسوداے محال
ہے اس سے بجز شک وحیرت وبدعت وزندقہ کچھ حاصل نہین ہوتا اور اسکا مشتغل
بجز جاہل یا بدعتی یا زندیق کسی نام یا لقب کا استحقاق رکھتا اور علم حدیث یہی علم کمال
ہے اور اصول وفروع مین اسپر اعتماد واتکال اسی سے اہلسنت ہونا صحیح وثابت
ہوتا ہے اور یہی وسیلہ نجات کا بدعتی وناری ہونے سے بنتا ہے +

اس بیان سے وجہ اول وجوہ ثلثہ ابطال مضمون چہارم سے اختتام کو پہنچی اب
تفصیل وجہ دوم قلم مین آتی ہے۔ وجہ دوم یہ کہ ہمنے مانا اور فرض کیا کہ علم کلام قطعی
ہے اور حدیث جو تواتر یا شہرت کو نہ پہنچے ظنی ولیکن فروعات وعملیات مین قطعی ہونا
دلائل کا ضروری نہین ہے۔ بلکہ وجوب عمل کے واسطے دلائل ظنیہ بھی کافی ہین
آپ لوگون کی توضیح (جو صاحب شرح وقایہ کی تصنیف ہے جسکی مطالعہ کے لئے مضمون
ہشتم مین آپ ہدایت فرماتے ہین) مین بصفحہ ۲۲۴ لکھا ہے والثالث یوجب غلبۃ الظن
وھی کافیۃ لوجوب العمل انتھی مختصراً ترجمہ تیسرا قسم اقسام حدیث سے (یعنے خبر واحد) غلبہ
ظن پیدا کرتا ہے اور وہ وجوب عمل کے لئے کافی ہے۔ اور اسکی شرح تلویح مین ہے
الجمہور ذھبوا الی انہ یوجب العمل دون العلم۔ واستدل علی کون خبر الواحد موجباً
للعمل بالکتاب والسنۃ ثم ذکرہ بالتفصیل ترجمہ جمہور علماء اسکی طرف گئے ہین کہ

خبر واحد عمل کو واجب کر دیتے ہیں نہ اعتقاد اور اسپر کتاب وسنت سے استدلال کیا ہے پھر ہر استدلال کو بہ تفصیل ذکر کیا ۔

اور مسلم الثبوت مین ہے التعبد بخبر الواحد جایز خلافاً للجبائی ۔ ثم قال التعبد بخبر الواحد واقع خلافاً للروافض وطایفۃ الی ان استدل علی ذلک باجماع الصحابۃ فقال وثانیاً اجماع الصحابۃ وفیہم علی بادلیل ما تواتر عنہم من الاحتجاج والعمل بہ فی الوقایع التی لا تحصی من غیر نکیر وذلک یوجب العلم عادۃ باتفاقہم کالتواتر الصریح ۔ فمن ذلک اندعمل الکل بخبر ابی بکر الایمۃ من قریش ونحن معشر الانبیاء والانبیاء یدفنون حیث یموتون وابوبکر بخبر المغیرۃ فی توریث الجدۃ ۔ وعمر بخبر عبد الرحمن بن عوف فی جزیۃ المجوس وبخبر حمل بن مالک فی ایجاب الغرۃ بالجنین وبخبر الضحاک فی ایراث الزوجۃ من دیۃ الزوج وبخبر عمرو بن حزم فی دیۃ الاصابع وعثمان وعلی بخبر فریعۃ فی ان عدۃ الوفات فی منزل الزوج وابن عباس بخبر ابی سعید الربو فی النقد الی غیر ذلک مما لا یعد الا بالتطویل ۔

ترجمہ خبر واحد پر عمل کرنا آیا عقلاً جائز ہے اسمین جبائی کا (ایک رئیس معتزلہ کا نام ہے) اختلاف ہے پھر کہا خبر واحد عادل پر چلنا اسلام مین واقع ہو چکا ہے اس مین شیعہ اور ایک فرقہ کا (یعنے ابن داؤد قاسانی کا چنانچہ مختصر ابن حاجب واحکام آمدی مین انکے نام بتصریح ہی) اختلاف ہے یہانتک کہ صاحب کتاب نے اسپر اجماع صحابہ سے استدلال کیا اور کہا دوسری دلیل اسپر اجماع صحابہ ہے جس مین حضرت علی مرتضے بھی ہین (یہہ شیعہ کے الزام کے لئے کہا ہے) دلیل اس اجماع پر یہہ ہے کہ ان کا خبر واحد سے سند پکڑنا اور کئی واقعات مین جو گنی نہین جاتی اسپر بلا انکار عمل کرنا بتواتر ثابت ہے یہہ انکا عمل درآمد یقیناً انکے اتفاق کو ثابت کرتا ہے جیسے صریح

پس ازانجملہ ان سبہ کا ابوبکر کی اس حدیث پر عمل کرنا کہ امام قریش سے ہوتے ہین اور اسپر جو آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیا کسیکے وارث یا مورث نہین ہوتے اور اسپر کہ انبیا جہان فوت ہوتے ہین وہین دفن کئے جاتے ہین - اور حضرت ابوبکر کا حدیث مغیرہ پر جو دادے کی میراث مین ہے عمل کرنا - اور حضرت عمر کا حدیث عبدالرحمن پر جو خبریہ مجوس مین ہے اور حدیث حمل بن مالک پر جو جنین (حمل گرایا ہوا) کے بدلے لونڈی دلانے مین ہے اور حدیث ضحاک پر جو عورت کو خاوند کے خون بہا سے وراثت دلانے مین ہے اور حدیث عمرو بن حزم پر جو انگلیون کی خونبہانے مین ہی عمل کرنا اور حضرت عثمان و حضرت علی کا فریعہ کی حدیث پر جو خاوند کے گھر مین عدت وفات کاٹنے مین ہے عمل کرنا اور حضرت ابن عباس کا ابوسعید کی حدیث پر جو ہاتھون ہاتھ بیع مین (بصورت کمی بیشی کے ہم جنس اشیا مین) ربوا ہو جانے کے بیان مین ہے اپنی پہلے قول کو چھوڑ کر عمل کرنا +

انکے سوا اور بہت نظائر* ہین جو بدون تطویل شمار مین نہین آتے - تمام ہوا جو مسلّم سے نقل کیا گیا +

راقم کہتا ہے کہ ان نظائر کو **شرح مختصر الاصول** مین بہت تفصیل سے بیان کیا ہے اور **آمدی** نے کتاب **احکام فی اصول الاحکام** مین اس سے بھی بڑہکر انکی تفصیل کی ہے اور اسپر کئی ادلہ عقلیہ اور بہت سے آثار سلفیہ سے استدلال کیا ہے - **ازانجملہ** یہہ ہے جو فرماتے ہین - الرابعة انه لو لم يكن خبر الواحد واجب القبول لتعذر تحقق بعثة الرسول الى كل اهل العصر وذلك ممتنع وبيان ذلك انه لا طريق الى تعريف اهل عصره الا بالمشافهة او الرسل ولا سبيل له الى المشافهة للكل لتعذره والرسالة منحصرة فى عدد التواتر والاحاد والتواتر الى كل احد متعذر فلو لم يكن خبر الواحد مقبولا لما تحقق معنى التبليغ للرسالة الى جميع الخلق فيما ارسل

* اصل و نشان مواضع ان نظائر کی مخفیات مین گذر چکے ہین وہان سے دیکھنے چاہئین -

یہ وھو محال۔

ترجمہ چوتھی دلیل یہہ ہے کہ اگر خبر واحد واجب القبول نہو تو سبہ زمانہ کے لوگون کیطرف رسول کا مبعوث ہونا مستند نہو اور یہہ امر محال ہے اس کا بیان یہہ ہے کہ سب اہل زمانہ کو واقف کرنے کا بجز اسکے کہ رسول اُنکو اپنے سامنے تبلیغ کرے یا بواسطہ دو سہ دن کے پیغام پہنچا دے کوئی طریق نہین ہی پھر ہر ایک سے بالمشافہ کہنا تو محال ہے اور پیغام پہنچا دینا دو ہی طرح سے ہوتا ہی بطریق تواتر یا بواسطہ احاد پہر تواتر بھی ہر ایک کے لئے ناممکن ہے پس اگر خبر واحد مقبول نہو تو تبلیغ رسالت ساری مخلوق کیطرف متحقق نہو اور یہ امر محال ہی +

اس دلیل پر آمدی نے ایک اعتراض بہی تجویز کیا ہے جیسے اِسکے نظائر پر ولیکن دفعیہ اسکا ادنے فکر سے ممکن ہے +

اور **اگر تقریر** اس دلیل کی اس طرح سے کرین جو ہم بیان کرتے ہین تو وہ اعتراض وارد ہے نہین ہو سکتا ہے۔ وہ تقریر یہہ ہی کہ اگر خبر واحد واجب القبول نہو تو آنحضرت کا اکثر لوگون کی طرف (جنہون نے آنحضرت کو نہین دیکھا اور نہ اُن سے بالمشافہ کچھ سنا) مبعوث ہونا متحقق نہو اسلئے کہ انکو غالباً جو آنحضرت سے پہنچا ہے بطریق احاد پہنچا ہے کیونکہ تواتر کا تو وجود ہی عنقا رہے + **قال ابن الصلاح** من سئل عن ابرا ز مثال لذلک اعیاہ **طلبہ** ترجمہ ابن اصلاح نے کہا جسکو کوئی حدیث متواتر کی مثال پوچھے اسکو اسکی تلاش تھکا دے +

پس اگر خبر واحد واجب القبول نہ ہو تو اکثر احکام مین سلسلہ تبلیغ منقطع ہو اور دیگر اکثر احکام شریعت ہمکو بطریق احاد ہے پہنچتے ہین پس اگر خبر واحد بے اعتبار ہی تو اکثر احکام بیکار ہین اور تبلیغ رسالت دشوار۔

بالجملہ ان نقول کتب اصول سے ثابت ہوا کہ اعمال و فروع مین خبر واحد کافی ہی اور

ہمارے سوالات چونکہ فروعات عملیہ سے ہین لہذا اُنکے جواب مین ہمکو مطالبہ احادیث ظنیہ کا جائز اور آپکو پیش کرنا انہین کا کافی قطعیت دیقین سے یہان کچھہ کام نہین - اور آپکا اس مقام مین اس قطعیت سے لپٹنا محض بے مطلب اور خلاف مرام ہی +

اور جو ہمارے اشتہار مین قطعیت کا ذکر ہے وہ اولاً تو دلالت کے متعلق ہی نہ ثبوت کی لیئے وہان اس معنے کر قطعیت کا مطالبہ ہی کہ نص اپنے معنے پر قطعاً دلالت کری نہ یہہ کہ حدیث ہو تو ثبوت بھی اسکا قطعی ہو جیسے متواتر و مشہور مین ہوا کرتا ہی - ثانیاً وہ قطعیت دلالت بھی اس معنے کر مراد ہے جو ظاہر و نص مین بھی پائے جاتے ہین نہ ان معنے کر جو محکم و مفسر سے مخصوص ہوتے ہین - دیکھو ضمیمہ اشتہار مطبوعہ ۷ - جولائی ۱۸۷۷ء جس مین صاف تصریح ہی کہ مراد قطعیت دلالت سی یہہ ہی کہ اسمین احتمال خلاف ناشی از دلیل نہو نہ یہہ کہ وہ اصلاً محتمل خلاف نہو +

سو یہ ایسی قطعیت ہی جو فروعات عینہ مین بھی جاتی ہی نہ وہ قطعیت جو متکلمین کی جرح مین آتی ہی اور اُنکے نزدیک وہ اعتقادیات مین ضروری سمجھی جاتی ہی +

پھر اسکی جگہہ اُسکا ذکر کیون لائے اور جہان یہ کافی ہے وہان اِسکا ضروری ہونا کیون خیال کر بیٹھے جس پر یہہ شور و غل مچایا اور حدیث از راہ حدیث کی اہانت سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا +

معلوم ہوتا ہی جناب نے الفاظ اشتہار کو غور سے ملاحظہ نہین فرمایا اور قطعیت دلالت و قطعیت ثبوت مین تفرقہ نہین کیا - پھر افسوس ہی کہ باین فہم و لیاقت جواب اشتہار کے درپے ہوگئے اور اس شخص کے مقلد بن بیٹھے جسنے اپنے خصم مقابل سے کہا تہا کہ سوال تو تیرا مین سمجھا نہین ہون پر جواب اسکے دے دیتا ہون فانا للہ وانا الیہ راجعون +

وجہ سوم اگر یہ سب باتین سنکر بہی آپ کے نزدیک علم کلام ہی واجب الاعتماد ہی

اور فروعات عملیہ مین بھی کوئی آیت حدیث بدون اشتہاد اصول کلامی کے لائق استناد نظر نہ آوے تو آیات واحادیث مطلوبہ سائل انہین اصول کی رعائت سے لائین اور اسی کسوٹی پر لگا کر میزان بیان مین وزن کر دکھائین +

ہمنے پہلے بھی آپ سے یہ درخواست نہین کی کہ بدون لحاظ اصول کلامیہ آیات واحادیث بیان فرماوین اور خرافات متکلمین کی اعانت چھوڑ کر متبع خالص قران حدیث ہوجاوین اور نہ آپنے یہ کہا ہے کہ حدیث کسی حالت مین بھی کام نہین آتے اور بدون رعایت دمرا نقت اصول کلامی بھی وہ لائق عمل نہین بنتے +

دعوی آپکا یہی ہے کہ اصول کلام اصل ہے اور حدیث اُسکی فرع اور بدون رعایت اصول کلامیہ اشتغال حدیث عبث ہے اور لاینفع +

پس انہین اصول کی رعایت سے کوئی آیت یا حدیث ہاتھ مین ہے تو لائے اور انعام موعود پائے ورنہ عدم موجودگی یا اپنی لاعلمی کا اعتراف فرمائی بے مطلب باتین جن سے نہ آپکو کام ہے نہ ہمکو کلام کیون قلم مین لاتے ہین اور پڑھنے ایمان مین نقصان کیون پہنچاتے ہین ان وجوہ ثلثہ سے ابطال مضمون چہارم اتمام کو پہنچا اب بقیہ مضامین کی ابطال مین کلام کیجاتی ہے۔ واللہ الموفق +

مضمون پنجم جناب کا ابطال بھی انہین وجوہ ثلثہ سے ہوچکا اور بخوبی معلوم ہوگیا کہ اولاً اس طریق کا موجب یقین ہونا محض خیال ہے **ثانیاً** مسائل فرعیہ عملیہ مین یقین صحت وقبولیت کا حصول ضروری نہین ہے بلکہ غلبہ ظن اس مین کافی ہے۔ واخبار احادیث (گو وہ اصول ظنیہ پر مبنی کیون نہون) موجود ہے۔ **ثالثاً** ہمنے تو اپنے اشتہار مین آپکو اس طریق کے چھوڑنے کی وصیت نہین کی اور خالص قران اور حدیث پر چلنے کی تکلیف نہین دی پھر آپکو عمل خالص قرآن وحدیث کیون برا معلوم ہوا اور اسپر یہ سوال کیون پیش کیا۔ اب ہمسے طریق کو دستور الایمان والعمل رہنے دین اور بدن

شہادت اس طریق کے قران وحدیث کا نام نہ لین +

رہی ہماری مسمولات ومسائل سوانکا موجب نجات ہونا اسوقت سے ثابت ہے جبکہ ابوالحسن اشعری (جو طریق اشاعرہ کے بانی ہین) پیدا بھی نہین ہوئے تھی اور انکی صحت ان اصول وقواعد سے معلوم ہے جو ابوالحسن اشعری سے پہلے صحابہ وتابعین کے نزدیک مقرر تھی

اب ہی فرماوین کہ ابوالحسن اشعری (بانی طریق اشاعرہ) کب ہوا۔ اور دین اسلام کب سے چلا آتا ہے۔ ابوالحسن شعری کے پہلے لوگ (صحابہ تابعین) اپنے اعمال ومسائل کو کس طریق سے صحیح وموجب نجات جانتے تھے اور کن اصول ودلائل کی رعایت سے شعائر دین اسلام کے پابند تھے +

پس جو انکی حقہین تجویز فرماوین وہی ہماری طرف سے سمجھ لین۔ ہم لوگ قول نبوی ما انا علیہ واصحابی (یعنے جسپر مین ہون اور میرے اصحاب وہ طریق نجات ہی) کے کاربند ہین اور آنحضرت اور انکی اصحاب کی (پیروی سنت مین) نیازمند۔ جو انکی اصول تھے وہی ہمارے۔ اور جس طریق پر وہ چلتے اسی پر ہم بیچارے۔ آپ نے حقیقت طریق اہل حدیث کو نہین پہچانا اور شعر ذیل نہین سنا جب ہی یہ سوال پیش کیا۔

بیت

اهل الحديث هم اهل النبي وان لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

ترجمہ اہل حدیث آنحضرت کے لوگ ہین اگرچہ ان حضرت کی صحبت حاصل نہین کی پر وہ آنحضرت کے انفاس قدسی (یعنے حدیث) کے تو صحبتی ہین +

مضمون ششم جناب کا ابطال منیمہ اشتہار مطبوعہ ۷۔ جولائی ۱۸۷۷ء مین موجود ہے اس مین صاف تصریح ہی کہ مراد ہمارے اس لفظ سے (اس حدیث کی صحت مین کسیکو کلام نہو) یہہ ہے کہ اس مین کسیکو کلام بادلیل وجرح مبین بالتفصیل جو کسی سے نہ اٹھا ہو نہ اٹھ سکے موجود نہو نہ یہ کہ اس مین مجرد چون وچرا نہو +

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

پس اس معنے کو کلام نہوتا ہزارون حدیثون مین پایا جاتا ہی - ایسے احادیث جسقدر آپ چاہین ہمسے طلب فرماوین بشرطیکہ اس قسم کے احادیث ہمارے سوالات کے جواب مین بہی پیش کرین - یا عدم موجودگی یا اپنے لاعلمی کی معترفت ہو جاوین +

مضمون ہفتم جناب کا ایسا ہی جس پر ان پڑہ بھی ہنستے ہین اور آپکے مطالبہ دو ہزار جلد کتب کو مصداق راہدہان کی نو من تیل کا بتا کر اسکو گریز کی آڑ سمجھتے ہین نہ دو ہزار جلد کتب صاحب اشتہار سے پیدا ہونگے اور نہ آپکے جواب کے (جو ملحدہ پرچہ پر درج ہے) درج کرنے کی نوبت آویگی

یہہ بات آپنے یہی سوچ کر بتائی ہے تو بجائے اسکے دس بیس لاکہہ روپیہ نقد طلب کرتے یا شہر لاہور یا کل ملک پنجاب یا جملہ بلاد ہندوستان انعام مین مانگتے جس سے سائل تو کیا کل موحدین ہندوستان عاجز آتے پہر کبہی آپ سے جواب اشتہار کے خواہان نہوتے -

اور اگر اس نظر سے یہ بات فرمائی ہے کہ ان کتابون کو دیکھ کر انسے دلائل جواب نکالینگے اور اپنے مذہب کی تائید کے لئے انسے مدد لینگے تو یہہ اور بھی لائق مضحکہ ہی آجتک اپنے مذہب کے دلائل سے بے خبر تھے تو بن دیکھی بے سمجھی اس مذہب پر ایمان کیون لے آئے اور اگر عین مقابلہ کے وقت اپنے دشمن ہی کے ہتہیار پر پر نظر تھی تو کارزار کے مدعی کیون بن بیٹھے +

یہہ بھی کوئی مردانگی ہے کہ اپنے مدعا کی دلائل و وسائل کا مطالبہ خصم سے کرین اور اپنے دشمن کے مقابلہ کے لئے اسی سے ہتہیار مانگین + ؎ اینکار از تو آید و مردان چنین کنند +

مضمون ہشتم جناب مین لائق تعرض تین امر ہین +

(۱) احادیث سے یقینیات کا پیدا کرنا عبث یا دشوار ہے +

(۲) مع ذلک ہدایہ و شرح وقایہ عربی و اردو مین یہہ سب کیا کرایا موجود ہی +

(۳) بنے بنائے دوا دیدینی نسخہ لکھدینی سے بہتر ہوتی ہے - اور یہ تینون امر

صریح البطلان ہین +

ابطال **امر اول** تو وجہ ثانی وجوہ ابطال مضمون چہارم مین بخوبی ہو چکا ہی وہان
خوب ثابت ہو لیا ہے کہ مسائل اشتہار از قسم عملیات ہین جنکے ثبوت و استدلال مین
احادیث ظنیہ الثبوت کافی ہین - اور جس کو آپ قطعی سمجھتے اور مراد رکھتے ہین
اسکے یہان حاجت نہین ہی +

ابطال امر دوم یہ ہی کہ ہدایہ و شرح وقایہ مین یہ سب کچھ (جرح و تعدیل تصحیح و تضعیف
وغیرہ) موجود ہونا اور انکے مسائل کا احادیث مطلوبہ سائل کے موافق ہونا یہی تو
محل نزاع ہے اور اس مین بحث و سوال - آپ لوگ اسکے مدعی ہین اور ہم اسکے منکر
ہو کر سائل بنے ہین اور اس کے ثبوت مین آیات و احادیث کا مطالبہ کرتے ہین پھر
ہمارے جواب مین اپنے دعوے کو پھیڑہ سنانا بڑے شرم کی بات ہی - جناب اگر
ہم ان کتابون کو ایسا جانتے اور آپکی دعوی پر ایمان لے آنے والے ہوتے
تو یہ سوال ہے کیون پیش کرتے - +

ہم توان کتابون کو **حاطب اللیل** کا (جو رات کو ایندھن لاتا ہی اور اس مین
سانپ بچھو سوکھی گیلی سب بھر لاتا ہے) ایندھن سمجھتے ہین اور انکی بہت باتون
کو خلاف قران و حدیث جانتے ہین اور انپر اعتماد کلی جائز نہین سمجھتے اور انپر
فتوی دینا بدون اسکے کہ انکو قران و حدیث کی گھسوٹی پر لگا کر دیکھ پرکھ نہ لین
حلال نہین جانتے - **یہہ وہی** ہدایہ ہی (جس مین مضمون متعلق سوال نہم سوالات
اشتہار سے موجود ہے کہ جو شخص مان بہن سے نکاح کر کے صحبت کر لے تو اسپر
حد شرعی نہین آتی اسلئے کہ کل بنیان آدم کین اسی غرض کے لئے ہین کہ انسے
بچہ پیدا ہو اور یہ غرض نکاح محرمات مین بھی نکل سکتی ہی) یا اور ؟ -

اور یہہ وہی **شرح وقایہ** ہی جس مین مضمون متعلق سوال دہم یعنے تحدید

آب کثیر جو نجاست پڑ جانے سے پلید نہو وُہ دردہ سے مرقوم ہے اور اسپر قیاس سے استدلال
موجود (جسکو بحر الرائق مین باین الفاظ رد کر دیا ہی - وما فی شرح الوقایہ - فمردود
بثلثۃ اوجہ اگر یہہ وہی کتابین ہین تو پھر فرمائی کسے سوال کے
جواب مین عین مورد سوال کے پیش کرنے پر اکتفا کرنا مدعی علیہ کو گواہ بنانا نہین
تو کیا ہے اور ایسے بات علماء بلکہ عوام عقلاء کو کب زیبا ہی - اور اگر یہہ ہدایہ اور
شرح وقایہ کوئی اور پیدا ہو گئے ہین تو لائے اور ممنون منت فرمائی - ہماری
ان دعاوی پر کہ یہ کتب حاطب اللیل کا ایندھن ہین - اور اُنپر اعتماد کلی ناجائز اور
اُنپر فتوے دینا بدون تحقیق و امتحان کے ناروا - اگر کسی صاحب کو غیرت آوی
اور وہ ہم سے اِن باتون مین الجہنا چاہے تو پہلے جواب مسائل اشتہار (جو ان
دعاوی کی تفصیل و دلیل کا نمونہ ہین) قلم مین لاوے - اُسکے بعد صدہا اور شواہد
واحداً بعد واحدٍ سنتا جاوے - بالفعل مجمل شہادت مثبتہ ذیل پر اکتفا فرماوے
اور جو اِنکے علما و ایمہ مذہب کی تصریحات یا اشارات سے مستفاد ہوتا ہے اسی
سے حساب دوستان در دل سمجھ جائے - حضرت امام ابو حنیفہ صاحب فرماتے
حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی حکاہ عنہ الشعرانی فی
المیزان الکبری ص۶۳ ونقلہ عنہ علی القاری فی سم الفوارض بلفظ
انہ قال لا یحل لاحد ان یفتی بقولنا ما لم یعلم من این قلنا - وفی تزئین العبارۃ
لتحسین الاشارۃ بلفظ لا یحل لاحد ان یاخذ بقولنا ما لم یعرف ماخذہ ترجمہ جو میری کلام کی دلیل نہ پہچانے
اسپر حرام ہی کہ اسپر فتوے دے اسکو شعرانی نے میزان کبری مین نقل کیا ہی اور
ملا قاری نے رسالہ سم الفوارض میں ان الفاظ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسیکو حلال نہین
کہ میرے قول سے فتوے دے جب تک یہ جان نہ لے کہ مینے کہان سے
کہا ہے اور رسالہ تزئین العبارۃ مین باین الفاظ کہ حلال نہین کسیکو کہ میری قول

کرلے جب تک کہ اُسکے اصل نجان لے ٭

ان اقوال امام مذہب سے صاف اور صریح طور پر ثابت ہوا کہ جن اقوال کی کتب کی اصل معلوم نہین انپر فتوے حلال نہین - اب رہا ثبوت اس امر کا کہ ہدایہ اور شرح وقایہ ایسی کتابین ہین جنکی بعض اقوال کی اصل معلوم نہین اور اگر معلوم ہے تو صحیح دلائل اعتماد نہین سو مستغنی از بیان ہے جو کوئی ان کتابون کو بنظر انصاف وبشرط انصاف بعلم وعدم اعتساف ملاحظہ فرمائیگا وہ اس دعوی کو بدیہی الثبوت پائیگا - اور نہین تو مسائل اشتہار ہی کو دیکھین اور بے اصل ہونے ان مسائل کو ملاحظہ فرماکر تقیہ کو اسپر قیاس کرین - اور جو اتنی لیاقت نہین رکھتے وہ مجمل شہادت ذیل سے جو انہین کے علماء معتبرین سے لائی جاتے ہے تصدیق کرین **شیخ اشرف بن طیب بن تقی الدین** حیدر جرخی حنفی کتاب **تنبیہ الوسنان تنزیہہ اعمال** مین فرماتے ہین ان الحدیث مالم یثبت له سند فی الاصول لا یصلح للتمسک ویقول فان موضوعات الزنادقة واهل البدع قد جاوزت مائة الف من الاحادیث کما صرح به النقاد ولو وجد له ولجد فی بعض الکتب الحنفیه فلیس به اعتماد کیف واکثر متاخرین فقهائنا الحنفیة من العلماء ما وراء النهر والعراق والخراسان لم یسندوا احادیثهم التی یذکرونها فی کتب الحنفیة الی اصل من اصول الحدیث الجلیل الشان حتی صاحب الهدایة التی علیه مدار رحی الحنفیة یظهر ذلک لمن راجع سرحها الموسوم بفتح التقدیر للشیخ الامام حجة الحنفیة مولانا المحقق کمال الدین ابن الهمام علیه التحیة والاکرام فانه شکر الله مساعیه قد بالغ فی حمایة مذهب الامام الاعظم ابی حنیفة الکوفی بتائیده بالاحادیث الثابتة فی الصحاح والسنن والمسانید والمعاجم ولم یتیسر له رضه عند التخریج احادیث الهدایة فی اکثر المواضع الظفر بلفظ الحدیث الذی ذکره

(باقی آئندہ)

تصحیح غلطی - نمبر چہارم صفحہ ۶۱ سطر ۶ مین یہ فقرہ معلوم نہین کاتب نے کہان سے لکھدیا ہی ز جو علحدہ پرچہ پر درج ہی درج کرنیکی) صحیح عبارت فقط اتنی ہی ہی ز جواب دینے کی نوبت آئیگی -

غ

صحیح

نمبر پنجم

رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ

جسمین اُس جواب کے جواب کا بقیہ ہی جو بعض

علماء لکھنؤ و بنارس نے بمقابل

اشتہار مجریہ ۱۹ مئی شائع کیا منجانب

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب

لاہوری

مطبوعہ ۲۷ جولائی ۱۸۷۸ء

مڈیکل پریس امرتسر مین منشی محمد عبد الحکیم مہتمم کے اہتمام سے طبع ہوا

صاحب الهدایه ولم یظفر فی بعضها بشیء اصلاً

ترجمہ حدیث کی جب تک کتب حدیث مین سند نہ ملے وہ لائق تمسک و قبول نہین ہوتی اسلئے کہ چہپی مرتدون اور بدعتیونکی بناوٹی حدیثین ایک لاکہہ سے بڑہ گئی ہین چنانچہ پرکہنے والون نے کہ رکہا ہے اور اگر کوئی ایسی بے سند حدیث حنفیونکی کسی کتاب مین پائی جاوے تو اُسکا کچہہ اعتبار نہین اور کیونکر اعتبار ہو جس حالت مین کہ اکثر ہمارے پچہلے حنفی فقہا ماوراء النہر - و عراق - و خراسان (ملکونکے نام ہین نے) اپنی کتابون مین جو احادیث لائی ہین اُنکی سند مین کتب حدیث عالیشان تک نہین پہنچائی بہا تک کہ **صاحب ہدایہ** بہی جس پر حنفیونکی **چکی** پہر رہی ہے یہ بات اُسکو معلوم ہو جو اُسکی شرح کو جو ابن ہمام کی تصنیف ہے دیکہے - اس شخص نے حنفی مذہب کی حمایت مین مبالغہ کیا ہے کہ اسکو احادیث

جو صحاح اور سنن اور مسانید اور معاجم (تصنیفات کے نام ہین) مین ثابت ہین موید کیا اور اسکو ہدایہ کی حدیثون کی اصل نکالنے کیوقت وہ لفظ حدیث نہین ملا جو صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے اور کہین کچہہ بہی پتا نہین لگا اور **شیخ عبد الحق** حنفی دہلوی کتاب ہدایہ مین حدیث صحیح کا پایا جانا شاذ و نادر بتاتے ہین اور مصنف ہدایہ کو فن حدیث کم شغل فرماتے ہین چنانچہ شرح سفر السعادت مین جواب طعن اُن لوگونکے جو مذہب حنفی کو خلاف حدیث و مبنی راے پر ٹہراتے ہین صاف ارشاد کرتے ہین - کتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور و معتبرین کتابہا است (یعنی بزعم حنفیہ) نیز درین وہم انداختہ (یعنی درین وہم کہ بنا مذہب حنفی بر توافق دلائل عقلیہ و تخالف نصوص حدیثیہ است گویا این کتاب بدنام کنندہ مذہب حنفی است چنانچہ

گفته اند ؎ بدنام کننده نکونامی چند)
چه مصنف وی در اکثر بنا کار بر دلیل معقول
نهاده و اگر حدیثی آورده نزد محدثین خالی
از ضعفی نه غالباً اشتغال وقت آن استاذ
در علم حدیث کمتر بوده ولیکن شیخ ابن الهمام
جزاه الله خیرا تلافی آن فرموده **راقم** گوید
از ابن الهمام بیچاره هیچ تلافی آن نشده
و با وجود دست و پا زدن وی بلا تحاشی
هیچ اصلاح آن فساد بعمل نیامده ولنعم ما قیل
ولن یصلح العطار ما افسده الدهر[1]
این معنی بر ناظرین اسفار از تصانیف محدثین
و علماء کبار کرام مخفی نیست و بر ناظر این صحیفه
از اول شروع تا آخر اختتام که وقتش مفوض
بعلم و مشیت ایزدی است نیز مخفی نخواهد ماند
ان شاء الله تعالی -

یہ تو ہدایہ شریف کا حال ہی ایسا ہی
شرح وقایہ عربی کو سمجھنا چاہی اسلئی کہ وہ اسی
سے متولد ہی چنانچہ خطبہ اسکا اسپر شاہد و
موید ہے ایسا ہی شرح وقایہ اردو کیونکہ وہ
آگے اس سے متولد ہی اسمین اسیکی عربی
کا ہندی مین ترجمہ کر دیا ہی اور اسکی

چھپی عیوب کو جو خواص جانتی تھی عام لوگونمین
خوب روشن کیا - اور جو مترجم صاحب نے
اپنی طرف سی بڑھایا ہی اسکی کمال خوبی کا
نمونہ ضمیمہ سفیر ہند نمبر ۷ مطبوعہ ۲۲ ستمبر
۱۸۷۷ء مین ظاہر کیا گیا باقی آیندہ سہی
یار باقی صحبت باقی -

یہ دعاوی ہماری خاص کر ہدایہ
و شرح وقایہ ہی کی نسبت نہین ہین بلکہ
جملہ کتب فقہ (بزعم مدعیان)
کی نسبت ہمارا بہی خیال ہی کہ انمین کوئی
ایسی کتاب نہین جسمین صحت ماخذ و متمسک
کا التزام ہو اور مومن متبع سنت کو بلا تحقیق
صحت اسپر اعتماد کلی جائز و فتوی دینا مباح
ہو - کوئی ایسی ایک کتاب بتلادی تو اس
عاجز سے سو روپیہ فی کتاب انعام پاوے -

یہ بات مین خاص کر مقلدین ہی کو
نہین کہتا **بلکہ اپنی احباب** مذہب
و اکابر طریقہ محمدیہ کو بہی اسمین شامل کرتا
ہون اور انکی خدمت مین بڑی ادب سے
نصیحۃً ملتمس ہون کہ بلا تحقیق صحت ماخذ
مسائل ان کتب کی انپر فتوی نہ دیا کرین اور

[1] یعنے جسکو تمام زمانہ نے بدبو سے بگاڑ رکہا ہو اسکو عطار کہان سنوار سکتا ہے ۱۲

بدست آویز و تقلید ان کتابون کی خدا
کی حلال کو حرام اور حرام کو حلال و سنت
کو بدعت و بدعت کو سنت بنا یا نکرین زیادہ
افسوس ان لوگونپر ہی کہ زبان سے
محض تقلید کو برا کہتے ہین اور دل و جان سے
عمل کتاب و سنت کو دوست رکھتے ہین پھر
ان کتابونپر ملا تحقیق چلنا نہین چھوڑتے
اور **منیہ - قدوری - ہدایہ**
عالمگیری بغلون مین لئے پھرتے
ہین اور رات دن اُنپر فتوی جاری کرتے
ہین اور وعید شدید لمتقولون ما لا تفعلون
سے نہین ڈرتے ہین **الحق عادت**
قدیمہ تقلید انکو چھوڑتے اور حق نندی[1] کو
انکے دلون سے نکلنے نہین دیتی جسکا بیان اوپر
ہو چکا اور اُسکی نظیر ونکا ذکر ہو گیا -
یہ لوگ باوجود اعتراف تقلید ہنوز
عقلی ہین اور پھر رات دن قلم و زبان سے
مقلدین سے لڑتے جھگڑتے بھی رہتے
ہین اُنپر یہ مثل خوب صادق آتی ہے -
فر من المطر و قام تحت المیزاب یعنی
مینہ سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے اکھڑا ہوا

سوال فقہ مین ایسی کتابین نہین
جسپر بلا تحقیق صحت ماخذ عمل و افتا رجائز
ہو تو حدیث مین ایسی کہان ہی پس جاویں
تو کدہر جاوین اور عمل کرین تو کسپر کرین -
جواب حدیث مین ایسی بہت
کتابین ہین جنکے مصنفین نے التزام
صحت کر رکھا ہی اور انکی اس دعوی کو
اور ون نے بنظر دلیل مان لیا ہے
از انجملہ صحیحین (صحیح بخاری
و صحیح مسلم ہین) جنکی صحت روایات
پر مسلمین کا اتفاق ہی اور اُنپر بلا تحقیق
صحت عمل کرنا واجب ہی بلا شقاق -
خاص کر صحیح بخاری جو اسی
غرض کیواسطے تصنیف ہوئی اور اقوال
فقہا کی تقلید چھوڑکر، و غدغہ عمل
بالحدیث کرنیکے لئے بنائی گئی ہی -
چنانچہ **شاہ عبد العزیز** محدث دہلوی کتاب
بستان المحدثین مین فرماتے ہین -
وسبب تصنیف این جامع صحیح اورا چنین
شد کہ روزی در مجلس اسحاق بن راہویہ
حاضر بود یاران اسحاق بن راہویہ گفتند

[1] ایک نہ رسمان ہوا تو چنبکے رفت کیا ہی الحمد للہ بر لاجے نندی جیسے ہندو رہتے ہین کسی سے لڑا تو جواب دیا کہ الحمد للہ

کہ اگر کسی توفیق یابد و مختصری در سنن جمع یابد
در احادیث صحیحہ کہ بدرجہ اعلی صحت رسیدہ اند
اکتفا کند چہ خوب باشد کہ عمل کنندگان بی مراجعت
بی مراجعت بمجتہدین بران عمل نمایند این سخن
در دل بخاری جائی کرد و از ہمان وقت
تصنیف این جامع بخاطرش افتاد و از جملہ
شش لکھہ حدیث کہ تردد موجود بود انتخاب
شروع کرد و آنچہ بسیار صحیح بود بر ہمان اکتفا
نمود و بعض احادیث کہ ہم باین درجہ رسیدہ اند
ترک ہم کردہ بخوف تطویل یا بوجہی دیگر و برای
نوشتن ہر حدیث غسل بجامی آورد و دو رکعت
میگذارد و در عرصہ شانزدہ سال از انتخاب
این احادیث فارغ گردید چون خواست کہ آن
احادیث را بر مضامین آن تطبیق دہد و این را
در عرف محدثین ترجمہ گویند در مدینہ منورہ
فیما بین قبر مبارک و منبر اطہر آن سرور علیہ صلوۃ
اللہ العلی الاکبر این مہم را سرانجام داد۔
و در نوشتن ہر ترجمہ شفعی ادای مینمود و بالجملہ
بحسن نیت او این جامع بآن حد مقبول
افتاد کہ در حیات او این کتاب را بلاد اسطہ
از وی نود ہزار کس شنیدند۔ تمام ہوا

جو شاہ عبدالعزیز مرحوم نے فرمایا ہی ایسا ہی
مولوی احمد علی سہارنپوری
نے (جو ہماری مخاطبین **مقلدین** کے
پیشوا ہین اور انکا قول اُنپر سخت ملزم حجت
ہی) **مقدمہ صحیح بخاری** مین کہا
ہے۔ اس سے ہماری جواب کی پوری تصدیق
ہوئی کسی اور نقل و شاہد کی حاجت باقی
نہین رہی تاہم مزید اہتمام کے لئے اور
علماء کے اقوال بھی اسکی تائید مین ذکر کئے
جاتے ہین۔ **شیخ عبدالحق** دہلوی
مقدمہ شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین۔
فصل لما تفاوت مراتب الصحیح و الصحاح
بعضها اعلی من بعض فاعلم ان الذی
تقرر عند جمهور المحدثین ان صحیح
البخاری مقدم علی سائر الکتب المصنفة
حتی قالوا اصح الکتب بعد کتاب الله
صحیح البخاری و بعض المغاربة رجحوا صحیح
مسلم علی صحیح البخاری و الجمهور
یقولون ان هذا فیما یرجع الی حسن التبیان
و جودة الوضع و الترتیب و رعایة دقائق
الاشارات و محاسن النکات فی الاسانید

وهذا خارج عن البحث والكلام في الصحة
والقوة وما يتعلق بها وليس كتاب يساوي
صحيح البخاري في هذا الباب بدليل كمال الصفات
التي اعتبرت في الصحة في رجاله وبعضهم
توقف في ترجيح احدهما على الاخر والحق هو الاول

ترجمہ جبکہ صحیح کے مدارج باہم متفاوت ہین
اور صحیح حدیثین ایک دوسری سے اعلی رتبہ
ہوتی ہین تو جان لے کہ جو جمہور محدثین
کے یہان مقرر ہے سو یہ ہی کہ صحیح بخاری
ساری کتابون سے مقدم ہی یہانتک کہ
انہون نے یہ کہدیا ہی کہ صحیح بخاری قرآن
کے بعد سب کتابون سے زیادہ صحیح ہے
اور بعض مغربیون نے صحیح مسلم کو بہتر کہا ہے
اور جمہور کہتے ہین کہ یہ بہتری صحیح مسلم
کی خوبی بیان اور پختگی وضع و ترتیب و رعایتہ
نکات و دقائق اسناد کیطرف راجع ہے جو
محل بحث سی خارج ہی بحث تو صحت و قوۃ مین
ہی اور جو اسکی متعلق ہو سو اسمین صحیح بخاری
کے برابر کوئی کتاب نہین بدلیل کمال اُن
صفات کے جو اُسنی صحت مین لحاظ کی ہین اور
بعض لوگون نے ایک کو دوسری سی بہتر

کہنے مین توقف کیا ہے اور مذہب حق وہی
اول مذہب ہے۔ (کہ بخاری زیادہ صحیح ہے

امام ابو عمرو بن الصلاح اپنی کتاب
معرفت انواع علوم الحدیث مین جو بنام
مقدمہ ابن الصلاح مشہور ہے فرماتے ہین
اول من صنف الصحيح البخاري ابو عبد الله
محمد بن اسماعيل الجعفي وتلاه ابو الحسين
مسلم بن حجاج النيشابوري القشيري
من انفسهم وكتاباهما اصح الكتب بعد
كتاب الله العزيز ثم ان كتاب البخاري اصح
الكتابين صحيحا ثم قال بعد عد الاقسام
السبعة للصحاح وهذه امهات اقسامه
واعلاه الاول وهو الذي يقول فيه اهل
الحديث كثيرا صحيح متفق عليه يطلقون
ذلك ويعنون به اتفاق البخاري ومسلم
لا اتفاق الامة لكن اتفاق الامة عليه
لازم من ذلك وحاصل معه لاتفاق
الامة على المقي ما اتفقا عليه بالقبول انتهى
مختصرا۔ ترجمہ پہلے جسنے صحیح کتاب بنائی
بخاری ہے اُسکے بعد مسلم ہوا اِن دونون
شخص کی کتابین قرآن کے بعد سب کتابون سے

زیادہ صحیح ہین پہر ان دونون مین سے بخاری
کی کتاب زیادہ صحیح ہے۔ پہر بعد شمار کرنے
سات اقسام صحیح حدیثون کے کہا ہے کہ یہہ
اصول اقسام صحاح ہین اور اعلی درجہ ان سب سے
وہی پہلی قسم ہے جسکو محدثین بہت دفعہ صحیح متفق علیہ
بولتے ہین اور اس سے اتفاق کرنا بخاری اور
مسلم کا مراد رکھتے ہین نہ اتفاق تمام اُمتہ کا ولیکن
اتفاق تمام اُمتہ کا اُسکو لازم اور اُس سے نکل آتا
ہے کیونکہ تمام اُمتہ کا ان کتابون کے قبول کرنے
پر اتفاق ہے۔

اور امام **نووی مقدمہ شرح صحیح مسلم**
مین فرماتے ہین۔ اتفق العلماء علی ان اصح
الکتب بعد القرآن العزیز الصحیحان وتقلہما
الامۃ بالقبول وکتاب البخاری اصحہما صحیحا
واکثرہما فوائد ومعارف ظاہرۃ وغامضۃ
ثم قال بعدہ بفصول ثلثۃ وانما یفرق الصحیحان
وغیرہما من الکتب فی کون ما فی ہما صحیحا
لا یحتاج الی النظر فیہ بل یجب العمل بہ مطلقا
وما کان فی غیرہما لا یعمل بہ حتی ینظر و
یوجد فیہ شروط الصحیح۔ **ترجمہ** علماء کا اسپر
اتفاق ہے کہ قرآن کے بعد ساری کتابون سے
بڑہ کر صحیح بخاری و صحیح مسلم صحیح ہین اُمت محمدیہ
نے اُن کو قبول کرلیا ہے۔ اور ان دونون
مین سے بخاری کی کتاب بہت صحیح ہے اور
ظاہر و چہپے فواید کی اسمین کثرت ہے پہر اس سے
تین فصل آگے چلکر کہا ہے کہ صحیحین اور دوسری
کتابون مین یہی فرق ہے کہ جو ان دونون مین
ہے۔ اسمین نظر اور فکر کی حاجت نہین بہرحال
عمل اسپر واجب ہے اور جو دوسری کتابون مین
ہے جبتک اُسمین نظر نہ کرلین اور شروط صحت دیکہہ
نہ لین وہ لایق عمل نہین ہے۔

حافظ **امام ذہبی** (جنکے حق مین مسلم الثبوت
مین کہا ہے وہو من اہل المعرفۃ التامۃ
فی نقد الرجال) **تاریخ الاسلام** مین
فرماتے ہین۔ اما جامع البخاری الصحیح فاجل
کتب الاسلام وافضلہا بعد کتاب اللہ و
ہو اعلی فی وقتنا ہذا (یعنی بہ سنۃ ثالث
عشر بعد سبعمائۃ) فلو رحل شخص لسماعہ
فی الف فرسخ لما ضاعت رحلتہ **ترجمہ** امام
بخاری کی جامع صحیح سب کتب اسلامیہ سے (سوائے
قرآن کے) بزرگ اور بہتر ہے (اور ہمارے اس وقت مین جسسے مراد آپکی
سنہ سات سو تیرہ ہجری ہے) بڑی عالی رتبہ

ہے اور کوئی شخص اُسکے سننے پڑھنے کے
لیئے تین ہزار کوس کا سفر کرے تو ضایع نہوگا۔

قسطلانی نے شرح صحیح بخاری

مین فرمایا ہے فاما تالیفه
یعنی البخاری فانها سارت سیر الشمس و
دارت فی الدنیا فما احد فضلها الا الذی
یتخبطه الشیطٰن من المس واجلها واعظمها
الجامع الصحیح۔ ترجمہ امام بخاری کی تصانیف
تو وہان پہر رہی ہے جہان سورج پہرتا ہے
اور دنیا بہر مین دورہ کر رہی ہے پس اُنکی
بزرگی کو کوئی منکر نہین مگر وہی جسکو شیطان نے
ہاتھہ لگا کر بیہوش کر رکھا ہے۔ ان سب مین
بہت بڑی اور بزرگ جامع صحیح ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ

مین فرماتے ہین۔ اما الصحیحان فقد
اتفق المحدثون علی ان ما فیهما من المتصل
المرفوع صحیح بالقطع وانهما متواتران الی
مصنفیهما وانه کل من یهون شانهما فهو
مبتدع متبع غیر سبیل المومنین وان ثبت
الحق الصراح فنفسه بکتاب ابن ابی شیبه
وکتاب الطحاوی ومسند الخوارزمی

وغیرها لتجد بینها وبینهما بعد المشرقین۔
ترجمہ محدثین کا اسپر اتفاق ہے کہ جو بخاری
اور مسلم مین حدیث مرفوع متصل ہے (جو پوری
سند سے آن حضرت تک پہونچ جاوے) وہ
یقیناً صحیح ہے اور یہ کتابین مصنفون تک متواتر
پہونچ چکی ہین اور جو انکی شان کو ہلکا سمجھے وہ
بدعتی ہے اُس راہ پر چلنے والا جو مومنین کی
راہ نہین اور اگر تو حق صریح چاہے تو ان کتابون
کو کتاب ابن ابی شیبہ سے (جو بخاری و مسلم کا
اُستاذ ہے) اور کتاب طحاوی سے (جو حنفی
مذہب کی ناک ہے) اور مسند خوارزمی سے
(جو برہم حنفیہ ابو حنیفہ کی کتاب ہے) مقابل کر کے
دیکھہ لے اُن دونون اور ان کتابون مین
دور مشرقون کا فرق معلوم ہو۔

علامہ محمد معین دراسات اللبیب

جلد ۲ مین فرماتے ہین۔ وکونهما اصح کتاب
فی الصحیح المجرد تحت ادیم السماء وانهما اصح
الکتاب بعد القرآن العزیز باجماع من علیه
التعویل فی هذا العلم الشریف قاطبة فی
کل عصر واجماع کل فقیه مخالف وموافق
علی ما لا یوجد مثل ذلک الاجماع علی افضل

ابی حنیفۃ علی الفقہاء الثلثۃ من المعاند والموافق مع دعوی ذلک الاجماع من اکثر اہل المذاہب - **ترجمہ** صحیح بخاری و صحیح مسلم کا سب کتابون سے (جو مجرد صحیح مین تصنیف ہوئی ہین) صحیح ہونا اور قرآن کے بعد سب کتب سے بڑہ کر صحت کے درجے مین فائق ہونا اجماع سے محدثین ہر زمانہ کے اور فقہا کے مخالف ہون خواہ موافق ثابت ہے اسطرح کہ ویسا اجماع مخالف و موافق کا امام ابوحنیفہ کی بزرگی پر نسبت ائمہ ثلثہ (مالک شافعی احمد) پایا نہین گیا باوجودیکہ بہتیرے اہل مذہب نے اسکا دعوی کیا ہے۔

سوال - ان کتابون کی بہی بہتیری حدیثون پر دارقطنی وغیرہ نے جرح و اعتراضات کیئے ہین اور انکو دائرہ صحت سے خارج کر دیا ہے پس یہہ بہی کتب فقہ کی طرح گڈبڈ ٹہرین اور خالص صحیح کی ملتزم نہ رہین پہر وہی **سوال** عود کر آیا کہ جائین تو کدہر جائین - اور فقہ چہوڑ کر کسی کتاب پر عمل کرین تو کس کتاب پر کرین۔

جواب - وہ جرح اور اعتراضات اُن لوگون کے اولاً تو اُڑتی خاک کی طرح اُڑائے گئے ہین - اور صحت جملہ احادیث صحیحین آفتاب نیمروز کی طرح ثابت کر دکہائی گئی ہے اور اگر بالفرض اُن اعتراضات کو صحیح و ثابت ہی مانا جاوے تو بہی اس سے بے اعتبار و کڈ و بڈ ہونا تمام کتاب کا لازم نہین آتا وہ حدیثین جنپر دارقطنی وغیرہ نے اعتراضات کئے ہین معدود و محدود ہین اور علماء حدیث کو معلوم پس اُنکو نکال کر بقیہ باتفاق کل مسلم الصحت نکلتا ہے اور طالب مجرد صحیح کے لیئے وجود خالص صحیح کا جسپر بلا تحقیق و تفتیش عمل جائز ہے ان کتابون مین پایا جاتا ہے - اور یہہ امر کتب فقہ سے کسی کتاب مین میسر نہین نہ انمین کوئی کتاب ملتزم صحت ہے اور نہ کسی کتاب کی غلطیون اور خطاؤن کی تعدید اور تحدید ہو کر بقیہ کی صحت مسلم ہے - پس طالب خالص صحیح کے لیئے جو کچہہ ہے حدیث ہے اور سوائے اس جناب کے کہین اسکے مطلوب کا پتا و ٹہکانا نہین ہے

رہی تصدیق اس امر کی کہ اعتراضات دارقطنی وغیرہ کے احادیث صحیحین پر اُڑتی خاک کی طرح اُڑائے گئے ہین اور جو ہین سو چند احادیث محدود کے متعلق ہین اور علماء کو

سلام سو ملاحظہ ست **مقدمہ فتح الباری و شروح صحیح مسلم و تدریب اوی** شرح تقریب نواوی اور اُن تالیفات کے جو خاص کر انہین اعتراضات کے جواب مین تصنیف ہوئی ہین بخوبی ہو سکتی ہے اور جنکو یہ کتابین میسر نہ آوین وہ رسالہ **فتح الباری** فی ترجیح الصحیح البخاری (مولفہ راقم) اور **دراسات اللبیب** فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب (مولفہ ابن عابدین سندھی حنفی) ملاحظہ فرماوین۔ اور اگر مجمل شہادت پر کفایت فرمائین تو نقول ذیل کو مطالعہ مین لاوین۔ **دراسات** مین ہے۔ ابالوا من ذلک بما جعلوہ ہباءً منثورًا حتی حکم المتقنون حکمًا کلیًا علی ما نقل السیوطی عن النووی فی شرح البخاری ان کل ما ضعف من احادیثہما فہو مبنی علی علۃ لیست بقادحۃ وحکموا حکمًا کلیًا ان کل ما فی ہما من الانقطاع والتدلیس فی الظاہر فلیس ذلک بہ فی الحقیقۃ ہذا ما عقدوا علیہ الامر اجمالًا وقد صنف فی تفصیل الرد والجواب عن حدیث حدیث اجزاء علی حیازۃ قال السیوطی و وقد الف الرشید العطار کتابًا فی الرد و الجواب حدیثًا حدیثًا وقال العراقی قد افردت کتابًا لما تکلم فیہ من احادیث الصحیحین او احدہما مع الجواب عنہ وقد سود شیخ الاسلام ما فی البخاری من الاحادیث المتکلم فیہا فی مقدمۃ شرحہ واجاب عنہا حدیثًا حدیثًا۔

ترجمہ علماء نے اس طرح کے وہ جواب دیئے ہین جنسے انکو اڑتی خاک بنا دیا ہے یہانتک کہ اہل اتقان (پختگی) نے عام حکم لگا دیا ہے چنانچہ سیوطی نے نووی سے شرح بخاری مین نقل کیا ہے کہ جس حدیث صحیحین کو منسوب بضعف کیا گیا ہے وہ ایسے اسباب پر مبنی ہے جو قادح صحت نہین اور زیر عام حکم لگا دیا ہے کہ جہان کہین صحیحین مین بسبب ظاہر انقطاع (اسناد سے راوی کا چھوٹ جانا) یا تدلیس (کسی ہمعصر سے ناشنیدہ بات نقل کر دینا اور اسکو سنی ہوئی جتلانا) ہے وہ درحقیقت نہین ہے یہ تو مجملًا انہون نے ان رکھا ہے اور ایک ایک حدیث کے تفصیلی جوابات مین بھی علحدہ علحدہ جزئین تصنیف ہو چکی ہین۔ سیوطی نے کہا کہ عطار رشید نے ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ایک حدیث کے جواب مین ایک کتاب بنائی ہے
عراقی نے کہا ہے کہ مینے بہی ایک مستقل کتاب
بنائی تھی جسمین اُن اعتراضات کے جواب تہے
جو دونون کی یا ایک کی احادیث کے متعلق تہے
شیخ الاسلام (ابن حجر عسقلانی) نے بھی مقدمہ
شرح بخاری مین اُن احادیث کو لکھا اور ایک ایک
کا جواب دیا۔ **مقدمہ ابن الصلاح** مین ہے
سوی احرف یسیرة تکلم علیها بعض اهل
النقد من الحفاظ کالدارقطنی وغیره
وهی معروفة عند اهل هذا الشان۔
ترجمہ حکم قطعیت احادیث صحیحین اُن چند حروف
کے ماسوی سے مخصوص ہے جنپر دارقطنی وغیرہ[1]
پرکھنے والون کا کلام ہے اور وہ اُن لوگون کے
نزدیک مشہور و معروف ہین۔
ایسا ہی **شرح نخبة الفکر** مین ابن الصلاح
سے نقل کیا ہے اور اُسکی **شرح** مین ہے
قال السخاوی وهی تزید علی مائتی حدیث
قال النووی اجاب عنها الآخرون قال
السخاوی یعنی کما افرده العراقی فی تالیف
عدمت مسودته قبل ان یبیضها ولکن شیخنا
فی مقدمة شرح البخاری بما فیه من ذلک

والولی العراقی بما فی مسلم۔ ترجمہ سخاوی نے
کہا ہے کہ وہ حدیثین محل کلام دو سو سے اوپر
ہین نووی نے کہا ہے اَوْرون نے اُنکے
جواب دیدیئے ہین۔ سخاوی نے کہا کہ جیسے عراقی
نے ایک تصنیف مین اُنکو علحدہ بیان کیا جسکا مسودہ
صفائی سے پہلے جاتا رہا اور ہمارے اُستاذ
(ابن حجر عسقلانی) مقدمہ شرح بخاری مین جوابات
احادیث منتقدہ بخاری کے متکفل ہوئے ہین
اور ولی الدین عراقی اُن احادیث کے جوابات کے
جو صحیح مسلم مین محل کلام ہین۔
امام نووی نے شرح صحیح مسلم کے مقدمہ مین
ایک ایسا جواب مجمل لکہا ہے کہ جو جملہ احادیث
منتقدہ صحیح مسلم کے جواب مین کافی ہے پہر شرح
مین بذیل احادیث تفصیل وار بہی جواب دیئے
ہین یہہ کتاب تو سہل الحصول ہے ہر ایک ذی علم
اُسکو دیکہہ سکتا ہے۔
سوال بنابر اس بیان کے یہہ تو مان لیا کہ
صحیحین وغیرہ کتب ملتزم الصحت مین خالص صحیح
کا وجود ہے اور ان محدثین کرام نے تحقیق
صحت و ضعف سے ہمکو فارغ کر دیا ہے ولاکن
حدیث پر عمل کرنے اور اُسپر فتوی دینے مین

[1] وہ احادیث منتقدہ دارقطنی حکم قطعیت سے مستثنی ہین نہ حکم اجمعیت سے اس بات کو دراسات مین خوب مفصل و مدلل بیان کیا ہے فلیراجع ۱۲

ابہی کئی احتمالون کے جنگلون کی آڑ نظر آتی ہے
اور ہنوز دلی دور معلوم ہوتی ہے۔
(۱) احتمال ہے کہ حدیث منسوخ ہو۔
(۲) احتمال ہے کہ اُسکے معارضہ و مقابلہ مین
اُس سے بڑہ کر اقوی حدیث موجود ہو۔
(۳) احتمال ہے کہ وہ حدیث آنحضرت سے
یا جسکے حق مین وارد ہے اُس سے
مخصوص ہو۔
(۴) اگر عام ہے تو احتمال ہے کہ مخصوص البعض ہو۔
(۵) اگر کسی معنی مین ظاہر ہے تو احتمال ہے
کہ مؤول ہو۔
وعلی ہذا القیاس۔ اور چونکہ کتب حدیث مین
اِن باتون کا فیصلہ ہوکر ان احتمالات کا ارتفاع
نہین ہوا ہے اور فقہاء نے یہہ سب کچہہ کیا
کرایا ہے تو آخر ناچار ہدایہ و شرح وقایہ کی تقلید
کرنی پڑتی ہے اور بدون اِس پختہ سڑک کے
عمل کی گاڑی چل نہین سکتی بوقت اژدحام
سوالات و تراکم استفتاء اہل حاجات کے بخاری
طاق مین دہری رہ جاتی ہے اور ہدایہ و
شرح وقایہ ہی سے مطلب براری ہوتی ہے۔
اسی نظر سے حضرت شیخ عبد الحق
دہلوی جو محدث بہی تہے اور فقیہہ بہی شرح
سفر السعادت مین صاف فرماتے ہین
آنچہ در صحاح اخبار آمدہ بالراس والعین عمل بر آن
موجب سعادت دنیا و آخرۃ است اما درین روزگار
پسین این کار صورت نہ بندد چہ مجتہدان دین
احادیث و اقوال صحابہ را تتبع نمودہ و ناسخ را از
منسوخ و صحیح را از سقیم جدا ساختہ و تحقیق و تاویل
آن فرمودہ و تطبیق بیان آن دادہ مذہبے
قرار دادہ اند۔ عوام مسلمانان را بلکہ علماء ایشان
را جز متابعت مجتہدان کردن و در پے ایشان
رفتن سبیل نبود و چارہ نہ والعہدۃ علیہم این کار
متقدمین محدثان را میسر بود و بحقیقت بے قیاس
و اجتہاد کار از پیش نرود و بآخر دست زدن بر آن
ضرورت افتد۔ انتہی۔
اور اگر یہہ احتمالات و اشکالات کتب حدیث
پر عمل کرنے مین آڑ نہوتے تو ایسے محدث ایسی
بات نہ کہتے اور نہ محدث ہوکر پہر تقلید کتب فقہ
و فقہاء کی کرتے۔

جواب

(دفعہ اول) اِن احتمالات خمسہ کی (باستثناء
احتمال چہارم) ہر حدیث مین تجویز مجرد وہم

وتخمین ہے جسپر کوئی دلیل نہین۔ اور وہم محض
جو دلیل سے پیدا نہو لایق لحاظ و اعتبار نہین
ہوتا رہا **احتمال** چہارم جسپر شیوع تخصیص ہر عام
مین دلیل ہے۔ سو اسیقدر تاثیر رکہتا ہے کہ عام
کو قطعی الدلالت رہنے نہ دے نہ یہہ کہ پایہ عمل
اعتبار سے ساقط کر ڈالے یہہ ہو تو لغت اور
شرع سے امان اُٹہہ جاوے اور اکثر خطابات شارع بیکار
ہو جاوین چنانچہ تلویح توضیح وغیرہ مین مصرح ہے
(دفعہ دویم) یہہ احتمالات کتب فقہ کی روایات
مین حدیث سے بڑہ کر ہین۔
(دفعہ سویم) اگر کچہہ ان احتمالات و توہمات کا
فیصلہ و تدارک کتب فقہ مین ہوا ہے تو کتب حدیث
مین اُس سے بڑہ کر نہین تو ویسا ہی ہونے
مین تو کچہہ شبہہ نہین ہے۔

تشریح و تمثیل دفعہ (۲) و (۳)
حدیث مین نسخ کا احتمال ہے تو اقوال مجتہد
(جنکے مجموعہ کا نام فقہ ہے) مین بہی رجوع کا
احتمال ہے۔ اور اگر کتب فقہ مین اقوال مرجوع
عنہا کو الگ کر دیا ہے تو کتب حدیث مین بہی
احادیث منسوخہ کا بہ تفصیل بیان ہے۔
حدیث مین تعارض ہے تو اقوال مجتہدین
مین اُس سے دہ چند تعارض۔ ایک امام ابو حنیفہ
سے مثلاً محمد ابن الحسن کچہہ روایت کرتے ہین اور
ابو یوسف کچہہ اور حسن اور۔ اور زفر کچہہ اور
پہر اگر کتب فقہ مین ان اقوال معارضہ مین تاویل
و تطبیق یا ترجیح دے رکہی ہے تو ویسے ہی
کتب حدیث مین احادیث متعارضہ مین تاویل
و تطبیق یا ترجیح عمل مین لائی گئی۔ و علی ہذا القیاس
الحاصل (اولاً) یہہ احتمالات لایق التفات نہین
(۲) ثانیاً حدیث مین کوئی احتمال یا اشکال
نہین ہے جو روایات فقہ مین نہو (۳) ثالثاً
فقہ مین ان احتمالات و اشکالات کا ایسا تدارک
نہین ہے جو کتب حدیث مین ہوا ہے۔

شواہد دفعہ (۱) و (۲) قال العلامہ
ہارون بن بہاء الدین المرجانی الحنفی فی
کتاب ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان
لم یغب الشفق۔

والذی یتقولہ	اور جو مخاطب بات
المخاطب ویفتری	بناتا ہے اور اللہ
بہ الکذب علی اللہ	پر جہوٹہہ باندہتا ہے
انہ یزعم ان التمسک	سو یہہ ہے جو خیال
بالادلۃ انما ہو	کرتا ہے کہ دلایل کو پکڑنا

وظيفة المجتهد والاجتهاد ملكة راسخة وبصيرة شريفة ورتبة عظيمة صعبة المرقى واهله قد انقرض وزمانه قد مضى۔

وكل آية وحديث وخبر مخالف لقول اصحابنا **لا يجوز** العمل به ويقدم اقوال الفقهاء على الحديث **لاحتمال** ان يكون **موضوعا** او **منكرا** ولو **ثبت** فيحتمل ان يكون منسوخا او مخصصا او مقيدا او مؤولا او معارضا۔

واذا اورد عليه الحديث اولا يهذي ويقول انه لم ياخذ به الفقيه والمجتهد فلا يعمل بمقتضاه قلت كذلك قال الذين من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم۔ واذا قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله و الى الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا عليه آباءنا وانا لفي شك مما تدعونا اليه مريب۔ وقالوا ما نفقه كثيرا مما تقول لي غير ذلك من مقالاتهم

مجتہد ہی کا کام ہے اور اجتہاد مضبوط قوت ہے اور بڑی روشنی اور عالی مرتبہ جہان چڑہنا دشوار ہے جسکے لوگ تمام ہوئے اور زمانہ اُس کا گذر چکا۔

اور جو آیت یا حدیث یا خبر ہمارے فقہاء کے قول سے مخالف ہے اُسپر عمل جایز نہین اور فقہا کے قول حدیث سے مقدم ہین اس لیئے کہ حدیث مین یہہ بہی **احتمال** ہے کہ **موضوع** ہو یا **منکر** (جسکا راوی متہم بالکذب ہو) اور اگر صحیح بہی ہو تو اُس مین یہہ **احتمال** ہے کہ **منسوخ** ہو یا **مخصوص**[1] یا **مقید**[2] یا **مؤول**[3] یا اُسکے معارضہ مین کوئی اور حدیث ہو اور جب اُسپر کوئی حدیث آپڑتی ہے تو ہنسی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس حدیث کو مجتہد اور فقیہ نے نہین لیا پس اس کے مقتضا پر عمل نہوگا۔ مین (اسکے **جواب** مین) کہتا ہون (جو قرآن مین اللہ تعالے نے کفار کے جواب مین کہا ہے) کہ ایسا ہی اُن لوگون نے کہا ہے جو اُنسے پہلے تہے انکی بات کیطرح اُنکے دل ایک جیسے ہو رہے ہین اور جب اُنکو کہا جاتا ہے کہ اسکی طرف آؤ جو اللہ نے اُتارا ہے اور رسول کی طرف تو کہتے ہین کہ ہمکو وہی کافی ہے جسپر ہمنے اپنے باپونکو پایا اور ہم اس چیز مین جسکی طرف تم ہمین بلاتے ہو شک مین ہین جو بیچین کر رہا ہے اور کہتے ہین ہم تمہاری

[1] جو بظاہر عام لوگون کے واسطے ہو اور حقیقت مین بعض کے ساتھ خصوصیت رکھے ۱۲ [2] جو بظاہر بلا قید ہے اور حقیقت مین وہ کسی قید سے ملحوظ ہو ۱۲ [3] ظاہر مین اور معنے رکھے اور مراد کچھ اور لی جاوے ۱۲ منہ

المستخبثة وكلماتهم المستقبحة المحكية
في كتاب الله تعالى ويمح الله الباطل
ويحق الحق بكلماته انه لكتاب لا
ياتيه الباطل من بين يديه ولا من
خلفه تنزيل من رب العلمين
ما لكم كيف تحكمون ام لكم كتاب
فيه تدرسون ان لكم فيه لما
تخيرون وذلكم ظنكم الذي ظننتم
بربكم اردا لكم فاصبحتم من
الخاسرين -

والذي اجمع عليه الائمة
واتفق عليه كلمة فقهاء الامة ان
ما صح من خبر الواحد فضلا
عن الكتاب والسنة المتواترة
والمشهورة اذا لم يعرف مخالفته
لما هو فوقه وهو في حادثة لا تعم
بها البلوى ولم يكن متروك المحاجة
عند الحاجة فهو حجة لازمة
والعمل به واجب لا محالة وكتب
الاصول والفروع بنقله مشحونة
والايات والاحاديث الدالة

بہت باتین نہین سمجھتے - ایسے ہی اور بہتیری باتین کہتے
ہین جو اللہ کی کتاب مین منقول ہین - اللہ ان باتون
کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنی باتون سے پختہ کرتا ہے
وہ کتاب اللہ کی ایسی کتاب ہے جسکے آگے پیچھے باطل
نہین ٹپکتا - وہ خدا کی طرف سے اتاری گئی ہے
تمہین کیا ہوا تم کیا کہتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی
آسمانی کتاب ہے جسمین یہہ باتین (جو قرآن و حدیث
کے مقابلہ مین کہتے ہو) پڑھتے ہو کیا تمہارے لیئے وہی ہے
جو تم پسند کرتے ہو تمہارے اس گمان نے جو تم خدا کی سے کہتے ہو
(یعنے اسکی کتاب سے) تمہین ہلاک کر دیا ہی سو تم نقصان والے ہو گئے
اور جس بات پر تمام امامون اور فقہا امت کا اتفاق
ہے سو یہہ کہ جو حدیث صحیح خبر واحد (جو ایک راوی کی
نقل سے ثابت ہو) چہ جائے کہ کتاب اللہ ہو یا حدیث
متواتر (جسکو ہر زمانہ کے لوگ اس کثرت سے نقل کرتے
جنکا کذب پر متفق ہونا محال ہو) یا حدیث مشہور (جسکی
نقل مین بعد زمانہ صحابہ ایسی کثرت ہو جاوے) جب وہ اپنے
اوپر کے درجے کی نص سے مخالف نہو اور وہ ایسے
موقع مین وارد ہو جس سے اکثر لوگون کا کام نہ پڑے
ایسی نہو جسپر ضرورت کے وقت عمل چھوٹ گیا ہو تو وہ
حجہ (دست آویز) لازمہ ہے اور اس پر عمل واجب
کتب اصول (علم قواعد استنباط کا نام ہے) اور فروع (فقہیات وغیرہ)

سلی وجوب ذلک غیر محصورۃ
وانما الشذ وذ خالفوا فیما تعم بہ
البلوی وفی متروک المحاجۃ عند
المحاجۃ وھم ممنوعون عن العمل
بقول لم یعرف دلیلہ وان صح
عنھم نقل الفتوی بہ وکیف اذا لم
یرفع الیھم نقل صحیح وکان مخالفاً
للحدیث الصریح۔

وتقلیدھم اقوال الرجال علی
الحدیث رد النصوص وردھم بالغیب
ھو کفر بلاریب ولو ثبت الحکم
الشرعی عند ذلک الکذاب المفتری
علی اللہ الا بقول الفقیہ یلزم اللہ
او التسلسل فانہ اذا قیل لہ لم وجب
الاخذ بقول الفقیہ وما الذی
رجحہ علی قول غیرہ ماذا یقول
فان قال وجب الاخذ بہ وترجح
علی غیرہ بقول آخر للفقیہ ینقل
الکلام الی وجوب الاخذ بقول
ھذا الفقیہ الاخر وھکذا فاما ان
یدور او تسلسل وبطلان ینتھی الی قول الرسول

اِس مسئلہ کی نقل سے پُر ہین۔ اور آیات واحادیث
اس کے وجوب پر اندازہ سے باہر۔ چند شاذ نادر لوگون
کا خلاف ہی تو فقط ایسی حدیث مین ہے جسمین عام لوگون
کا کام پڑے اور اُسپر ضرورت کے وقت عمل نہ ہوا ہو یہہ لوگ
بلا دلیل قول پر عمل کرنے سے منع کرتے ہین اگرچہ
اُنکا فتوی دینا نقل صحیح سے لوگون کو پہونچ جاوے
پس جبکہ جانا کہ وہ فتوی بہ نقل صحیح اُن تک نہ پہونچے اور
حدیث صحیح کے مخالف ہو۔

اور لوگون کے اقوال کو حدیث پر تقدم کرنا احادیث
کو رد کرنا ہے اور رد بالغیب جو کفر ہے بلاریب اور
اگر حکم شرعی اس کذاب کے نزدیک جو خدا پر جھوٹھ باندھتا ہے
بجز شہادت فقہ کے قول فقیہ سے ثابت نہین ہوتا
ہے تو دور[1] یا تسلسل[2] لازم آتا ہے۔ اسلیئے
کہ جب اُسکو کہا جاوے کہ اِس مجتہد کی بات کو لے
لینا کیون واجب ہے اور اُسکو اور مجتہد کے اقوال
پر کس نے ترجیح دی ہے تو کیا کہیگا؟ اگر
یہہ کہیگا کہ اُسکے قول کو لے لینا اور اُسکو دوسرون کے
اقوال پر ترجیح دینا کسی دوسرے مجتہد کے کہنے سے
ہے تو پھر اس مجتہد کی بات کے لینے مین کلام منتقل
ہوگی اسطرح کہ اسکی بات کو کسکے کہنے سے لے لیا اور اسکو
اقوال غیر پر کیون ترجیح دیا۔ اگر کہے کسی تیسرے مجتہد کے کلام

[1] دور کسی چیز کا اپنی ذات سے تام ہونا [2] تسلسل بے شمار چیزون کا ایک وقت مین موجود ہونا ۱۲

نمبر ششم

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسمیں اُن سوالوں کے جواب کا بقیہ ہے جو بعض

علمار لکھنؤ و بنارس نے بمقابل اشتہار مجریہ

۹ اُسی شائع کیا منجانب مولوی

ابو سعید محمد حسین صاحب

لاہور

مطبوعہ ۱۰ شعبان ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۰ جنوری ۱۸۹۸ء

مطبع محمدی لاہور میں چھپا۔

بقیہ عبارۃ ناظورۃ

ومن مذهبه الردي ان التمسك بالادلة انما هو وظيفة المجتهد والحديث في اصله كلام الرسول المعصوم الذي لا ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى علمه شديد القوى وانما يتطرق اليه مظنة تلك الشبهات من الوضع والنكارة والضعف بالنظر الى اسناده واحوال رواته ويعترض عليه الاحتمالات المذكورة بالنسبة الى وجوه دلالاته واحتمال الوضع والنكارة والضعف يدفعه صحة سنده وثبوت نقله اما برفع اسناده الى رسول الله صلعم بنقل الثقة عن الثقة سالما عن الشذوذ والعلة وتفتيش رجاله والبحث عن احوال رواته واما بوجدانه انه في الاصول المعتبرة والمجامع المعتمدة وقول الفقهاء يحتمل الخطاء في اصله وغالبه خال عن الاسناد

اور یہ اسکا ردی (نکما) خیال ہے کہ دلیل سے تمسک کرنا مجتہد کا کام ہے (اسلئے) کہ حدیث در اصل رسول معصوم کی کلام ہے جو اپنی خواہش نفس سے کچھ نہین کہتا جو وہ کہتا ہے سو وحی ہوتے ہے بڑے قوت والے نے سکہائی ہے - (یعنی جبرئیل نے) اس حدیث مین جو شبہ آلگتی ہین کہ موضوع ہو - یا منکر - یا ضعیف تو اسکی سند کی راہ سے اور احوال راویون کی طرف سے آپہنچتی ہین اور جو احتمال پیچھے ذکر ہوئی (یعنی منسوخ - یا مخصوص یا مقید - یا مول ہونا) یہ اسکی وجوہ دلالۃ اور معانی کو عارض ہوتی ہین - سو احتمال موضوع اور منکر ہونے کو اسکی سند کا صحیح ہونا اور اسکی نقل کا ثبوت کو پہونچنا رفع کر دیتا ہے - کیا تو اسکی سند بواسطہ نقل ثقات کے جو علۃ و شذوذ سے خالی ہو آنحضرت تک پہنچا کر اور اسکی رجال کے احوال مین خوب بحث و تفتیش کو عمل مین لاکر اور کیا صحیح نسخون اور معتبر کتابون جامعہ مین اسکو پاکر اور فقہا کا قول سرے سے محتمل خطا ہوتا ہے اور اکثر وہ اسناد سے خالی ہوتا ہے اور اس امر سے

اليه ورفعه بطريق مقبول معتمد عليه
وكل احتمال ذكر في الحديث قائم فيه
فانه يحتمل ان يكون موضوعا قد افترى عليه غيره
الا ترى ان ابا جعفر الطحاوي وابا
العباس الاصم وغيرهما رووا عن محمد بن
بن عبد الحكم انه سمع الشافعي يقول
في اتيان المرأة من دبرها ما صح عن النبي
صلعم في تحليلها ولا تحريمه شيء
والقياس انه حلال
وحكي عن مالك انه اباح نكاح المتعة
وكذا مثله عن غيره وهو موضوع عليهم
وقد حكى ابو نصر بن الصباغ ان الربيع كان يحلف
بالله الذي لا اله الا هو لقد كذب ابن
عبد الحكم على الشافعي في ذلك ومذهب مالك
وجوب الحد على من وطئ بنكاح المتعة

کہ بطریق مقبول و معتبر اس مجتہد کی طرف پہنچی - اور سبہ
احتمال جو حدیث کی نسبت ذکر کئی گئی ہین سو فقہ
مین موجود و قائم ہین - اسلئے **قول مجتہد موضوع**
ہونیکا بھی احتمال رکہتا ہی کہ کسی نے مجتہد پر افترا
کیا ہو - تو نے نہین دیکھا کہ ابو جعفر طحاوی اور ابو العباس
اصم وغیرہ نے محمد بن عبد الحکم سے نقل کیا ہی کہ اُسنے
امام شافعی سے سنا ہی کہ عورت کی دبر مین دخول
کرنیمین کچھہ حکم حلت حرمت کا نہین آیا - اور قیاس
چاہتا ہی کہ حلال ہو -
اور امام **مالک** سے منقول ہی کہ آپنے نکاح متعہ کو جائز کیا
ہے ایسا ہی اورون سے منقول ہی جو انپر موضوع و افترا ہے
اور ابو نصر بن صباغ نے بیان کیا ہی کہ ربیع قسم کہاتا
اور کہتا ہی کہ ابن عبد الحکم نے اس بات مین جہوٹ بولا ہے
اور مذہب مالک مین متعہ کے باب مین حد لگانا آچکا ہی ۱۰

حاشیہ

مترجم کہتا ہی کہ یہ افترا امام مالک پر ہدایہ شریف مین جسکو ہماری مخاطب قرآن و حدیث
کی جگہہ سمجھکر پیش کرتے ہین اور اسکو نئی بنائی دوا بتلاتے ہین نیز موجود ہے اور اسکے شارحین
حنفی اسکے دروغ ہونیکے معترف ہین الفاظ ہدایہ ہین وقال مالک وھو جائز (ترجمہ
امام مالک نے کہا کہ متعہ مباح ہے) اور اسکے شارحین کے اعتراف یہ ہین نسبتہ الی
مالک غلط ولا خلاف فیہ بین الائمۃ وعلماء الامصار الا طائفۃ من الشیعۃ کذا فی
فتح القدیر لابن الہمام ترجمہ نسبت کرنا اسکی اباحت کا امام مالک کیطرف غلط ہے

اور اسمین بجز شیعہ کسیکا علماء و ائمہ سے اختلاف نہین ایسا ہی کہا ہی فتح القدیر مین
جو ابن ہمام کی تصنیف ہی اور **عینی نے شرح ہدایہ** مین کہا ہی قال الاکمل
معتذرًا عن المصنف یجوز ان یکون شمس الائمۃ الذی اخذ منہ المصنف
وجد قولا لمالک فی جوازھا قلت لم یذکر فی کتاب من کتب المالکیۃ
انتہی بحوالہ ترجمہ اکمل نے مصنف کیطرف سی معتذر ہوکر کہا ہی کہ احتمال ہی شمس الائمہ نے
جس سی صاحب ہدایہ بات لیتا ہی مالک کا کوئی قول جواز متعہ کے پایا ہو - مین کہتا
ہون (عینی کہتا ہی) کہ مالکیونکی کسی کتاب مین اسکا جواز نہین ہی - ہمارے اس
زمانہ کے بڑے مشہور حنفی **مولانا محمد عبد الحی** صاحب لکھنوی رحمہ اللہ تعالی
بھی صاحب ہدایہ کی اس نقل کو دروغ سمجھتی ہین اور اپنے رسالہ **نذیلہ الدرایہ**
لمقدمہ الہدایہ مین اسکو ان غلطیون مین شمار کیا ہی جو نصف اول ہدایہ
مین واقع ہوئی ہین چنانچہ فرماتی ہین منہا قولہ فی کتاب النکاح نکاح المتعۃ باطل
وقال مالک جائز قال الکاکی ھذا سھو فان المذکور فی کتب مالک حرمۃ
نکاح المتعۃ انتہی واعتذر عنہ صاحب العنایۃ بانہ یجوز ان یکون شمس الائمہ
الذی اخذ منہ المصنف اطلع علی قول لہ فی جوازہ ورد العینی بانہ
لم یذکر فی کتاب من کتب المالکیۃ روایۃ جوازہ وبالاحتمال نقل قول امام
غیر موجہ **ترجمہ** ان غلطیون سی جو صاحب ہدایہ سی نصف اول کتاب مین واقع
ہوئی ہین یہ بھی ہین جو اپنی کتاب النکاح مین کہا ہی کہ مالک نی کہا نکاح متعہ
کا جائز ہی - کاکی نے کہا یہ سہو ہے اسلئے کہ مالکیون کی کتابون مین نکاح
متعہ کی حرمت ثابت ہی ہی - صاحب عنایہ نے صاحب ہدایہ کیطرف سی عذر
کیا ہی کہ شائد شمس الائمہ نی جس سے صاحب ہدایہ نے مسائل لئے ہین امام مالک
کا کوئی قول جواز متعہ مین دیکھا ہو - اسکو عینی نے رد کر دیا ہی کہ مالکیون کی کسی

کتاب مین جواز متعہ کا مذکور نہین اور مجرد احتمال کے ساتھہ کسی امام سے کسی بات کو نقل کرنا پسندیدہ نہین ہی اس بات کو حضرات مخاطبین نظر انصاف سی ملاحظہ فرماکر بتلاوین کہ اسی ہدایہ کو نبی بنائی روا بتلاتے ہین اور اسیکی ہمسی تقلید کراتے ہین اور اسیکو قائم مقام ہمارے مطلوبہ آیات اور احادیث کے بجواب اشتہار ٹہراتے ہین یا وہ کوئی اور ہدایہ ہی جو سینہ بسینہ لئی آتے ہین

ویکون منکرًا لاتہام ناقلہ وضعیفًا لاضطراب راویہ کروایات ابی عصمۃ نوح بن ابی مریم فان روایاتہ انکروھا علیہ وروایات ھشام بن عبد اللہ الرازی من اصحاب محمد بن الحسن رحمہم اللہ تعالی فانہ کان یضطرب فی روایاتہ قال القاضی ابو عبد اللہ الصیمری کان مع عظیم شانہ لینًا فی الروایۃ سمعت الشیخ ابا بکر محمد بن موسی یذکر عن ابی بکر الرازی انہ کان یامر ان یقرء علیہ الاصل بروایۃ سلیمان او محمد بن سماعۃ لصحتہما وضبطہما ویکرہ ان یقرء علیہ من روایۃ ھشام لما فیہ من الاضطراب انتہی وامثال ذلک کثیرۃ خصوصًا عند تنزل الزمان وشیوع الکذب والھذیان ثم لو صح وثبت یحتمل ان یکون منسوخًا قد رجع عنہ

اور قول مجتہد اتہام راوی کے سبب سے منکر ہی ہوتا ہے اور اور اسکے ضعف کے سبب ضعیف جیسی نوح بن ابی مریم کی روایات ہین اسکی روایات کو انہون نے نہین مانا۔ ایسی روایات ہشام بن عبد اللہ رازی یہ بھی روایت مین مختلف تھا۔

قاضی ابو عبد اللہ صیمری نے فرمایا ہی کہ یہ شخص باوجود بزرگی شان کے روایت مین ڈہیلا تہا۔

مینی ابو بکر محمد بن موسے سے سنا کہ وہ ابو بکر رازی سے نقل کرتے کہ وہ امام محمد کی کتاب جو بروایت سلیمان یا محمد بن سماعۃ منقول ہی پڑہنی کو کہتی اور جو بروایۃ ہشام مروی ہی اسکے پڑہنی کو پسند نکرتے کیونکہ اسمین اختلاف روایۃ ہی۔ اسکی مثالین بہت ہین خصوصًا زمانہ کی تنزل کیوقت اور چہوٹھ اور ہذیان پہیل جانے کیوقت۔

پہر اگر قول مجتہد صحیح وثابت بہی ہو تو احتمال رکہتا ہی کہ منسوخ ہو جس سے مجتہد نے رجوع کر لیا ہو

وافتى بخلافه فان كلاً من ابى حنيفه
واصحابه ومالك وشافعى
واحمد وغيرهم قد رجعوا
من اقوال الى اقوال بما ترجحت
عندهم من شواهد دلائل -
ويحتمل ان يكون ما وقع
الى مالك فانه نص فى كتابه
على وجوب غسل الجمعة وصرفه
اصحابه عن ظاهره وحملوه على ان
المراد منه انه حق متاكد
قال الحافظ ابو عمرو بن عبد البر
هو اقوى واجب فى السنة او
فى المروة او فى الاخلاق الجميلة
كقول العرب وجب سنة حقك ثم
اخرج بسنده عن ابن شهاب ان مالكا
سئل عن غسل يوم الجمعة اواجب
هو قال هو سنة ومعروف
او يكون مخصصا او مقيدا
فان ابا حنيفه رح نص على ان
الاشعار مكروه وحمله الطحاوى
على اشعار اهل زمانه

اور اسکے خلاف فتوی دیا ہو - یہ اسلئے کہ ہر ایک نے
یعنی ابو حنیفہ اور اسکے شاگردون نے اور امام
مالک اور شافعی اور احمد وغیرہ نے اپنے اقوال سے
رجوع کر لیا ہی ان اقوال کیطرف جو انکے نزدیک دلائل
وشواہد مرجح ٹہری -

اور قول مجتہد یہ بھی احتمال کہتا ہی کہ مؤول ہو
تو نے نہین دیکہا کہ امام مالک نے اپنی کتاب امو طا وغیرہ
مین غسل جمعہ کو صاف واجب کہا ہی اور اُنکے مذہب
والون نے اسکو ظاہر سے پہیر کر اس معنی پر حمل کیا ہی
کہ مراد اُنکی یہ ہی کہ وہ حق و سنت ہی

حافظ ابو عمرو بن عبد البر نے کہا ہی کہ یہ قول مؤول
ہی یعنی سنت اور مروۃ اور اخلاق حسنہ کی رو سے واجب ہی
جیسے عربی کہتے ہین تیرا حق واجب ہوا یعنی ثابت ہوا پہر
(اس تاویل کی تائید مین) اپنی سند سے ابن شہاب (شاگرد امام
مالک) سے نقل کیا کہ اسنے امام مالک سے جمعہ کے غسل کا
حکم پوچہا کہ کیا وہ واجب ہی امام مالک نے کہا کہ وہ سنت ہے
اور دین مین معروف -

اور قول مجتہد مخصص اور مقید بہی ہوتا ہے
دیکہو ابو حنیفہ نے اشعار قربانی کی کو ان مین زخم کرنا
کو عام اور مطلق طور پر مکروہ کہدیا ہی اور طحاوی نے
اسکو مقید کیا ہے اور اپنے زمانہ کے مروج اشعار پر محمول کیا

مترجم کہتا ہے امام ابوحنیفہ کا سنت اشعار کو مطلق اور عام طور پر مکروہ کہنا حافظ امام ناصر الاسلام ابن حزم کو برا لگا ہے۔ اور وہ فرط حمیت سنت سے جوش مین آکر امام ابوحنیفہ کے حق مین اپنی کتاب محلی مین یہ کلمات لکھ گئی ہین۔ هذه عامة من طوام العالم اینکون مثلة شیء فعله رسول الله صلعم اف لکل عقل یتعقب حکم رسول الله صلعم **ترجمہ** یہ علماء کی آفتون سے آفت ہے کہ جو چیز آنحضرت نے خود کی ہے وہ مثلہ ہو (یعنی جیتے جانور کی ناک کان کاٹ دینا) تف ہے اس عقل کو جو آنحضرت کے حکم کا تعاقب کرے یعنی معترض ہو **عینی** حنفی نے فرط حمیت مذہبہ سے جوش مین آکر اسکی بدلے امام ابن حزم کو برا کہا ہے اور بجواب اعتراض ابن حزم کی مطلق قول ابوحنیفہ کو طحاوی کی تقلید سے مقید کیا۔ ولیکن انصاف وحیا اسیکا مقتضی ہے کہ امام کا مطلق طور پر اشعار کو مکروہ و مثلہ کہدینا اور اسمین اس تفصیل کو جو طحاوی نے بنائی ہے ذکر نکرنا بلاشبہ صورت مخالفت واہانت سنت ہے اور لائق طعن و اعتراض۔

اگر وہ تفصیل سے کہتے کہ جو ہمارے زمانہ مین اشعار خارج از اعتدال مروج ہے یہ مکروہ ہے تو نہ ابن حزم کو جائے اعتراض ہوتی اور نہ طحاوی کو اسکی تاویل و تقیید کرنی پڑتی اور نہ حضرت عینی کو جوش مذہبی نکالنے کی ضرورت پیش آتی وباالله التوفیق ۱۲

عط

وربما یکون معارضًا ولا محالة من معارضة قول غیره من الفقهاء

اور کبھی قول مجتہد کے مقابلہ مین قول معارض بھی پایا جاتا ہے (اپنی اقوال باہم متعارض نہون) تو اس سے چارہ نہین کہ دوسرے مجتہد کا قول **معارض** ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ علامہ ہارون نے سبھی احتمال جو حدیث مین لوگ نکالتے ہین قول مجتہد مین ثابت کر دکھائے ہین اب ان احتمال کا حدیث مین بے اعتبار ہونا ثابت کرتے ہین (آپ فرماتے ہین)

وطريق معرفت الحديث في هذه الاعصار المتاخرة الاعتماد على الائمة الموثوق بهم في علم الحديث والآثار بالرجوع الى كتبهم كالصحيحين وجامع الترمذي وموطا مالك ومسند الدارمي وسنن ابي داؤد والنسائي وابن ماجه والطحاوي ومن يليق بهم في سعة الحفظ والاطلاع وقوة الضبط والاتقان من الائمة العارفين باحوال الاحاديث المميزين بين الثقات والضعفاء والمتروكين فانهم جمعوا ودونوا وصححوا وحسنوا وضعفوا فرغونا عن الاسناد وتفتيش رجاله وبحث عن احوال رواته وتواترت عندهم كتبهم وذاعت وشاعت بين علماء الامة وتلقوها بالقبول الحذاق من الائمة -

ومنهم من التزم اخراج ما اتفق على صحته اهل الشان كالبخاري ومسلم

ومنهم من التزم اخراج ما صح عنده كابي عوانه وابن خزيمة

ومنهم من بين صحيح الاسناد عن حسنه وميز حسنه عن ضعيفه كالترمذي والطحاوي

ومنهم من اطلق فيما ترجم فيه الصحة

اور طریق حدیث کی پہچاننے کا پچھلے زمانون مین یہ ہے کہ ائمہ حدیث پر جنہون نے اس علم مین وثوق ہی - اعتماد کرین اور انکی کتابون کیطرف رجوع فرماوین جیسی صحیحین ہین اور جامع ترمذی اور موطا مالک اور مسند دارمی اور سنن ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور آثار طحاوی - ان لوگون کی تصانیف جو ائمہ سے فراخی یاد داشت واطلاع وقوت ضبط ومضبوطی مین ملتے ہین اور حدیث کے حال خوب پہچانتے ہین اور ثقہ اور ضعیف اور متروک راویون مین خوب تمیز کرتے ہین - یہ اسلئے کہ ان لوگون نے کتابین بنادی ہین - اور حدیث کو صحیح وحسن وضعیف بتا دیا ہی - اور ہمکو اسناد اور تلاش وبحث حال رواۃ سے فارغ کر دیا ہی اور انکی کتابین علماء امۃ مین معروف ومشہور ہوگئی ہین اور ائمہ ماہرین نے قبول کر لی ہین -

انمین بعضی ایسے ہین جنہون نے حدیث صحیح متفق علیہ لانے کا التزام کر رکھا ہی جیسے بخاری اور مسلم - اور بعض ایسے جنہون نے اپنے نزدیک صحیح لانے کا التزام کیا ہی (یعنی اگرچہ متفق علیہ نہو) جیسے ابو عوانہ اور ابن خزیمہ

اور بعض وہ ہین جنہون نے صحیح وحسن وضعیف سبھہ کچھہ لاکر بیان کر دیا ہی جیسے ترمذی وطحاوی

اور بعض وہ ہین جنہون نے اپنی جامع مین صحیح حدیثون کو

وصرح بغيره كابي داؤد والنسائي ولا
يشترط في الرجوع اليها والاعتماد عليها
ان يكون له بها رواية الى مؤلفيها
بل اذا صحت عنده النسخة منها
بمقابلتها على اصل معتمد غير متهم
صحح الاحتجاج بها ووجب العمل
بموجبها ويقوم حجة على كل
مسلم صحابي او مجتهد او غير
هما الى ان قال۔
واما احتمال النسخ والتاويل والتخصيص
والتقييد فان ظهر الناسخ
وموجب التخصيص والتقييد والتاويل
فلا كلام في ثبوت مقتضاه
من التفصيل
والا فما لا يحتمل النسخ والتاويل
والتخصيص والتقييد هو القسم
المختص باسم المحكم من اقسام
النظم والذي يحتمل النسخ دونها
هو المفسر والذي يحتملهما هو
الظاهر وكل ذلك يوجب الحكم
قطعًا وانما يظهر التفاوت

مطلق (بے بیان) چھوڑ دیا ہے اور غیر صحیح کا حال بتلا دیا
ہے جیسے ابوداؤد اور نسائی اور ان کتابون کی طرف
رجوع کرنے اور انپر اعتماد کرنے مین یہ شرط نہین
کہ ان کتابونکی سند انکی مصنفون تک پہنچائی جاوے
بلکہ جب نسخہ صحیح ہو جاوے جو نسخہ صحیح سے مقابل کیا
گیا ہو اور اسمین کسی طرح شبہہ یا بدگمانی نہو تو اس سے
دست آویز کرنا اور اسکی مقتضائی پر عمل کرنا واجب ہے
اور وہ ہر شخص مسلمان پر حجت (دلیل) قائم ہے صحابی ہو
خواہ اور مجتہد
رہا احتمال نسخ اور تاویل اور تخصیص اور تقیید کا (جسکی معانی
گذر چکے ہین) سو اگر ناسخ اور دلیل تخصیص و تقیید و تاویل
ثابت ہو تو اوسکی مقتضای کے ثبوت مین کلام نہین
یعنی جہان ناسخ معلوم ہوا وہان نسخ کا حکم لگا دیا جہان
مخصص ظاہر ہوا وہان عموم مین تخصیص کر دیے و
علی ہذا القیاس اور اگر یہ سبہ ظاہر نہون تو پھر نصوص
شرعیہ کئی قسم ہین ایک وہ جو نسخ و تاویل و
تخصیص و تقیید کا احتمال ہے نہ رکھے اسکو نص محکم کہتے
ہین اور ایک وہ ہے جو سواے نسخ کے اور احتمال
نہ رکھے اسکو مفسر کہتے ہین ایک وہ جو یہ سبہ
احتمال رکھے اسکو ظاہر کہتے ہین اور یہ اقسام (باوجود
ان احتمالات کے) سبہ مثبت حکم ہوتے ہین (یعنے مجرد

عند المعارضة فيتقدم المحكم
على المحتمل

ولا يجوز ترك العمل بمجرد الاحتمال و
كيف فان نسخ الكتاب لا يجوز الا
بالمتواتر ولا الزيادة عليه الا
بالمشهور ولا يجوز شيء منها بخبر الواحد
فكيف بالاحتمال المحض والوهم المجرد
وقد صح عن ابي حنيفة ومحمد بن الحسن
وحسن بن زياد ان الحديث وان كان
منسوخا لا يكون ادنى درجة من
فتوى الفقيه المجتهد ما لم يبلغه
النسخ وعن مالك رح انه قال
اذا خالف قول الدليل فانبذوا
به الحائط وما منا الا له رأي
ومردود عليه الا صاحب هذا القبر
وعن احمد ضعيف الحديث احب
الي من اقوال الرجال وعجبت
لقوم عرفوا الاسناد وصحته
يذهبون الى رأي سفيان والله سبحانه

احتمال ہی وہ اقسام ساقط الاعتبار نہین ہوتے بلکہ وہ
احتمال خود ساقط الاعتبار سمجھے جاتے ہین) **فرق**
انمین اسمین اتنا ہی کہ یہ بوقت باہمی تعارض کے
ایک دوسرے سے مقدم ہوتا ہی جو محکم ہو (احتمال سے
خالی) وہ محتمل سے مقدم ہوتا ہی۔ اور مجرد احتمال سے
(جسکی ثبوت پر کوئی دلیل نہو) نص کا عمل چھوڑ دینا
جائز نہین ہی۔ اور کیونکر ہو سکے نسخ قرآن بخبر متواتر
یا مشہور کے خبر واحد سے جائز نہین تو مجرد وہم و احتمال
سے کیونکر جائز ہو۔ امام ابو حنیفہ اور محمد بن الحسن اور
حسن بن زیاد سے صحیح ہو چکا ہی کہ حدیث اگرچہ منسوخ ہو
وہ مجتہد کے فتوی سے کم درجہ نہین بشرطیکہ اسکا نسخ
پہنچ جاوے امام مالک سے صحیح ہو چکا ہی کہ جب میرا قول
دلیل کے خلاف ہو تو اسکو دیوار سے مارو اور یہ کہ
ہم مین سے کوئی ایسا نہین جسکی کوئی رائی نہین اور وہ
رائی اسکی پیروی نہین جاتی بجز صاحب اس قبر مبارک
کے (یعنی آنحضرت صلعم کے) اور امام احمد بن حنبل
سے ثابت ہو چکا ہی کہ ضعیف حدیث بھی لوگون کے
اقوال سے پیاری لگتی ہی۔ مین ان لوگون سے
تعجب مین ہون جو حدیث کی اسناد اور اسکی
صحت پہچانتے ہین پھر رائے سفیان (ایک امام
کا نام ہے) کیطرف جاتے ہین۔ اور اللہ سبحانہ تعالے

يقول فليحذر الذين يخالفون
عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم
عذاب اليم ويقول تعالى لئلا يكون
للناس على الله حجة بعد الرسل
وقال الشافعي اذا صح الحديث فهو
مذهبي وعنه اذا صح الحديث و
قلت فانا راجع عن قولي وقائل
بذلك وفي رواية كلما قلت فكان
عن النبي صلى الله عليه وسلم
خلافه فحديث النبي اولى
ولا تقلدوني اخرجه ابن
ابي حاتم في كتاب فضائل الشافعي رح
قال ابن كثير هذا من سيادته
وامانته وهذا نفس اخوانه
من الائمة رح ولذا قطع القاضي
الماوردي وغيره بان مذهب
الشافعي رح ان الصلوة الوسطى
هي صلوة العصر لصحة الاحاديث
فيها وان كان قد نص في الجديد وغيرها
الصبح وصرح عامة اصحابه انها الصبح عنده قولا واحدا
والذي عن ابي يوسف رح ليس للعامي ان ياخذ بظاهر

فرماتا ہی جو لوگ اللہ کے حکم سے برخلاف چلتے ہین انکو
سے ڈرتے رہین کہ انکو کوئی بلا پہنچی یا بڑا دکھ لگے اور
اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ہمنے رسول اسلئے بھیجے ہین کہ لوگون
کو اللہ کے سامنے عذر باقی نہ رہے۔
اور امام شافعی نے فرمایا ہی کہ حدیث جبکہ صحیح ہو تو میرا وہی
مذہب ہی اور ان سے یہ بھی روایت ہی کہ جب حدیث
صحیح ہو اور مینے (اسکے خلاف) کچھ کہا ہو تو مینے اپنی
قول سے رجوع کیا اور حدیث کا قائل ہوا۔ ایک روایت
مین ان سے یون آیا ہی کہ جب مین کوئی بات کہون اور
آنحضرت سے اسکا خلاف ثابت ہو تو آنحضرت کی حدیث
لایق عمل ہی میرے اس قول کی تقلید مت کرو۔ اسبات
کو **ابن ابی حاتم** کتاب فضائل شافعی مین لایا ہی
ابن کثیر امام نے کہا ہی کہ یہ امام شافعی کی سرداری
اور امانت داری کی بات ہی۔ اور اسپر اسکے بھائیون
نے آئمہ سے قول یا عمل* یا یقین کیا ہی۔ اسیواسطے
قاضی ماوردی وغیرہ نے یقینا کہا ہی کہ شافعی
مذہب مین صلوۃ وسطی عصر ہی کیونکہ احادیث صحیحہ
اسمین وارد ہین اگرچہ شافعی کا قول جدید یہی ہے
کہ وہ صبح ہے اور اسکے سب مذہب والون نے
باتفاق ایک ہی بات کہ رکھی ہے کہ وہ صبح ہے
اور جو ابو یوسف سی منقول ہی کہ عامی کو ظاہر حدیث

المراد منه العامی الذی لا یعرف
ثبوت الحدیث وطرق الاسناد
واقسام النظم والاحکام التعارض ولیس
عنده اهلیة لذلك الی ان قال واتفقوا
علی ان العمل بالمنسوخ جائز الی ان
یظهر ناسخه وان الناسخ لا یلزم حکمه
الا بعد العلم به واستدلوا علیه
بان تحویل القبلة نزل علی رسول الله
صلی الله علیه وسلم وقد صلی
رکعتین من الظهر وذلك بمسجد
بنی سلمة فسمی مسجد القبلتین

واما اهل قبا فلم یبلغهم الخبر
الی صلوة الفجر من الیوم الثانی
وفی حدیث تویلة بنت اسلم
انهم جاءهم الخبر بذلك وهم فی
الظهر فتحول الرجال مکان النساء

والنساء مکان الرجال وفی الصحیحین
عن ابن عمر بینما الناس بقبا فی صلوة الصبح
اذ جاءهم آت فقال ان رسول الله صلعم قد
علیه اللیلة القرآن وقد امر ان یستقبل الکعبة

پر عمل جائز نہین ہی اس سے مراد اخبی ایسا ان پڑھ ہی کہ نہ حدیث
کی صحت وثبوت کو جانتا ہی اور نہ اسناد واقسام نظم و
احکام تعارض کو پہچانتا - اسمین ان باتون کی اہلیت
نہین ہے - اور اس پر سب متفق ہین
کہ عمل منسوخ پر جائز ہی جب تک کہ اسکا ناسخ ظاہر نہ ہو
اور اس پر کہ ناسخ کا حکم اسکے علم کے بعد ہی ثابت
ہوتا ہی - اور اس پر یہ دلیل لائے ہین کہ بیت المقدس
سے کعبہ کیطرف استقبال کرنیکا حکم آنحضرت پر نازل
ہوا (جو استقبال بیت المقدس کا ناسخ تہا) بنا بر علیہ
مسجد بنی سلمہ مین دو رکعتین ظہر کی بیت المقدس
کیطرف پڑہی گئین اور دو رکعت کعبہ کیطرف جسپر وہ مسجد
دو قبلہ والی مشہور ہوئی -

اور اہل قبا (جگہ کا نام ہے) کو دوسرے دن کی
صبح کو خبر نسخ پہنچی - تو یہ بنت اسلم کی حدیث مین
آیا ہی کہ جب انکے پاس خبر آئی تو وہ ظہر مین تہی پس
مرد عورتون کی جگہہ پہر آئی اور عورتین مردون کی جگہہ
بخاری اور مسلم مین ہے کہ لوگ قبا مین صبح کی نماز
مین تہی یکایک انکے پاس کوئی آیا اور بولا کہ آج رات
قرآن اترا ہی جسمین کعبہ کیطرف پہرنیکا حکم ہوا ہے پس
لوگ کعبہ کیطرف متوجہ ہوگئی جو شام کیطرف متوجہ تہی
مسلم مین یون روایت ہی کہ ایک شخص بنی سلمہ سے

وزاد مسلم وقال فمر رجل من بني سلمة وهم ركوع في صلوة الفجر وقد صلوا ركعة فنادى الا ان القبلة قد حولت فمالوا كما هم نحو القبلة ولم يؤمروا باعادة

اهل قبا کے پاس سے گذرا جب وہ فجر کی نماز مین رکوع مین گئے ہوئے تھے پس اُسنے پکار کر کہا کہ قبلہ پھیرا گیا پس وہ جیسے تھے ویسے ہی کعبہ کیطرف پھر گئے۔ اور ان لوگونکو آنحضرت نے (ان نماز وںکی نسبت جو بسمت بیت المقدس اسکی طرف پڑھتے رہے) اعادہ (یعنی دوہرانے) کا حکم نہ دیا۔

الى ان قال وقال الامام ابو جعفر الطحاوي رح في كتاب الآثار بعد ما استدل على ان الكلام في الصلوة يفسدها بحديث ابن الحكم السلمي رض

امام ابو جعفر طحاوی (حنفی) نے کتاب آثار مین (بعد بیان اس امر کے کہ نماز مین کلام کرنی نماز کو توڑ دیتی ہے) بدلیل حدیث* معاویہ بن الحکم اسلمی رضی اللہ عنہ کے اور بیان

* یہ حدیث مشکوٰۃ مین ابصفحہ ۸۲ موجود ہے جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ وہ معاویہ آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اتنے مین ایک شخص نے چھینک ماری تو معاویہ نے اسکے جواب مین کہا یرحمک اللہ (جسپر نمازی مسنون ہے) لوگون نے اشارہ سے منع کیا تو یہ بولا تمہین کیا ہوا تم مجھے دیکھ رہے ہو وہ اپنی رانون پر ہاتھ مارنے لگے کہ وہ چپ ہو جاوے جب آنحضرت نماز پڑھ چکے تو اُسکو فہمائش فرمائی کہ نماز مین لوگونسے کلام کرنی نہین چاہیئے ۱۲ حاشیہ

كان مباحا في اول الاسلام ثم نسخ فان سئل سائل عن المعنى الذي ليه يامر رسول الله صلعم معاوية بن الحكم باعادة الصلوة لما تكلم فيها قيل له لان الحجة لم تكن قامت عليه بنسخ ذلك فلهذا امره باعادة الصلوة الى ان قال بعد روايته حديث معاوية بروايته مسلم وابي داؤد واحمد والطحاوي

اس امر کے کہ اوائل اسلام مین نماز مین کلام کرنی مباح تھی پھر منسوخ ہو گئی) فرمایا ہے کہ اگر کوئی سائل پوچھے کہ آنحضرت نے معاویہ بن الحکم کو جب اسنے نماز مین کلام کی اعادہ کا حکم کیون نہ دیا تو اُسکے جواب مین کہا جائیگا کہ اسپر دلیل نسخ قائم نہوئی تھی (یعنی اسکو اسکا علم نہوا تھا)۔ یہانتک کہ علامہ ہارون نے حدیث معاویہ مذکور کو مسلم و ابو داؤد و احمد و طحاوی سے

وغیرہ - علی ان المنسوخ من الاحادیث فی غایۃ القلۃ والندرۃ وقد جمعہ ابو الفرج عبد الرحمن بن الجوزی فی ورقات وقال انہ افرد فیہا ما صح نسخہ او احتمل واعرض عما لا وجہ لنسخہ ولا احتمال وقال فمن یسمع بخبر یدعی علیہ النسخ ولیس فیہا فہاتیک دعوی ثم قال وقد تدبرتہ فاذا ہو احد وعشرون حدیثا وذکرہا

روایت کرکے کہا علاوہ یہ کہ منسوخ حدیثین نہایت قلت مین ہین اور نادر - انکو ابن الجوزی (امام) نے چند اوراق مین جمع کیا ہے اور کہا ہے مین اسمین فقط وہی حدیثین لایا ہون جنکا نسخ ثابت ہی یا احتمالی ہی اور انکو نہین لایا جنکی نسخ کی کوئی وجہ نہین اور نہ احتمال پس جو کوئی ایسی حدیث سنی جسکو منسوخ کہین اور وہ انمین نہو اور اسپر دلیل قائم نہو تو وہ مجرد دعوے ہے (یعنی جسپر کوئی دلیل نہین) پہر کہا مینے انکو خوب سوچا ہی وہ اکیس حدیثین ہین پہر انکو ذکر کیا -

مترجم کہتا ہی یہ رسالہ ابن جوزی کا دو تین ورق مین ہی اور میرے پاس موجود - مولوی محمد صدیق حسن خان صاحب رئیس بہوپال نے اسکے مضامین کو اپنی رسالہ افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین درج کیا ہی اور اسکی تہذیب وتلخیص کرکے کل دس حدیثون کو منسوخ ٹہیرایا ہی - اس عاجز کے نزدیک ان دس حدیثون مین اور بھی تہذیب وتلخیص ہوسکتی ہی جس سی منسوخ حدیثین اقل قلیل نکلتی ہین وباللہ التوفیق ۱۲ حاشیہ

وقال الشافعی رح اجمع المسلمون علی ان استبانت لہ سنۃ رسول اللہ صلعم لم یحل لہ ان یدعہا لقول احد -

امام شافعی نے کہا ہی کہ مسلمانون کا اسپر اتفاق ہی کہ جسپر سنت آنحضرت کی ظاہر ہو اسکو ترک کرنا اسکا کسیکی کہنے سے حلال نہین -

وقال ابو عمرو بن عبد البر یجب علی کل من بلغہ شیء من الحدیث ان یستعملہ علی عمومہ حتی یثبت عندہ ما یخصہ او ینسخہ انتہی

(امام) ابو عمرو بن عبد البر نے کہا ہی جسکو کوئی حدیث آنحضرت کی پہنچی اسپر واجب ہے کہ اسکو علی العموم عمل مین لاوے جب تک اسکے نزدیک اسکی تخصیص یا نسخ ثابت نہو

والصحابي محجوج بالحديث الصحيح فكيف دونهم
ولو ظهر الفتوى مخالفا للحديث الصحيح يحمل على ان صاحبه لم
يبلغه هذا الحديث ولو بلغه لرجع اليه تحسينا
للظن به فيمن هو اهله اذ لو خالفه لقلة المبالاة
والتهاون به يسقط عدالته ولا يقبل فتواه
ولا روايته - وقد عرفت ان الاحتمال المحض لا عبرة
له اصلا كالجرح المبهم والاحتمال الناشي عن دليل
او خفاء كما اذا كان مشتركا او مشكلا او مجملا
او نحو ذلك فان قدر على ترجيح احد المعاني
المحتملة بطريقه يعمل بما ترجح عنده وان لم يقدر على
ذلك عاد ضرورة التقليد بقدرها انتهى ما في
الناظورة للعلامة هارون الحنفي المرجاني
وقال الامام ناصر الاسلام شمس الدين ابن القيم
في خاتمة الاعلام - الفائدة التاسعة - ينبغي للمفتي
ان يفتي بلفظ النص مهما امكنه فانه يتضمن الحكم
والدليل مع البيان التام
فهو حكم مضمون له الصواب متضمن للدليل عليه في
حسن بيان
وقول الفقيه المعين ليس كذلك
وقد كان الصحابة والتابعون والائمة الذين
سلكوا على مناهجهم يتحرون ذلك غاية التحري

اور صحابی پر حدیث صحیح سند ہو سکتی ہے چہ جائے اس سے
نیچے کے لوگ جب کوئی فتوی حدیث کے خلاف ہو تو حسن ظن
کے لئے اسمین یہ تاویل واجب ہے کہ اس فتوی دینے والے
کو حدیث نہین پہنچی اگر پہنچتی تو وہ اسکیطرف رجوع کرتا
اسلئے کہ اگر وہ حدیث پہنچنے پر بے پرواہی اور سستی
سے اسکا خلاف کرتا تو ساقط العدالت (یعنی فاسق)
ہو جاتا نہ اسکا فتوی مقبول ہوتا نہ روائت اور یہ تم جان چکے
ہو کہ احتمال مجرد (بلا دلیل) کا اعتبار نہین جیسے جرح
مبہم کا اعتبار نہین اور جہان احتمال دلیل سے پیدا ہو جیسے
مشترک اور مشکل اور مجمل وغیرہ وہان اگر بعض معانی کی
ترجیح نکل آوے تو اسپر عمل کرے اور اگر اسپر وہ قادر نہو تو
بقدر ضرورت تقلید کرلے - تمام ہوا جو ناظورہ مین ہے -
اور امام ابن القیم نے کتاب اعلام کے خاتمہ مین کہا ہے
نوان فائدہ - مفتی کو لائق ہے کہ جہانتک ہو سکے
الفاظ نص (قرآن و حدیث) سے فتوی دیا کرے
کیونکہ اسمین حکم اور اسکی دلیل دونون آجاتی ہین -
وہ حکم صواب کا ذمہ وار ہے اور دلیل کا متضمن ہوتا ہے
اور بیان اسکا اچھا -
اور کسی خاص فقیہ کا قول ایسا نہین -
صحابہ اور تابعین اور دین کے امام بھی چال چلی ہین
اسکو خوب تلاش کئے ہین یہانتک کہ ان سے پیچھے ناخلف

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

حتى خلف من بعدهم خلوف رغبوا عن
النصوص فاوجب ذلك هجران النصوص
ومعلوم ان تلك الآلة انما لا
تفي بما تفي به النصوص من الحكم و
الدليل وحسن البيان
فقوله من هجران الفاظ النصوص والاوبال
على الالفاظ الحادثة وتعليق الاحكام بها
على الامة من الفساد ما لا يعلمه الا الله
فالفاظ النصوص عصمة وحجة بريئة من الخطاء
والتناقض والتعقيد والاضطراب
ولما كان هي عصمة الصحابة واصولهم التي اليها
يرجعون كانت علومهم اصح من علوم من بعدهم
وخطؤهم فيما اختلفوا فيه اقل من خطأ من بعدهم
ثم التابعون بالنسبة الى من بعدهم كذلك
وهلم جرا - ولما استحكم هجران النصوص عند
اكثر اهل الاهواء والبدع كانت علومهم في
مسائلهم واداتهم في غاية الفساد والاضطراب
وقد كان اصحاب رسول الله صلعم اذا سئلوا عن
مسئلة يقولون قال الله كذا قال رسول الله
كذا او فعل كذا ولا يعدلون عن ذلك ما وجدوا
اليه سبيلا

ہوئے تو انہون نے نصوص سے منھ پھیرا اس پر نصوص سے
متروک ہو جانیکا سبب ہوگیا -
اور یہ خود معلوم ہے کہ جو کلام ان نصوص سے نکلتا ہے
(یعنی حکم و تعلیل و عمدہ بیان کے) وہ ان نئے الفاظ سے
نہین نکلتا -
پس نصوص کی چھوڑ جانے اور نئے الفاظ پر توجہ کرنے اور
انسے حکمون کو متعلق کرنے سے امت مین فساد
پیدا ہوا ہے جسکا بجز خدا کوئی نہین جانتا ہے -
پس نصوص کے الفاظ ہی مین بچاؤ ہے اور خطا اور
تناقض اور مشکل ہونے اور اختلاف ہونے سے محفوظ دلیل -
اور چونکہ صحابہ کے لئے وہی الفاظ نصوص باعث
تھی اور انکی وہی اصول انکی طرف وہ رجوع کرتی اسلئے
انکے علوم پچھلونکی نسبت صحیح تھی اور انکی خطائین پچھلونکی
نسبت کم - ایسے ہی تابعین اپنے پچھلونکی نسبت -
اسیطرح سے کہتے چلے آؤ - جب نصوص کا چھوڑ دینا اکثر
اہل ہوا و بدعت کی یہان مستحکم ہوا تو انکے علوم مسائل
و دلائل مین نہایت فساد و اختلاف پیدا ہوا
اصحاب رسول اللہ صلعم سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ
جواب مین کہتے اللہ تعالی یون فرماتا ہے اور اسکا رسول
یون ارشاد کرتا ہے - اس سے نہ پھرتے جب تک اسکی
طرف راہ پاتے -

قط فمن تامل اجوبته وجدها شفاء
لدائي الصدور — فلما جاء من بعدهم وبعد
الناس من نور النبوة ما اضاء لابصار
عند المتاخرين ان يذكروا في اصول
دينهم وفروعه قال الله قال رسوله
اما اصول دينهم فصرحوا في كتبهم
ان قول الله ورسوله لا يفيد اليقين
في مسائل اصول الدين وانما اجتمع
بكلام الله ورسوله في الحشوية والمسمة
واما فروعهم فقنعوا بتقليد من اقتضى
لهم بعض المختصرات التي لا يذكر
فيها شيء عن الله ولا من رسوله
ولا عن الامام الذي زعموا انهم
قلدوه دينهم — بل عمدتهم
فيما يفتون ويتفهون به وينقلون
به الحقوق ويقضون به الفروج الامناء
والاموال على قول ذلك المصنف واجلهم
عند نفسه وزعيمهم عند بني جنسه
من يختصر الكتاب ويقول هكذا قال
فقهاؤنا الحلال ما احله ذلك الكتاب والحرام
ما حرمه والواجب ما اوجبه والباطل ما ابطله والصحيح

جو گولی انکی بیماروں کو سوچی وہ انکو سینکی مرضوں کے
لئے شفا پائیگا — پھر جب زمانہ دراز ہوا اور لوگ نور
نبوت سے دور پڑگئے تو پچھلے علماء کے نزدیک یہ عیب
ہوگیا کہ اپنے اصول و فروع دین مین قال اللہ اور قال
رسول اللہ کا ذکر کرین — اصول دین مین تو انہون
نے صاف کہدیا ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کا قول
اس باب مین مفید یقین نہین ہے اس سے وہی سند
لیتا ہے جو خدا کا جسم بتانے والا اسکو مخلوق
جیسا کہنے والا
رہی فروعات سو اسمین انہون نے ان مختصر کتابون کی تقلید پر
قناعت کرلی ہے جسمین اللہ کے قول کا ذکر نہین اور نہ رسول
کے قول کا اور نہ اس امام کا جسکی تقلید کا وہ مدعی ہین —
پس انکا بہروسہ ان باتون مین جنپر فتوی دیتے ہین اور قضا
کرتے ہین اور ایک دوسرے کو حقوق دلاتے ہین اور عورتون
کی شرمگاہ اور خون حلال کرتے ہین اس کتاب کے مصنف کے
قول پر ہے — انمین بڑا بزرگ اپنے آپ مین اور اپنے
(ٹھیکہ دار) اپنی ہمجنسون مین وہ ہے جو کتاب کے الفاظ کو یاد کرے
اور یون کہدے کہ اس کتاب مین یون کہا ہے اور اسکے
الفاظ یہ ہین — پس حلال وہ ہے جسکو اس کتاب نے
حلال کردیا اور حرام وہ جسکو اسنے حرام کیا واجب وہ جسکو
وہ واجب کرے باطل وہ جسکو باطل کہے صحیح وہ جسکو

ما صححه - هذا وانى لنا بهولاء
فى مثل هذه الازمان فقد
دفعنا الى امر تضج منه الحقوق
الى الله ضجيجا وتعج منه الفروج
والاموال والدماء الى ربها عجيجا
تبدل فيه الاحكام وتقلب
الحلال بالحرام ويجعل فيه
المعروف فى اعلى مراتب المنكرات
والمنكر الذى لم يشرعه الله ورسوله
من افضل القربات الحق فيه غريب واغرب منه
من يعرفه واغرب منهما من يدعو اليه وينصح به نفسه والناس
الى ان قال **الفائدة الثامنة**
والاربعون اذا كان
عند الرجل الصحيحان او احد
هما او كتاب من سنن رسول الله
صلعم موثوق بما فيه فهل له ان يفتى بما يجده
فيه فقالت طائفة من المتاخرين
ليس له ذلك لانه قد يكون منسوخا
وله معارض وفهم دلالته خلاف
ما يدل عليه او يكون امر ندب
فيفهم منه الايجاب ويكون عاما له

وہ صحیح کہے - **سن لی اسبات کو** اور ہمسی ان لوگون کے
ساتھ ان دونون کیونکر مقابلہ ہو سکی - ہم ایسے وقت مین
آپڑے ہین کہ اس سے حقوق خدا کیطرف چلا رہے ہین
اور شرمگاہ اور مال اور خون (جسکو وہ ناحق حلال
کر رہے ہین) اپنے رب کو پکار رہے ہین اسمین احکام بدل
گئے اور حرام حلال ہو گئے - اچھی بات اسمین پرلے
درجے کی بری ہو رہی ہے اور بری جو خدا اور رسول
نے نہین نکالی بڑی قربت والی - حق اسمین بڑا
اجنبی ہے اور اس سے اجنبی وہ جو حق کو جانے اور
دونو سے اجنبی وہ جو اسکی طرف بلاوے اور اپنے
تئین اور لوگونکو اسکی نصیحت کرے
یہانتک کہ کہا **اڑتالیسوان فائدہ** جب کسیکے
پاس بخاری اور مسلم یا دونو مین سے ایک یا کوئی کتاب
سنن سے (جیسے ابی داؤد یا ترمذی وغیرہ) ایسی موجود
ہو جسکے نسخہ پر بہروسہ ہو تو کیا اسکو ان احادیث پر جو انمین
ہین فتوی دینا جائز ہے؟ - ایک ٹولہ پچھلے علما کا کہتا ہے
کہ جائز نہین -
اسکی حدیث کبھی منسوخ ہوتی ہے یا اسکی معارض کوئی دوسری
حدیث ہوگی یا اسکے معنے وہ سمجھ مین آئین گی جو اصلی
نہوگی یا اسمین ایک امر استحباب کا حکم ہوگا اور اس سے
واجب ہونا سمجھا جائیگا - یا وہ حکم بظاہر عام ہوگا

مخصصا او مطلقا له مقيدا فلا
يجوز له العمل ولا الفتيا حتى
يسأل اهل الفقه والفتياء
وقالت طائفة بل له ان يعمل به
ويفتي به بل يتعين عليه كما
كان الصحابة رضي الله عنهم يفعلون
اذا بلغهم الحديث عن النبي صلعم
وحدث به بعضهم بعضا بادروا
الى العمل به من غير توقف ولا بحث
ولا يقول احد منهم قط هل عمل بهذا
فلان وفلان ولو راوا من يقول
وكذلك التابعون وهذا معلوم بالضرورة
لمن له ادنى خبرة بحال القوم وسيرتهم
وطول العهد بالسنة وبعد الزمان
وعتقها لا يسوغ ترك العمل بها
بغيرها ولو كانت سنن النبي
صلى الله عليه وسلم لا يسوغ العمل
بها بعد صحتها حتى يعمل بها فلان
وفلان لكان قول فلان
وفلان عيارا على السنن ومركبا
لها وشرطا في العمل بها

اور حقیقت مین مخصص یا مطلق ہوگا جسکے لئے مقید ہو یہ
اسپر عمل جائز نہین اور نہ اسپر فتوی دینا بتبک اہل فقہ سے
اجتہاد کو پوچھ نہ لین - دوسری جماعت کہتی ہے کہ یون
نہین بلکہ اسکو عمل جائز اور فتوی دینا درست ہی جائز کیا
بلکہ یہی امر اسکے لئے لازم و متعین ہی - صحابہ ایسا
ہی کرتے جب انکو کوئی حدیث پہنچتی اور ایک دوسرے
کو سناتا تو عمل کیطرف بدون توقف دوڑ پڑتے
اور اسکے معارض حدیث کی کرید نہ کرتے اور کوئی انمیں
نہ کہتا کہ اسپر فلان فلان اکابر نے عمل کیا ہے یا
نہین بلکہ اگر کسیکو ایسا کرتے دیکھتے تو اسپر سخت
انکار کرتے

ایسا ہی **تابعین** - اور یہ بات اسکو بالبداہۃ معلوم
ہی جسکو ادنی احوال و سیرت قوم سے کچھ خبر ہے
اور **سنت** کی زمانہ کا دور دراز ہونا اور اسکا پرانا
ہو جانا اسکے عمل کو ترک کرنے اور اسکے سوائے
اور چیزون کے لے لینے کو جائز نہین کر دیتا ہے
اور اگر آنحضرت کی سنتون پر باوجود انکی صحت کے
عمل جائز نہ ہو جب تک فلان فلان اسپر عمل نہ کرلے
تو ان لوگون کی اقوال سنتون کی کھسوٹی ٹھہریں اور
انکو پاک و مسترد کرنے والے اور انکے عمل کے لئے
شرط -

وهذا من الباطل الباطل وقد اقام
الله سبحانه وتعالى الحجة برسوله
دون احاد الامة وقد امر النبي
صلى الله عليه وسلم بتبليغ سنته
ودعا لمن بلغها فلو كان من بلغه
لا يعمل
بها حتى يعمل بها الامام فلان والامام فلان
لم يكن في تبليغها فائدة وحصل الاكتفاء
بقول فلان وفلان وقالوا والنسخ الوهم في
الذي اجمعت عليه الامة لا يدفع عشرة احاديث
الكتبة بل ولا سطرها فتقدير وقوع الخطا
في الذهاب الى المنسوخ اقل بكثير من وقوع
الخطاء في تقليد من يصيب ويخطي ويجوز
عليه التناقض والاختلاف ويقول
القول ويرجع عنه ويحكى عنه في
المسئلة الواحدة عدة اقوال ووقوع
في فهم كلام المعصوم اقل بكثير
من وقوع الخطاء في كلام الفقيه
المعين فلا يفرض احتمال خطاء لمن
عمل بالحديث وافتى به الا فرضا صحاحا

قال العلامة ولي الدين العراقي الدليل
يعطي الجواز يعني العمل بالامر لما تقرر ان الصحابة رضي الله

اور یہ بات بڑی باطل سے باطل ہی۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت
صلعم کو دست آویز بنایا ہی نہ امت ہی کسی ایک ایک کو۔
اور آنحضرت نے سنتوں کے پہچانیکا حکم دیا ہے اور پہچانے
والے کے لئے دعا کی ہی۔ پہر اگر جسکو وہ سنت پہچی اسکو
اُسپر عمل جائز نہ ہو جب تک فلان فلان امام عمل نہ کرلے
تو اُسکے پہچانیکا فائدہ کچھ نہین اسی امام کا قول کافی
ہی (ائمہ محدثین) کہتے ہین کہ اتفاقی نسخ جو
حدیث مین آیا ہی وہ یقیناً دس حدیث بلکہ اُسکے نصف
تک نہین پہنچتا۔ پس منسوخ پر چلنے کی احتمال سے
خطا اس خطار کی نسبت بہت کم ہوئے جو تقلید مجتہد
مین جو صواب کے ساتھہ خطا بھی کرتا ہی اور اسکے اقوال مین
تناقض و اختلاف بھی ہو سکتا ہی اور وہ بات کہتا ہی
اور اس سے پھر جاتا ہی متحقق ہی (ایسا ہی) معصوم
کی کلام سمجھنے مین خطار اس خطار سے نہایت کم ہے
جو کسی فقیہ کی کلام کی سمجھنے مین واقع ہوتی ہی۔
پس کوئی احتمال خطار کا عمل بالحدیث اور اسپر فتوی دینے
مین نہین ہی مگر اس سے چند در چند تقلید فقیہ سے (جسکی
خطار اور صواب معلوم نہین) فتوی دینے مین حاصل
ہے۔ کلام علامہ ابن القیم کا تمام ہوا۔

علامہ ولی الدین عراقی نے کہا
ہی دلیل سے جواز عمل نکلتا ہی اسلئے کہ صحابہ رضی اللہ

عنهم ما كان كلهم فقهاء على اصطلاح
العلماء فان فيهم القروي والبدوي
ومن سمع منه صلعم حديثا واحدا او
مرة ولا شك ان من سمع منهم حديثا
عن رسول الله صلعم او اخذ من الصحابة
كان يعمل به حسب فهمه فيما كان اولا ولم يعر
غير الفقيه منهم كان يرجع الى الفقيه
فيما سمعه من الحديث كان في زمانه صلعم
ولا بعده كان في زمان الصحابة رضي الله تعا
عنهم وهذا تقرير منه صلعم بجواز العمل
بالحديث لغير الفقيه واجماع من الصحابة
عليه ولولا ذلك لامر الخلفاء الراشدين
رضي الله تعالى عنهم غير الفقهاء من
الصحابة سيما اهل البوادي ان لا
يعملوا بما اخذوا من النبي صلى الله
عليه وسلم مشافهة او بواسطة حتى
يعرضوا على الفقهاء منهم ولم يرد
من هذا عين ولا اثر وهذا
هو ظاهر قوله تعالى
ما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم
عنه فانتهوا ونحوه

عنہم مین سب لوگ علمار کی اصطلاح پر مجتہد نہ تھے -
انمین شہری لوگ بھی تھے اور جنگلی بھی -
اور بعض ایسے جنون نے آنحضرت سے ایک حدیث سنی
اور ایک دفعہ صحبت حاصل کی - اور اسمین شک نہین
کہ جو آنحضرت سے حدیث سنتا یا اور صحابہ سے کچھ سنتا
تو وہ موافق اپنی سمجھہ کے اسپر عمل کرتا مجتہد ہو خواہ نہو
یہ امر معلوم و ثابت نہین ہوا کہ جو انمین مجتہد نہ تھا
اُسپر یہ حکم لگایا گیا ہو کہ وہ مجتہد کیطرف رجوع
کرکے (اس سے اُسکے معنی پوچھہ کر) اس سنی
ہوئی حدیث پر عمل کرے نہ آنحضرت کے زمانہ مین
یہ امر پایا گیا ہے نہ بعد آپکے صحابہ کے زمانہ مین
اور اسمین آنحضرت کیطرف سے غیر مجتہد کیواسطے عمل
بالحدیث کی تقریر و اجازت پائی جاتی ہے اور صحابہ کا
اجماع - یہ بات نہوتی تو آنحضرت کے خلفاء راشدین
(چار یار وغیرہ) غیر مجتہد صحابہ کو خصوص اُنکو جو جنگل
مین رہتے حکم دیدیتے کہ جو کچھہ انہون نے
آنحضرت سے بلا واسطہ یا بواسطہ اور اصحاب کے سنا ہو
اسپر عمل نکرین جبتک کہ اُسکو مجتہدین صحابہ پر پیش
نکرلین اور اس حکم مین کوئی امر مروی نہین ہے
اور اسکا حکم کا نہونا ظاہر اس قول الہی سے معلوم
ہوتا ہے کہ جو کچھہ تمکو رسول دے سو لے لو اور جس سے

من الایات حیث لم تقید بان ذلک
علی فهم الفقهاء ومن هنا عرفت
انه لا یتوقف العمل بعد وصول
الحدیث الصحیح علی معرفة عدم الناسخ
وعدم الاجماع علی خلافه وعدم
المعارض بل ینبغی العمل به الی ان
یظهر شئ من الموانع فینظر فی ذلک
ویکفی فی العمل کون الاصل عدم
هذه العوارض المانعة عن العمل و
قد بنی الفقهاء علی اعتبار اصل الشئ
احکاما کثیرة فی الماء ونحوه کما یخفی
علی المتتبع لکتبهم ومعلوم ان
من اهل البوادی والقری البعیدة
من کان یجیئ عنده صلعم مرة او
مرتین ویسمع شیئا ثم یرجع الی
بلده ویعمل به دا لوقت کان
وقت نسخ وتبدیل ولم یعرف انه
صلعم امر احدا من هولاء بالمراجعة
لیعرف الناسخ من المنسوخ
بل انه صلعم قرر من قال لا ازیدا
علی هذا

روکے رُک جاؤ ایسی ہی اور آیات ہین کہ اُنمین
فہم مجتہد کی قید نہین ہے - یہان سے تو نے
جان لیا کہ حدیث پر عمل کرنا بعد پھر جانے حدیث
صحیح کے اس بات پر موقوف نہین کہ ہم اسکا منسوخ
نہونا یا اُسکے مذف پر اجماع کا نہونا یا اُسکے مقابل مین
کسی اور حدیث کا نہونا جان لین بلکہ اسپر حدیث
عمل واجب ہی جبتک کہ کوئی امران امور سے ظاہر نہو
جب معلوم ہو تو پھر اسمین نظر کیجاوے - اور اسپر
عمل کرنیکے لئے یہی کافی ہی کہ ان امور عارضی کا نہونا
اصل ہی (یعنے وجود ان امور کا عارضی اور
خلاف اصل ہی) اور فقہانے بہتیرے احکام
پانی وغیرہ کے باب مین اس اصل پر بنائے ہین
چنانچہ ناظرین کتب پر مخفی نہین ہین - اور یہ بھی
معلوم ہے کہ جنگل اور دور دور بستیون کے لوگ آنحضرت
صلعم کے پاس ایک یا دو دفعہ آتے اور کچھ کچھ
سن جاتے پھر اپنے شہرون کیطرف پھرتے تو اسپر عمل
کرتے اور وہ وقت نسخ وتبدیل کا تہا پھر یہ معلوم
نہین کہ آنحضرت نے کسیکو فرمایا ہو کہ ناسخ ومنسوخ کو
پہچان لیا کرین یعنے تب ان احادیث پر عمل کرین
بلکہ جسنے آنحضرت کی ایک حدیث سنی چند احکام
سیکھکر کہا تہا کہ مین اس سے کم زیادہ نکرونگا

ولا انقص على ما قال ولم ينكر عليه
بانه يحتمل النسخ بل قال دخل الجنة
ان صدق او كما قال وكذلك ما امر
الصحابة اهل البوادي غيرهم بالعرض
على فقيه ليميز له الناسخ والحجة
بلوغه لا وجوده ويدل على ان المعتبر
البلوغ لا الوجود ان المكلف مامور
بالعمل على وفق المنسوخ ما لم يظهر
عنده الناسخ فاذا ظهر لا يعيد
ما عمل على وفق المنسوخ كحديث
نسخ القبلة الى الكعبة المشرفة
الى ان فصله على نحو ما فصله في الباطن
فكذا في الدراسات والجنة

اسکی بات کو مسلم رکھا اور یہ نہ فرمایا کہ ایسا کیون کہتا
ہی یہ احکام احتمال نسخ رکھتے ہین بلکہ یہ فرمایا
کہ یہ شخص بہشت مین داخل ہو چکا اگر سچ بولا ہے
اسیطرح اصحاب رسول نے جنگل والے لوگون کو نہین کہا
کہ احادیث نبویہ کو مجتہدون کے سامنے پیش کرلیا کرین
تاکہ وہ انکو ناسخ منسوخ مین تمیز کر دین - نسخ کے آ
مین ناسخ کا پہنچ جانا دستیاب ہو سکتا ہی نہ اسکا پایا
جانا - دلیل اسپر یہ ہی کہ مکلف منسوخ پر عمل کرتا رہیگا جو
ہی جبتک اسکا ناسخ اسپر ظاہر نہو - اور جب ظاہر ہو
تو اسکو اپنے پچھلے عمل کا دوہرانا نہین آتا - جیسے حدیث
نسخ قبلہ ہی یہانتک کہ اسکو مفصل بیان کیا جیسے باطن کی
مین اسکی تفصیل ہی - ایسا ہی دراسات اور جنہ
مین ہی

راقم کہتا ہی کہ جو ان عبارات مین یہ مسئلہ بیان ہوا ہی کہ نصوص پر عمل کرنا قبل
بحث و تفحص ناسخ کے جائز ہے ایسا ہی یہ مسئلہ کہ نص عام پر عمل کرنا بدون
بحث و تفحص مخصص کے جائز ہے - ان مسائل کو کتب اصول فقہ مین خوب
مفصل بیان کرتے ہین - طالب دلیل و شائق تفصیل کتب اصول کیطرف مراجعت
کرے تو ان مسائل کا لطف پاوے ہین اسمقام مین ان دو مسئلون کی تائید
مین بطور تمثیل چند عبارات کتب اصول وغیرہ کی نقل کرتا ہون - **تائید مسئلہ**
اول - مسلم الثبوت مین ہی - مذہب الحنفیہ والحنابلہ واختارہ ابن
الحاجب لا یثبت حکم الناسخ بعد تبلیغ جبرئیل قبل تبلیغہ الی الامۃ لنا واقعۃ اہل

الصباء فانهم استدلوا وما اعادو ترجمہ حنفیہ اور حنابلہ کا مذہب (جسکو ابن حاجب نے بھی اختیار کیا ہے) یہ ہے کہ ناسخ کا حکم بعد تبلیغ جبرئیل قبل تبلیغ آنحضرت کی امت کیطرف ثابت نہین ہوتا - دلیل ہماری قصہ اہل قبا، کا ہے - اسلئے کہ وہ خبر نسخ پہنچنے پر جہان تھے وہین سے کعبہ کیطرف پھر گئے پچھلی نماز کا اعادہ نکیا - ایسا ہی مختصر الاصول وغیرہ کتب اصول مین ہے اور ارشاد الساری شرح صحیح البخاری مین بصفحہ ۴۸۳ جلد (۱) بذیل حدیث نسخ استقبال بیت المقدس اور قصہ اہل قبار کی جسمین یہ ذکر ہے کہ جب اہل قبار کو خبر نسخ استقبال بیت المقدس بحالت نماز صبح کی پہنچی تو وہ ویسی کی ویسی ہی نماز مین کعبہ کیطرف متوجہ ہوگئی - فرمایا ہے استنبط من الحدیث ان حکم الناسخ لا یثبت فی حق المکلف حتی یبلغه ترجمہ اس حدیث سے یہ مسئلہ استنباط کیا گیا ہے کہ جب تک مکلف کو حکم ناسخ پہنچ نہ جاوے حکم نسخ اسکے حق مین ثابت نہین ہوتا یعنی وجود ناسخ حجۃ (دست آویز) نہین ہو سکتا اسکا پہنچ جانا اور علم ہو جانا حجۃ ہو سکتا ہے - ایسا ہی امام نووی نے شرح مسلم مین بصفحہ ۲۰۰ بذیل حدیث مذکور فرمایا ہے ولفظ فیه دلیل علی ان النسخ لا یثبت فی حق المکلف حتی یبلغه

تائید مسئلہ دوم - مسلم الثبوت اور اسکی شرح فواتح الرحموت مین ہے یجوز العمل بالعام قبل البحث عن المخصص واستقصاءٍ وتفتیش عندنا وعلیه الصیرفی والبیضاوی والآمدی یلوح اثار رضی صاحب المحصول ونقل قبل الامام حجة الاسلام الغزالی والآمدی الاجماع علی المنع من العمل به البحث عن مخصص وهو ای ثبوت الاجماع ممنوع والنقل غیر مطابق فان الاستاذ ابا اسحٰق الاسفرائینی وابا اسحٰق الشیرازی والامام فخر الدین الرازی

حلو الخلاف وبه اندفع ما قال الشيخ ابن الهمام نقل الاجماع مبني على عدم
اعتداد قول الصيرفي فانه مكابرة بل الاستاذ حكى الاتفاق على التمسك
به قبل البحث عن المخصص في حيوته صلعم كما في التيسير واول الدليل على ان
نقل الاجماع غير مطابق ان امير المؤمنين عمر رض حكم بالدية في الاصابع
بمجرد علم كتاب عمرو بن حزم رض وترك القياس والرأي ولم يبحث عن المخصص
ولم يسل عنه وكذا سيدة النساء فاطمة الزهراء رض تمسكت بما ظنته
عاما في الميراث مع عدم البحث والسؤال عن المخصص ثم ظهر المخصص ظهور
الشمس في نصف النهار وبالجملة لم ينقل من واحد من الصحابة قط التوقف
في العام الى البحث عن المخصص كذا في القرن الثاني والثالث والحنفية يوجبون
العمل به قبل البحث في العام عن المخصص والانكار لاحد منهم في المناظرات
على من تمسك بالعام قبل البحث فاستقر هذا المذهب الى الان فاين الاجماع
وقد تقدم النقل عن القاضي الامام ابي زيد من ان التوقف مبتدع بعد
القرن الثالث انتهى ما فيهما

قلت والذي يظهر منه رضا صاحب المحصول هو انه ورد في المحصول المنع عن ابن
شريح وزيف ما استدل به والجواز عن الصيرفي واستدل له بوجهين
وسلمهما - حيث قال واحتج الصيرفي بامور احدها لو لم يجز التمسك بالعام
الا بعد طلب انه هل وجد مخصص ام لا لما جاز التمسك بالحقيقة الا بعد
طلب انه هل وجد ما يقتضي صرف اللفظ عن الحقيقة الى المجاز و
هذا باطل فذلك مثله - الى انه فصله وبين وجه ثم قال ثانيها
ان الاصل عدم التخصيص وهذا يوجب ظن عدم المخصص - ويكفي في
اثبات ظن الحكم واحتج ابن شريح ان بتقدير قيام المخصص لا يكون العموم حجة

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

فی صور التخصیص فقبل البحث عن وجود المخصص یجوز ان یکون حجۃ وان لا یکون حجۃ - والجواب ان ظن کونہ حجۃ اقوی من ظن کونہ غیر حجۃ لان اجراءہ علی العموم اولی من حملہ علی التخصیص انتہی ما فی المحصول

قلت وعلی ما قررہ الامام تم الاستدلال علی المرام مع ظنیۃ العام وما بقی حاجۃ الی القول بقطعیۃ بلا کلام قد قرر بنحو ذلک صاحب فواتح الرحموت فجزاہ خیرا ذو الکبریاء والجبروت

ترجمہ نص عام پر عمل کرنا قبل بحث و تلاش مخصص کے ہمارے نزدیک جائز ہے اور اسی پر ہے صیرفی - اور اوموی اور اسمین صاحب محصول (امام فخر الدین الرازی) کے رضا بھی ظاہر ہوتی ہے - اور غزالی اور آمدی نے اسکی ممانعت پر اجماع نقل کیا ہے اور یہ امر یعنی ثبوت اجماع مسلم نہین ہے اور نقل اجماع مطابق واقع نہین - اسلئے کہ استاذ ابو اسحاق اسفرائنی اور ابو اسحق شیرازی اور امام فخر الدین رازی نے اسمین اختلاف نقل کیا ہے - اس سے ابن الہمام کا وہ قول دفع ہوا جو سنے کہا ہے کہ اجماع کی نقل صیرفی کے اختلاف کو شمار مین نہ لانے پر مبنی ہی وجہ اندفع یہ کہ بعد ثبوت اختلاف کے ان اکابر کی نقل سے پھر اسکا انکار کرنا اور اسکو شمار مین نہ لانا مکابرہ (بیفائدہ بلا وجہ جھگڑنا) ہے - بلکہ استاذ (ابو اسحاق اسفرائنی) نے قبل بحث مخصص عام پر عمل کرنے مین اتفاق نقل کیا ہے جو آنحضرت کی حیات بابرکات مین پایا گیا ہے چنانچہ تیسیر مین بیان کیا ہے -

اور بڑی دلیل (غزالی و آمدی) کی نقل اجماع کی غیر مطابق ہونے پر یہ ہے کہ (امیر المومنین) عمر رض نے انگلیون کے خون بہاے مین فقط عمرو بن حزم کے پاس لکھی ہوئی حدیث پر حکم دیدیا اور اسکے مقابلہ مین اپنی راے کو چھوڑ دیا چنانچہ تفصیل اسکی ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ششم صفحہ ۲۲ مین گذری اور اسمین مخصص

کی بحث نکی اور نہ پوچھا کہ اسکی واسطے کوئی مخصص ہے یا نہین ایسا ہی سیدہ النسا
فاطمہ زہرا نے میراث کے دعوے مین اس نص سے تمسک کیا جسکو عام سمجھا اور مخصص سے
بحث و سوال نہ کیا۔ پہر وہ مخصص ایسا ظاہر ہوا جیسے آفتاب نیمروز ہوتا ہے۔
یعنی حدیث نحن معشر الانبیاء لا نورث جسکا ذکر ضمیمہ نمبر ہفتم ص ۲۸ مین گذرا۔
حاصل یہ ہے کہ کسی صحابی سے قبل بحث مخصص عام پر عمل کرنے مین توقف کرنا
منقول نہین ہے۔ ایسا ہی قرن تابعین مین ایسا ہی قرن تبع تابعین مین۔ اور حنفی
قبل بحث مخصص عام پر عمل کرنیکو واجب بتلاتے ہین۔ باہمی مناظرات مین جو کوئی
عام سے قبل بحث مخصص تمسک کرتا ہے اسپر کوئی انکار نہین کرتا۔ سو یہ مذہب
اور عمل اب تک چلا آتا ہے اور قرار پا چکا ہے پس اجماع (عدم جواز پر) کہان ہوا۔
اور اس سے پہلے قاضی ابو زید سے نقل ہو چکا ہے کہ یہ توقف عمل عام مین
بدعت ہے جو قرن ثانی و ثالث کے بعد نیا پیدا ہوا ہے۔ تمام ہوا جو شرح
مسلم مین ہے۔ مین (مترجم) کہتا ہون کہ جس سے صاحب محصول کے رضا بظاہر
ہوتی وہ یہ امر ہے کہ امام رازی نے محصول مین ابن سریج سے مسئلہ عمل عام مین
ممانعت نقل کی اور اسکی دلیل کو سست کر دیا۔ اور صیرفی سے اسکا جواز نقل کیا
اور اسکی دو دلیلین نقل کر کے انکو مسلم رکھا۔ چنانچہ فرمایا ہے صیرفی نے
جواز عمل پر کئی امور سے استدلال کیا ہے۔ ایک یہ کہ اگر نص عام پر بدون تلاش
اس امر کی کہ اسکے لئے مخصص پایا جاتا ہے یا نہین عمل جائز نہو تو چاہئے کہ کسی لفظ سے
جو کسی معنی کی لئے حقیقۃً مقرر کیا گیا ہے بدون استفسار اس امر کی کہ اسکی لئے
باعث تاویل جو اسکو معنی حقیقی سے معنی مجازی کیطرف پہیر دے پایا جاتا ہے یا نہین
تمسک جائز نہو۔ اور یہ امر باطل ہے ایسا ہی وہ جو اسکی مثل ہو۔
یہانتک کہ اسکو مفصل بیان کیا اور اسکی وجہ ملزمۃ بتلائی پہر کہا دوسرے یہ

کہ اصل نص عام مین مخصص کا نہونا ہی اس سی مخصص کا نہونا بظن غالب ثابت ہوجاتا ہے
سو ظن حکم کی اثبات کی لئی کافی ہی۔

ابن شریح نے عدم جواز پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ مخصص کے موجود ہونیکی صورتون
مین عام دلیل عموم نہین رہتا۔ پس قبل بحث وجود مخصص اسکا دلیل عموم ہونا
بھی محتمل ہوا نہونا بھی محتمل۔

جواب اسکا یہ ہی کہ اسکی دلیل عموم ہونیکا ظن دلیل نہونے کے ظن سی زیادہ قوی ہی
اسلئے کہ اسکا عموم پر رکھنا تخصیص سے اولی ہے (کیونکہ عموم اسکے معنے حقیقی ہین
اور مخصص معنی مجازی اور حمل لفظ کا معنی حقیقی پر اولی ہوتا ہے) تمام ہوا جو محصول مین ہے
مترجم کہتا ہے بنا بر اس تقریر کے جو امام رازی نے ادائے کی ہی دلیل مطلوب
بنا بر ظنیت عام پوری ہوگئی۔ اور قطعیت عام سے قائل ہونیکی حاجت باقی نہین
رہی۔ ایسی ہی صاحب فواتح الرحموت (مولانا عبد العلی مرحوم) نے تقریر کی ہی جس سے
باوجود تسلیم ظنیت عام دلیل پوری ہوتی ہی اللہ تعالی انکو جزا دی

یہ شہادت و تائید دفعہ اول و دوم
جواب سوال حضرات مقلدین پر گذرے
اب تائید دفعہ سوم پیش کیجاتی ہے

شواہد دفعہ سوم محتاج بیان نہین جو کوئی صحیحین و سنن اربعہ وغیرہ کتب حدیث کو
ملاحظہ کریگا وہ ان سب احتمالات و اشکالات کا فیصلہ و تدارک انمین پورا پائیگا۔
تراجم ابواب کتب حدیث مین انہین باتونکا بیان ہوتا ہی۔
اور نسخ و تخصیص و معارضات و تطبیق و ترجیحات کا ان کتب مین پورا بیان عمل مین
آچکا ہی۔ پس بحکم مثل مشہور مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید۔ ظاہر حال ان
کتب کا شہادت مین کافی ہی۔ ولیکن چونکہ مجھی ان لوگون سے کام پڑا ہے

جو نہ ناک رکھتے ہین جس سے خوشبو پاوین اور نہ آنکھ جس سے کتاب دیکھکر حقیقت حال سمجھ جاوین لهم قلوب لا يفقهون ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضل - انکو اگر کوئی خدا کا ایک ہونا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا بتاوے یا آسمان کا اوپر ہونا اور زمین کا نیچے ہونا سناوے تو یہی کہین کہ منیہ قدوری یا کسی اور کتاب فقہ مین کہان لکھا ہی - لہذا ان حضرات کو سوجھانے جتلانے کو یہان بھی اقوال علماء کو شہادت مین لانا ضروری ہوا اور اس خوشبو کا خوشبو ہونا کہہ کر بتانا پڑا -

قال شيخ الاسلام ابن حجر الحافظ في مقدمة فتح الباري ثم راى ان لا يخليه من الفوايد الفقهية والنكت الحكمية بفهمه من المتون معاني كثيرة فرقها في ابواب الكتاب بحسب تناسبها

شیخ الاسلام ابن حجر نے مقدمہ **فتح الباری** مین فرمایا ہی پھر امام بخاری نے یہ مناسب دیکھا کہ اس کتاب کو فقہی فوائد اور حکمتی نکتون سے خالی نچھوڑے - پس اپنی فہم کے ساتھ حدیثون سے بہت مطلب نکالے جنکو کتاب کے بابون مین بحسب مناسب موقع متفرق بیان کیا

قال الشيخ محي الدين ليس مقصود البخاري الاقتصار على الاحاديث فقط بل مراده الاستنباط منها والاستدلال لابواب ارادها الى ان قال وقد يكون الترجمة بلفظ المترجم له او بعضه او بمعناه

شیخ محی الدین (امام نووی) نے کہا ہی کہ امام بخاری کا یہی مقصود نہین کہ فقط حدیثین روایت کرے بلکہ اسکا یہ بھی مطلب ہی کہ ان سے مسائل مستنبط کرے اور کئی ابواب مین دلائل قائم کرے جو اسنے چاہی ہین ابن حجر نے کہا کہ صحیح بخاری کا ترجمۃ الباب کبھی اس لفظ سے ہوتا ہے جسکے لئے وہ ترجمہ ٹھہرایا ہی یا اسکے کسی حصہ یا اسکے ہم معنی لفظ سے

ترجمہ عنوان باب کو کہتے ہین جیسے باب رفع الیدین کا یا باب قراءۃ فاتحہ کا اسکو ترجمہ اسلئے کہتے ہین کہ یہ گویا ان احادیث کا جو باب مین مذکور ہین خلاصہ ترجمہ ہی - **حاشیہ**

وهذا في الغالب قد ياتي من ذلك ما يكون في

اور یہ غالبا وہان آتا ہی جہان معنی لفظ ترجمہ مین ایک سے

معنى فقد الترجمة احتمال لاكثر من معنى
واحد فيعين احدالاحتمالين بما يذكر
تحتها من الحديث وقد يوجد فيه
ما هو بالعكس من ذلك بان يكون الاحتمال
فى الحديث والتعيين فى الترجمة
والترجمة حينئذٍ بيانٌ لتاويل
ذلك الحديث نائبة مناب
قول الفقيه مثلاً المراد بهذا الحديث
العام الخصوص وبهذا الحديث
الخاص العموم وانما ذكرنا الخاص
المراد به ما هو عم مما يدل عليه
ظاهره بطريق الاعلى والادنى
ويأتى فى المطلق والمقيد نظير
ما ذكرنا فى العام والخاص وكذا
فى شرح المشكل وتفسير المجمل
وتاويل الظاهر وتفصيل المجمل
وهذا الموضع هو معضلة ما يشكل
فلهذا اشتهر من قول جمع من الفضلاء
وقال الشيخ ولى الله الدهلوى فى
شرحه على تراجم البخارى - ترجمة
ابوابه تنقسم اقساماً

زیادہ معانی کا احتمال ہو پس ترجمہ اس حدیث سے
یعنی جو اسکے ذیل مین لاتا ہی) ایک احتمال کو مقرر کردیتا
ہے - اور کبھی اسکے برعکس پایا جاتا ہی اسطرح کہ
حدیث مین کئی معانی کا احتمال ہو اور ترجمہ مین (ایک
معنی کی) تعیین -
اسوقت وہ ترجمہ اس حدیث کی تاویل کا بیان ہوا -
فقیہ کے اس قول کے قائم مقام کہ اس حدیث عام سے
یہ معنی خاص مراد ہین -
یا اس حدیث سے یہ معنی عام مراد
یا اس خاص سے بطریق اعلی یا ادنے وہ معنی مراد ہین جو
اسکے ظاہری مدلول سے عام ہین -
اور مطلق و مقید مین بھی ایسا ہی لاتا ہی جو عام و خاص مین مذکور
ہوا ایسا ہی مشکل کی تفسیر اور پوشیدہ لفظ کے بیان اور
ظاہر کی تاویل اور مجمل کی تفصیل مین - یہ بڑی جگہ ہے
جو صحیح بخاری مین مشکل ہے اسیواسطے جماعت فضلاء مین
مشہور ہو رہا ہی کہ بخاری ہی کی فقہ (یعنی اجتہاد) اسکے
تراجم ابواب مین ہی - تمام ہوا جو فتح الباری کے
مقدمہ مین ہے
اور شیخ ولی اللہ دہلوی نے مقدمہ شرح
تراجم بخاری مین کہا ہے - صحیح کی تراجم ابواب کئی قسم
ہین -

منها انه يترجم بمسئلة اختلف فيها
فياتي بتلك الاحاديث التي ظاهرها
الى الفقيه من جزء مرة مترددا
لكنساء التي يترجم بها حديث من
منها انه قد يتعارض ترجمتان
ويكون لكل واحد على
حدة تعلق بجزء من الحديث
فيترجم بذا تارة وبذاك اخرى
باب خوف المؤمن ان يحبط عمله وما يجد
من الاصرار على النفاق والعصيان ذكر
فيه حديث سباب المؤمن فسوق وقتاله
كفر وكثيرا ما ياتي بشواهد الحديث
من الايات وبشواهد الايات
من الاحاديث تظاهرا او لتغاير
بعض المحتملات دون البعض فيكون
المراد بهذا العام الخصوص او
بهذا الخاص العموم ونحو ذلك
ومثل هذا لا يدرك الا بفهم
ثاقب وقلب حاضر

ان باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ایسا مسئلہ ترجمۃ الباب میں لاتا ہے جسمیں
اختلاف ہے اور احادیث جو پیش کرتا ہے ان میں بھی بعض میں اختلاف کے
ساتھ نقل کرتا ہے تاکہ سمجھدار کو یہ مسئلہ کیطرف نزدیک
کردے اسکی مثال وہ ہے جو عورتوں کی نماز جنازہ
کے لئے باہر جانے کا باب لایا ہے اور اسمیں دو
حدیثوں مختلف کو ذکر کیا۔ و از انجملہ یہ کہ کبھی حدیثوں
میں تعارض ہوتا ہے اور بخاری کے پاس انمیں موافقت
و تطبیق کی وجہ موجود ہوتی ہے تو وہ اسکو ترجمۃ الباب
ٹھہراتا ہے اور اسوجہ تطبیق کیطرف اشارہ کرتا ہے اسکی مثال
وہ باب ہے جسمیں یہ ذکر ہے کہ مومن کو چاہئے کہ اعمال
کے ہیکار ہونے سے ڈرے اور گناہ و لڑائی پر بہت
کرنے سے بچے اسمیں یہ حدیث لایا ہے کہ مومن کو گالی
دینی فسق ہے اور قتل کرنا کفر اور بسا اوقات حدیث کے
شواہد آیات ہیں اور آیات کے شواہد احادیث سے ایک ہے
دوسرے کی مدد کرے اور بعضی احتمالات کی تعیین کے لئے
لاتا ہے (جس سے معلوم ہو) کہ اس عام سے یہ خاص
مراد ہے یا اس خاص سے عموم یا مثل اسکی۔ اور یہ
باتیں روشن فہم و حاضر دل سے معلوم ہو سکتی ہیں
تمام ہوا جو شاہ ولی اللہ نے کہا نے

ترجمہ کہا ہے کہ ان باتوں کی تفصیل اور ان دعاوی کی دلیل کا کوئی شائق ہو تو
وہ صحیح بخاری کو صفحہ ۱۲ - ۸۳ - ۹۶ - صہ ۱۷۱ و صہ ۲۶۳ و صہ ۸۳۷ وغیرہ سے

مطالعہ فرماوے - ایسا ہی صحیح مسلم کا حال ہے اور ان امور کا بیان اسمین مستغنی
از بیان ہے مقال جسکو اسکی تفصیل و دلیل مطلوب ہو وہ صحیح مسلم کو صفحہ ۲۰۰ صفحہ ۲۰۳ -
صفحہ ۲۰۸ صفحہ ۲۴۷ صفحہ ۳۵۵ صفحہ ۴۶۱ صفحہ ۴۵۰ وغیرہ سے ملاحظہ مین لاوے اور بیان جمع امور
النسخ و تخصیص و تعمیم و تطبیق و ترجیح کا اسمین کھلا کھلا دیکھ لے - **یہ تو خاص**
کر صحیحین مین ان امور مشکلہ کے فیصلہ و تدارک کے موجود ہونے پر شہادت
ہے - **اب بقیہ کتب** سنن وغیرہ کی نسبت شہادت سننی چاہئے

قال رئیس الحنفیۃ من علماء سمرقند
فی آلۃ دراسات العلم بانعدام المعارض
والجواب القوی فی نفس الامر
والواقع لا سبیل علی علمہ الیقینی
وان حکم بہ الف حافظ والف
مجتہد فوق کل ذی علم علیم
فلم یکلف المرء بہ المرید
علیہ فعلی کل مجتہد وکل مقلد
عالم اذا اطلع علی الحدیث الصحیح
بل وکل مقلد جاہل اذا سمع من
عالم بالحدیث الصحیح علی خلاف
امامہ ان یبذل وسعہ بما یلیق
بکل واحد منہم فی الفحص عن
المعارض فان وجد احد المعارضین
فیہا والا یجب علیہ فورا العمل

حنفیہ علماء کے رئیس نے کتاب دراسات
مین کہا ہے کہ علم یقینی اور نفس الامری کسی حدیث
کے معارض نہ ہونیکا تو ہزار حافظ الحدیث اور ہزار
مجتہد کو بھی نہین ہوتا - اسلئے کہ ہر ایک جاننے
والے سے بڑھکر جاننے والا ہے - پس حدیث پر
عمل کرنیکے مامور پر اس چیز کا حکم نہین ہے جو وہ
قادر نہین (یعنی یہ کہ نفس الامر مین کسی حدیث کے
معارض نہ ہونا ثابت کرلے تب عمل
کرے) پس ہر ایک مجتہد کو اور ہر ایک مقلد عالم کو
جب وہ حدیث صحیح پر مطلع ہو بلکہ ہر ایک مقلد جاہل
کو بھی جب وہ حدیث صحیح خلاف مذہب امام کسے
عالم سے سن لے لازم ہے کہ وہ تلاش معارض
وجواب قوی مین حسب لیاقت و مناسب حال
کوشش کرین پھر اگر کسی حدیث کا معارض
اور جواب پاوین تو اس پر عمل کرین ورنہ فورا اسی

57

نمبر ہفتم

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جسمیں اُن جوابوں کے جواب کا بقیہ ہے جو بعض

علماء لکھنؤ و بنارس نے مقابل اشتہار مجریہ

۱۹ مئی شائع کیا منجانب مولوی

ابو سعید محمد حسین صاحب

لاہور

مطبوعہ، رمضان ۱۲۹۵ ہجری

مطابق ۵ ستمبر ۱۸۷۸ء

مطبع فضل المطابع لاہور میں طبع ہوا

بما فی الحدیث۔ فاما بعد ذلک
فلو وجد منهما واحدا یجب علی
المجتهد الرجوع علی ما هو الشایع الذائع
من القرن الاول الی زمان المجتهدین
فکیف علی المقلد۔ الی ان قال خدمة
هذا العلم الشریف لم یترکوا للعالم بعد
هم حاجة الا الی فتح کتاب صنفوا
فی نوع من الحدیث الی ان ذکر
مصنفات صنفوا فی انواع علوم
الحدیث

ثم قال واذا وجد حدیثین متعارضین
فان قدر بنفسه علی جمعهما او یتنبه
من ترجمة صاحب کتاب علی جمعه کما یتنبه
من بعض تراجم ابی عبد الرحمن النسائی
فی مجتباه او اطلع من التخریجات
او بعض الشروح فبها والا یرجع
الی الفن المولف المفرد لذلک
ویسمی بفن مختلف الحدیث
فان وجد الجمع عمل
بحکمه

اسی حدیث پر عمل کرین۔ پہر اگر اسکے بعد اسکا جواب یا معارض
پاوین تو اپنے قول و عمل سابق سے مجتہد بھی ہون
تو رجوع فرماوین چنانچہ زمانہ صحابہ سے زمانہ مجتہدین
تک علم رواج رہا ہے پس چہ جائے کہ آپ مقلد ہون۔
یہانتک کہ کہا۔ اس علم (حدیث) شریف کے خادمون نے
اپنی پچھلے علماء کے لئے بجز اسکے حاجت باقی رہنے نہین دی
کہ کتاب کو کہولین (اور اسمین مسئلہ دیکھ لین) یہانتک
کہ کئی کتابین جو انواع علوم حدیث مین تصنیف ہین
کسی مین مجرد صحیح کا بیان ہے کسی مین احادیث غیر مصححہ
پر کلام کسیمین اسناد کی بحث کسیمین راویونکی تحقیق
ذکر کین پہر کہا

جب دو حدیثین باہم متعارض پاوے پہر اگر انمین خود
موافقت و تطبیق کر سکے یا کسی مصنف کے بتانے سے ترجمۃ
الباب مین سمجہہ جاوے چنانچہ نسائی کے بعض ابواب
کتاب مجتبی کے تراجم سے (کچھ کچھ) پتا لگتا ہے یا اسپر
بعض تخریجات (وہ تصانیف جنمین کسی کتاب کے بے نشان احادیث
کا پتا لگایا جاوے) مین یا بعض شروح مین اطلاع
پاوے تو اسی سے کام ہو گیا ورنہ ان کتابون کیطرف
رجوع کرے جو فقط متعارضین کے بیان مین تصنیف
ہوئی ہین جسکو فن مختلف الحدیث بھی کہتے ہین۔
اگر انمین وجہ جمع و تطبیق کی پائی گئی تو اسکے حکم پر

والا يشتغل بالترجيح فان قدر
على ترجيح احد الحديثين من حيث
حال المخرجين في الالتزام الصحة
او الحسن وعدم ذلك فبها والا
يرجع الى الكتب التي اشترطت
فان وجد فبها والا ينظر في وجوه
في مائة وجه حاضرة عندي في ورقة واحدة
ولما فرغ السيوطي عن عدها في
التدريب قال فهذه اكثر
من مائة مرجح وثم مرجحات
اخر لا تنحصر ومشاربها غلبة الظن انتهى
فلا اقل من ان تجد لاحد الحديثين
واحدة من تلك الوجوه فان وجدت
والا يرجع الى كتب فن مختلف الحديث
فان علماء ذلك الفن يتكلمون
او لا في جمع المتضادين ثم ترجيح احدهما على
وقد صنف فيه الشافعي كتابه المعروف
ثم صنف فيه ابن قتيبة واخرون
وكتاب الحازمي وان كان في الناسخ
والمنسوخ ولكن اطراف كلامه جرت
على الجمع والترجيح في الابواب الفقهية

پہلے ورنہ ترجیح سے مشغول ہو پھر اگر آپ ایک حدیث
کو دوسرے پر ترجیح دے سکے تو بہتر ورنہ ان
کتابون کیطرف رجوع کرے جنمین اس قسم کی کلام
ہونے کیطرف ہم اشارہ کر چکے ہین -
اگر ان کتابون مین وجہ تطبیق پاوے تو بہتر ورنہ
خود وجوہ ترجیح مین فکر کرے جو عدد مین سو ہین
اور ایک ورق مین لکھے جا سکتے ہین
امام سیوطی جب ان وجوہ ترجیح کو (تدریب راوی مین)
لکھ چکا تو فرمایا کہ یہ سو سے زیادہ وجوہ ترجیح ہین
اور یہان اور بھی وجوہ ہین جو شمار مین نہین آتی ہین
مرجح غلبہ ظن ہے
پس کم سے کم ایک وجہ تو ان وجوہ سے پاوے گا -
اگر انمین پاوے تو بہتر ورنہ کتب فن مختلف الحدیث
کیطرف رجوع کرے اسلئے کہ اس فن کے علماء نے
دو متعارضون کی جمع و تطبیق مین کلام کی ہے پھر
ایک کو دوسرے پر ترجیح بھی دی ہے -
امام شافعی نے اسمین اپنی کتاب مشہور بنائی ہے پھر
ابن قتیبہ وغیرہ نے بھی تصانیف کی ہین
اور کتاب (ابوبکر) حازمی کی اگرچہ ناسخ و منسوخ
مین تصنیف ہوئی ہے لیکن اسکی کلام فقہی حدیثون
کے باب مین جمع و ترجیح مین بھی اچھی چال چل نکلی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

جریا حسنا قل مماثله فی الکتاب
الحاضرة عندنا

وقال فی اوائل الکتاب واکثر دابهم
انهم یوردون فی کتب السنن متون
الاحادیث المتعارضة فی بابین
متصلین افرد. والتصنیف فیما لا معارض
له من الاحادیث وماله معارض
وافردوا الکتب فی الناسخ والمنسوخ
وافادوا عن کیفیة التعارض
والجمع والترجیح وعدوا وجوهه
بل حصروها فی مائة وجه - الی
ان قال

ومن عبر سنن ابی داؤد وحده
یری من غرائب تراجمه ونوادر المسایل
فی الاحادیث مالا یوجد فی کتب الفقه
ولهذا قال الامام الغزالی ان
سنن ابی داود مجمع مواد الاجتهاد
وقال آخر یکفی للمومن مصحف وسنن
ابی داود وهذا فی احادیث کتاب
واحد فما الحال باستیعاب احادیث
الکتب المشهورة وغیر المشهورة من هذا

ایسی کتاب ان کتب مین جو ہمارے پاس موجود ہین
کم ہے

اور صاحب درسات نی ابتدای کتاب مین کہا ہی کہ اکثر
طریق محدثین کا یہ ہے کہ کتب سنن مین (جو کتابین
احکام مین تصنیف ہوئی ہین جیسے سنن اربعہ ترمذی
ابوداؤد نسائی و ابن ماجہ) احادیث متعارضہ
کو پاس پاس بابونمین لاتی ہین - اور محدثین نے ان
احادیث مین جنکی معارض کوئی حدیث نہین اور
جنکے لئے معارض موجود ہین الگ الگ تصنیفین
کی ہین اور ناسخ و منسوخ مین الگ اور انہون نے ہمکو
کیفیت تعارض اور جمع و ترجیح بھی بتلادی ہی اور وجوہ
ترجیح کو ایک سو کئی وجہ مین محدود کر دیا -

اور جو کوئی سنن ابی داؤد پر بھی عبور کرے وہ
اسکے عجیب ترجمی اور نادر مسئلی حدیث مین ایسے
ایسے پاوے جسکا کتب فقہ مین وجود نہین

اسیواسطے امام غزالی نے کہا ہے سنن
ابی داؤد مواد (اسباب) اجتہاد کا مجمع ہے -

ایک اور نے (وہ امام **ابن الاعرابی** ہی صاحب
نسخہ ابوداؤد چنانچہ یہ قول ان سے تیسیر الوصول مین
منقول ہے) کہا ہی مومن کو عمل کے لئے ایک قرآن
مجید اور ایک سنن ابی داؤد تمام دین کے لئے کافی ہی

واما السوال عن دقائق الفروع المفصلة الصور الغير المبتلى بها احدٌ مما لا يفي فقه الحديث الجواب عن كل ذلك فهو مما لا يستحق الجواب لكونه مكروها عند السلف الصالح لورود الاحاديث في النهي عن القيل والقال وكثرة السوال و هذا حكم بان العلم بتلك الفروع ليس من العلم المحمود لانه يكره السوال عنه واذا لم يكن ذلك من العلم المحمود فيستوي في حكم الكراهة المستفتي من حيث سوالہ والمفتي من حيث اجابتہ۔ فاستخراج الفروع الدقيقة النادرة الوقوع بالقياسات البعيدة مما يكثر وجودها في كتب الفتاوى :

رہا سوال باریک باریک فروعات اور مشکل صورتون سے جنسے کسیکو کام نہین پڑتا اور اُن سب کا جواب فقہ حدیث سے نہین نکلتا سو مستحق جواب کا نہین ہے اسلئے کہ وہ سلف صالحین (صحابہ تابعین) کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ حدیث مین قیل وقال وکثرت سوال کی ممانعت آئی ہے جسسے معلوم ہوتا ہے کہ ان فروع دقیقہ کا علم اچھا نہین - کیونکہ اسکا پوچھنا مکروہ ہے - اور جب مسائل کا پوچھنا اور جاننا اچھا نہوا تو اُسکے حکم کراہت مین مستفتی (سائل) اور مفتی (مجیب) دونون مساوی ٹھہرے - سائل پوچھنے کے سبب مجیب ایسا مسئلہ بتاتے اور اُسکے حاصل کرنیکے سبب -

پس باریک مسائل کا جو کم واقع ہون اور کتب فقہ مین بکثرت موجود ہین استنباط فضول مکروہ ہے - جیسے انکا سوال مکروہ -

مترجم کہتا ہے - یہ سوال جسکو صاحب دراسات نے غیر مستحق جواب بتلایا ہے **بعضے مقلد** پیش کیا کرتے ہین اور اسکو تقلید کتب فقہ کے لئے بڑا ملجا سمجھتے ہین - اور صاف کہتے ہین کہ ہمارے فقہا نے ہزارون مسائل پیشگی تیار کر رکھے ہین اور فرضی صورتین بنا بنا کر قبل وقوع واقعات انکے جواب گھر دئے ہین - جنکا بجز کتب فقہ کہین سراغ نہین - اور **بعضے مقلد** اس سے بڑھ کر بولتے ہین اور یہ دعا کرتے ہین کہ ہزارہا مسائل پیش آئندہ روزمرہ ایسے ہین جنکا قرآن وحدیث مین کہین ذکر نہین اور زبجز

کتب فقہ کہین اثر پس جواب سوال فرقہ اول تو صاحب دراسات نے خوب ادا فرمایا ہے کہ جن صورتون سے کام نہ پڑے انکی جواب پیشگی تیار کر رکہنا اور فرضی صورتین نکال نکال کر جواب گھڑتے رہنا سلف صالحین کے نزدیک دین کی بات نہین - **راقم اسکی تائید** مین چند آثار صحابہ کبار و تابعین و ائمہ اخیار پیش کرتا ہی و باللہ التوفیق

عن حماد بن زید قال جاء رجل یوما الی ابن عمر فسالہ عن شیء لا ادری ما ھو فقال لہ ابن عمر لا تسئل عما لم یکن فانی سمعت عمر بن الخطاب یلعن من یسئل عما لم یکن

حماد سے روایت ہی کہ ایک شخص ایک دن **ابن عمر** (صحابی جلیل الشان) کے پاس آیا اور کچھ پوچھا - ابن عمر نے فرمایا جو امر ابہی نہوا ہو وہ نہ پوچھ - مینے عمر رض سے لعنت سنی ہی اسپر جو نہوئی بات پوچھی -

وعن زید بن ثابت کان یقول اذا سئل عن الامر اکان ھذا فان قالوا نعم قد کان حدث فیہ بالذی یعلم والذی یری وان قالوا لم یکن قال فذروہ حتی یکون

زید بن ثابت (صحابی) سے روائت ہی کہ جب کوئی آپ سے کسی امر مین سوال کرتا تو آپ پوچھتے یہ امر واقع ہو چکا ہی؟ پس اگر لوگ کہتے ہو چکا ہی تو اسمین حدیث سے یا اپنے اجتہاد کی بات کہتے - ورنہ فرماتے اسکو رہنے دو یہانتک کہ ہولے

ایسے ہی **عمار** بن یاسر صحابی اور ابی بن کعب صحابی سے روائت ہی

وعن طاوس قال قال عمر بن الخطاب رض علی المنبر احرج باللہ علی رجل سأل عما لم یکن فان اللہ قد بین ما ھو کائن -

طاؤس سے روائت ہی کہا **عمر بن الخطاب** رض نے منبر پر فرمایا کہ مین خدا کے نام سے تنگ یا بند کرتا ہون اس شخص کو جو نہوئی بات پوچھے - ہونے والی چیز کو تو خدا نے خود بیان کر دیا ہے -

وعن عبادۃ بن نسی انہ سئل عن امرأۃ ماتت مع قوم لیس لھا ولی فقال ادرکت اقواما

عبادہ بن نسی (تابعی) سے روائت ہے کہ انسے کسینے ایک عورت کا جو کسی قوم مین مری اور اسکا انمین کوئی ولی نہین حکم پوچھا (غسل یا جنازہ یا وراثت کا)

ما کانوا یشددون تشدیدکم ولا یسئلون مسائلکم -

وعن هشام بن مسلم قال کنت مع ابن محیریز بمرج الدیباج فرائت منه خلوة فسئلته عن مسئلة فقال لی ما تصنع بالمسائل قلت لولا المسائل لذهب العلم قال لا تقل ذهب العلم انه لا یذهب العلم ما قرأ القرآن ولکن لو قلت یذهب الفقه -

وعن میمون قال سئلت ابن عباس عن رجل ادرکه رمضان فقال اکان اولم یکن قال لم یکن بعد قال اترک بلیة حتی تنزل قال فدلّ لنا له رجلاً فقال یطعم من الاول منهما ثلثین مسکیناً لکل یوم مسکین

وعن ابن عباس رضی الله عنه قال ما رأت قوم خیر من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ما سئلوه الا عن ثلث عشرة مسئلة حتی

تو جواب مین بولی مینے ایسی لوگونکو پایا ہے جو تمہاری طرح تشدد نکرتے اور نہ تمہاری طرح سوال کرتے

ہشام سے روایت ہی کہا کہ مین (**عبد اللہ**) بن محیریز (تابعی) کے ساتھ مرج الدیباج کے مقام تھا پس مینے اُس سے خلوت پائی تو اُن سے مسائل پوچھے وہ بولی مسائل کو کیا کریگا - مینے کہا مسائل نہ ہون تو علم ہی جاتا ہی - وہ بولی یہ نکہو کہ علم جاتا ہی - جبتک قرآن پڑھا جاتا ہی علم نہین جاتا - ہان یہ کہو فقہ جاتی ہی (یعنی مجموعہ اوامر و اقوال رجال جو پیشگی کہتے رہتے ہین -)

میمون (تابعی) سے روایت ہی کہا مینے ابن عباس (صحابی جلیل الشان) سے پوچھا کہ ایک شخص کو دو رمضان آپڑے ہین تو آپنے فرمایا کیا یہ واقعہ ہوگیا ہی - انہون نے کہا ابھی ہوا تو نہین تو لے بلا کو رہنے دو جبتک خود نہ آپڑے - پھر مینے ایک شخص کو فرضی سائل بنایا اُسنے کہا کہ ہان یہ واقعہ ہوا ہے تب فرمایا پہلے رمضان کی بدلی تیس مسکینونکو کھانا کھلا دے ہر دن ایک مسکین کو -

ابن عباس رض سے روایت ہی مینے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی قوم نہ دیکھی - انہون نے آنحضرت سے بجز تیرہ سوالات کوئی سوال نہین کیا

قبض کلهن فی القرآن یسئلونک
عن الشهر الحرام ویسئلونک
عن المحیض۔

یہانتک کہ آنحضرت فوت ہوے وہ تیرہ کے تیرہ قرآن
مین ہین ازانجملہ یہ کہ تجھسے حرمت والے مہینون سی سوال
کرتے ہین۔ وازانجملہ یہ کہ تجھسے حیض کا حکم پوچھتے ہین

اخرج هذه الآثار عن اخرها الدارمی
فی سننه المشهور بالمسند

یہ آثار سب کے سب دارمی نے اپنی سنن مین جو مسند دارمی
مشہور ہی روایت کئی ہین۔

مترجم کہتا ہی صحابہ کا سوال سی رکے رہنا اپنی فہم و اجتہاد سے نہ تہا کہ اسکو حجت
نہ سمجہا جاوے اور معرض استدلال مین پیش نہ کیا جاوے بلکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم سے بلکہ جناب باری کے ارشاد سے چنانچہ انس بن مالک رضی اللہ
عنہ نے روایت کیا ہے کہ ہمکو سوال کرنے سے قرآن مجید مین ممانعت آچکی تہی
پس ہمکو یہ بات خوش آتی کہ باہر سے کوئی عاقل آوے اور وہ کچھ سوال
کرے تو ہم بھی سنین۔ پس ایکدن ایک شخص (ضمام بن ثعلبہ نام) جنگل سی آیا اور
اُسنے چند سوال کئے آخر حدیث تک جسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ اس حدیث
سے خصوم کا یہ اعتراض مندفع ہوا کہ صحابہ کے اقوال و افعال کو حجت نہین جانتے
چنانچہ صیانۃ صفیر حنفیہ مین اس سی بتفصیل بحث کر چکے ہو تو پہر انکے اقوال کو معرض
استدلال مین کیون لاتے ہو

وکان من علم مالك بن انس
ودینه وورعه انه اذا سئل
عن مسئلة فی دین الله یقول نزلت
فان قیل له نعم افتی وان قیل لم
ینزل لم یفت
قال الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیة

امام مالک کے علم و دین داری و پرہیزگاری کی یہ بات
ہی کہ جب کوئی آپسی کوئی مسئلہ اللہ کے دین کا پوچھتا
تو آپ دریافت کرتے کیا یہ واقعہ ہو چکا ہی پس
اگر کہا جاتا کہ ہو چکا ہے تو فتوے دیتے ورنہ
نہ دیتے۔
یہ بات شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ کے باب

الثامن والثمانين وفيه تلميح الى
ان من افتى فى الحوادث الفرضية
قبل وقوعها فلا دين له ولا ورع
ولا علم - ثم قال فى الباب السادس
والخمسين ومائة ليس للمجتهد ان
يفتى فى الوقائع الا عند نزولها
لا عند تقرير نزولها
وانما ذلك للشارع الاصلى لاحتمال
ان يرجع عن ذلك الحكم بالاجتهاد
عند نزول ما قرر نزوله - ولذلك
حرم العلماء الفتيا بالتقليد فلعل
الامام الذى قلده فى ذلك
الحكم الذى حكم به فى زمانه لو عاش
الى اليوم كان يبدو له خلاف ما افتى
به فيرجع عن ذلك الحكم الى غيره

۸۸ مین بھی ہے اور اسمین اسبات کیطرف اشارہ
ہے کہ جو کوئی فرضی حادثون مین فتوی دے اسکا نہ دین
ہے نہ پرہیزگاری نہ علم -
پھر فتوحات کے باب ۱۵۶ مین کہا ہے کہ مجتہد کو نہین
پہنچتا ہے کہ کسی حادثہ مین فتوی دے مگر جبکہ وہ واقع
ہو لے نہ اسوقت کہ اسکا ہونا اپنے پاس سے قرار دے
اور فرض کر لے -
یہ کام تو شارع اصلی کے لئے مخصوص ہے اسلئے
کہ مجتہد کا بوقت آپڑنے واقعہ کے اسحکم سے جو فرضی
صورت پر لگایا تھا پھر جانا بھی محتمل ہے اسیواسطے
علماء نے تقلید سے فتوے دینے کو حرام کہا ہے
اسلئے کہ شاید وہ امام جسکے وہ اسحکم مین تقلید کرتا ہے
جو اسنے اپنے زمانہ مین دیا تھا اگر جیتا رہتا تو اسحکم
کا خلاف اسکے خیال مین آتا پس وہ اسحکم سے دوسرے
کیطرف رجوع کرتا -

مترجم کہتا ہے یہ قول ہمنے اسلئے نقل کیا ہے کہ مبادا حضرات مقلدین یہ کہہ بیٹھین کہ صحابہ
و تابعین جنہون نے قبل وقوع واقعات فتوے دینے سے انکار کیا تھا مجتہد
نہ تھے ظاہری تھے یا ان پڑھ - مجتہد کا تو یہی کام ہے کہ جو سوال آوے
اسکا جواب دے اور قبل وقوع حوادث مسائل و فتوے گھڑتا رہے - اب یہ
قول سنکر تو یہ بات مونہہ پر نہ لائینگے - اور مجتہدین کا یہ حال دیکھکر صحابہ و تابعین
کی شان مین اس گستاخی کی تو جرأت نہ پائینگے -

جواب سوال فرقہ دوم یہ عاجز

پیش کرتا ہے کہ بلا ریب جن مسائل کو آپ لوگ
دین سمجھتے ہین اور وہ آپ کے معمولات روزمرہ
سے ہین - بدون کتب فقہ کہین پائے نہین
جاتے اور قرآن وحدیث مین نظر نہین آتے
لیکن ان مسائل کو آپ لوگونکے سوا مسائل دین
کون کہہ سکتا ہے
بہلا مسائل ذیل جو کتب فقہ یا اقوال فقہاء سے
ثابت ہین اور قرآن وحدیث نبوی مین
انکا وجود نہین مسائل دین ہو سکتے ہین ؟
(۱) کتے یا بھیڑیے یا گیدڑ کا حلال
ہونا (۲) کتے کے گوشت وچمڑے
کو ذبح کرکے پاک بنالینا (۳) شراب انفاقی
حرام کا دوا کے لئے پی لینا (۴) شراب
جو بہت پینے سے نشہ دے تھوڑی سی
بہ نیت تقویت پی لینا (۵) شراب کو
سرکہ بنالینا (۶) اجرت زنا کا (جو اجارہ
مقرر کرکے لیجاوے) حلال ہونا (۷)
قیمت شراب یا خنزیر سے جو کافر کے ملک
ہو جاوے مسلمان کو نفع اٹھانا (۸)
زکوۃ سے بھاگنے کی نیت سے مال اپنا بیوی
کے نام کر دینا اور جب بیوی کے ملک مین
مدت وجوب ادا سے گزرنے لگے تو اپنے
ملک کر لینا (۹) باپ کی موطوءہ لونڈی
کو بیٹے پر حلال کر دینا اس حیلہ سے کہ لونڈی
کے بیان کا اعتبار نہین (۱۰) لونڈی
زر خرید کی استبراء (عدت) کو ہبہ کے حیلہ سے
ساقط کرنا (۱۱) زنا یا بہن سے نکاح کرکے
زنا کرنے پر حد شرعی نہ لگانا (۱۲) جھوٹے
گواہون سے بیگانی جورو کو حلال طیب کر دینا
وعلی ذا القیاس بقیہ مسائل اشتہار وغیرہ
جو صدہا کتب فقہ مین پائے جاتی ہین -
ایسے مسائل فقہ مین ہوئے تو کونسا موجب افتخار
ہے - حدیث وقرآن مین نہوے تو کیا موجب
عار وشنار - ان مسائل دین احکام منزل من اللہ
وتبلیغ رسول امین کا قرآن مین نہونا موجب
عار ومحل استعجاب وانکار ہے - سو بحمد اللہ
یہ امر ممکن ومتصور نہین دینی مسئلہ ایسا کوئی
نہین جو قرآن وحدیث مین نہ ملے - کتب فقہی مین
پایا جاوے -

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مسائل
مندرجہ کتب فقہ جنپر آپ لوگ فخر کر رہے ہین اور

قرآن و حدیث مین ان کے موجود نہونے
کے مدعی ہین **تین قسم ہین**
قسم اول وہ مسائل ہین جو واقعی مسائل
دین ہین اور انکا دینی مسائل ہونا آپ کے
خصوم بھی مانتے ہین
قسم دوم وہ مسائل ہین جنکا دین ہونا محض
آپ لوگونکا ادعا و خیال ہے - اور نفس الامر
مین انکا دین ہونا محال ہے بلکہ دین مین
انکا خلاف ثابت ہے
قسم سوم - وہ مسائل ہین جنسے قرآن و حدیث
ساکت ہے - نہ اللہ تعالی نے انکو دین بتایا ہے
نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انمین ہمکو
مکلف و مخاطب کیا - آپ لوگ خواہ مخواہ انمین
مداخلت بیجا کرتے ہین - و بلا اذن شارع
انمین حلال و حرام کے فتوے لگاتے ہین
پس **قسم اول** تو سبھی قرآن اور حدیث مین
موجود ہے - صریح ہو خواہ مستنبط -
خصوصیت کے ساتھ مذکور ہو - خواہ عموم کے
ضمن مین متحقق - گو کوتاہ نظرونکو نظر نہ آوے
یا کور باطنونکو دیکھائی نہ دے ؎
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

راست خواہی ہزار چشم چنان کور بہتر نہ آفتاب سیاہ
صحیح مسلم مین بصفحہ ۲۰۵ جلد ۲ ابن
مسعود سے مروی ہے کہ انہون نے
ان عورتونکو لعنت کی جو اپنی جلد اعضا پر
سوئی سے سوراخ کرکے اسمین سرمہ بھرتے
ہین (جیسے پورب مین اکثر رواج ہے) اور
جو ابرو وغیرہ کے بال چنتی ہین - اور جو دانتون
کو باریک کرتے ہین تو ایک عورت (ام یعقوب)
انکے پاس آئی اور معترض ہوئی - آپ نے
کہا مین کیون لعنت نکرون جبکہ آنحضرت صلعم
انکو لعنت کی ہے اور ان فعلونکی ممانعت کا
حکم قرآن مین موجود ہے - وہ بولی مین نے
تو سارا قرآن پڑھا ہے - اسمین کہین اسکا
حکم نہین پایا - پس کہا اگر تو سارا پڑھتی تو
اسمین اسکا حکم پالیتی - اللہ تعالی نے فرمایا
ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم
عنہ فانتہوا - یعنی جو کچھ تمہین رسول دے
اسکو لے لو اور جس سے منع کرنے اس سے
رکے رہو - تو دیکھو ابن مسعود نے قرآن مین
موجود ہونا حکم ان افعال کا عموم آیت سے
ثابت کر دیا ایسا ہی بقیہ احکام کو سمجھنا چاہیئے -

اور قسم ثانی کو دین کہنا آپ لوگونکا کام ہے
آپکے سوا ہی دا اہل دین ان مسائل کو خارج از
دین اور مخالف شریعت سید المرسلین
سمجھتے ہین - اور آپ لوگونکی اس طعن کو
کہ یہ مسائل قرآن و حدیث مین نہین ہین
بڑی خوشی سے بسر و چشم قبول کرتی ہین اور
بدل مانتی ہین کہ بیشک یہ مسائل قرآن و حدیث
مین نہین اور نہ قرآن و حدیث ان مسائل
کے منسوب ہونے کے لائق ہی - یا وہ تفصیل
اسکی مبحث تقلید مین ہوگی جو انشاء اللہ جواب
ظفر احمد صاحب مولوی قاسم کے قلم مین
آوے گی -

رہا قسم ثالث - سو بھی ان لوگونکے نزدیک
مسائل دین ہین جو عقل کو حاکم مستقل مانتے
ہین اور جس امر سے شریعت ساکت ہے -
اسمین بحکم عقل حرمت و وجوب ثابت کرتے ہین
جیسے فرقہ معتزلہ - خوارج - کرامیہ - ہندت -
ولیکن اللہ تعالی اور اسکے رسول مقبول اور
جمہور علماء اسلام (جنمین اشعری بھی داخل
ہین جنکی طرف ہمارے مخاطب اپنے تئین نسبت
کرتے ہین اور اسکے قرار داد کو اہل سنت

ہونے کی کسوٹی سمجھتے ہین) ان مسائل کو
مسائل دینی نہین ٹھیراتے اور لوگونکو ان مسائل
کی پابندی عمل درآمد کے مکلف نہین بتاتے
بلکہ معافی دیتے ہین اور انکے کرنے نکرنے
مین کسیکو مورد حرج و گناہ نہین فرماتے
اور ہمارا اس معافی و رفع حرج کو عافیت اصلیہ
یا اباحت اصلیہ سے تعبیر کرتے ہین

قال اللہ تعالی وھو الذی خلق
لکم ما فی الارض جمیعا الایۃ و قد استدل
بھا علی الاباحۃ الاصلیۃ الامام محمد
بن علی الشوکانی فی فتح القدیر و البقعۃ
فی تفسیرہ و عبارۃ الشوکانی وفیہ دلیل
علی ان الاصل فی الاشیاء المخلوقۃ الاباحۃ
حتی یقوم دلیل علی النقل عن ھذا الاصل
ولا فرق بین الحیوانات و غیرھا مما ینتفع
بہ من غیر ضرر و فی التاکید بقولہ جمیعا
اقوی دلالۃ علی ھذا ترجمہ اللہ تعالی نے
فرمایا ہی - اللہ وہ ہی جسنی تمہارے نفع
کے لئے سب کچھ جو زمین مین ہی پیدا کیا -
اس آیہ کو شوکانی اور بیضاوی نے اباحت اصلیہ
پر دلیل ٹھیرایا ہی - ترجمہ عبارت شوکانی

پس

کہ یہ ہی۔ اس آیہ مین اس مسئلہ کی دلیل ہے
کہ جو کچھ زمین مین مخلوق ہی وہ اصل مباح
ہی جب تک کوئی دلیل اس اصل سی پہیرنے
والی قائم نہو اور اس حکم مین حیوانات وغیرہ چیزون
مین جو بدون ضرر نفع رسان ہین کچھ فرق
نہین اور لفظ جمیعا (یعنی سب کچھ) کی تاکید
مین اس مسئلہ پر قوی دلالت ہی۔
وقال اللہ تعالی وما کنا معذبین
حتی نبعث رسولا **وقال تعالی** رسلا
مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس حجۃ
بعد الرسل۔ وقد استدل بہما علی ان
لا حکم للعقل فی افعال العباد قبل ورد الشرع
الآمدی فی الاحکام والرازی فی المحصول
وعبارۃ الاحکام۔ مذہب الاشاعرۃ
واہل الحق انہ لا حکم لافعال العقلاء قبل
ورد الشرع ثم ذکر مذہب المعتزلۃ ثم
قال احتجت الاشاعرۃ بالمنقول والمعقول
اما المنقول فقولہ تعالی وما کنا معذبین
حتی نبعث رسولا ووجہ الدلالۃ منہ
انہ امن من العذاب قبل بعثۃ الرسول
وذلک یستلزم انتفاء الوجوب والحرمۃ

قبل البعثۃ والا لما امن من العذاب
بتقدیر ترک الواجب وفعل الحرام اذ ہو
لازم لہما وایضا قولہ تعالی لئلا یکون
للناس حجۃ بعد الرسل ومفہومہ یدل
علی الاحتجاج قبل البعثۃ ویلزم من ذلک
نفی الواجب والمحرم **ترجمہ** اللہ تعالی نے
فرمایا ہی ہم عذاب کرنیوالی نہین ہین جبتک
رسول نہ بہیجین۔ اور فرمایا ہمنے رسول
خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے
اسلئے بہیجے ہین کہ لوگونکو بعد پہنچ جانے
رسولونکے جاے عذر و کلام نرہے کہ ہمکو
احکام الہی سی خبر نہین ہوئے +
ان دونو آیتون سے امام آمدی نے
کتاب احکام مین اور امام رازی نے
محصول مین اسبات پر استدلال کیا ہی کہ قبل
ورود شرع عقل افعال عباد مین حاکم نہین ہے
ترجمہ عبارت احکام آمدی کا یہ ہے
مذہب اشعریون اور باقی اہل حق کا یہ ہے
کہ افعال عباد مین قبل ورود شرع کوئی
حکم نہین ہی (یعنی جبتک شرع سے کسی
فعل کا حکم ثابت نہو عقل اسمین کچھ کہہ نہین

سکتی) پھر مذہب معتزلہ کو ذکر کیا (جو عقل
کو حاکم جانتے ہین) پھر کہا اشعریون نے
اپنے مذہب پر نقلی و عقلی دلیل قائم کی ہے۔
نقلی یہ قول اللہ تعالی کا ہے ہم عذاب کرنے
والے نہین جبتک رسول نہ بھیجین۔
وجہ دلالت اس آیت کی اس مذہب پر یہ ہے
کہ اللہ نے قبل رسول بھیجنے کے عذاب کرنے
سے امن دیا۔ اس سے لازم آیا کہ قبل رسول
بھیجنے کے واجب و حرام کا وجود نہین ہے
اسلئے کہ وجود ترک واجب و فعل حرام کے
عذاب سے امن نہوتا۔ اسلئے ترک واجب و فعل
حرام کو عذاب لازم ہے اور نیز یہ قول اللہ تعالے
کا کہ اللہ تعالی نے رسول اسلئے بھیجے ہین کہ
لوگونکو بعد پہنچ جانے رسولونکے جانے کلام
نہ ہے۔ اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ قبل
رسول پہنچنے کے انکو جانے عذر و کلام ہے
اور اس سے وجود واجب و حرام کی نفی
لازم آتی ہے ان آیتون کی استدلال پر
مخالفین کے چند اعتراض بھی ہین پر انکو
آمدی نے احکام مین اچھی طرح رد کر دیا ہے
و قال رسول اللہ صلعم فی جواب من سالہ

الحج کل عام ذروني ما تركتكم فانما
هلك من كان قبلكم بكثرة سوالهم
واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم
بشئ فاتوا منه ما استطعتم واذا
نهيتكم عن شئ فدعوه - رواه مسلم
وقد استدل به على العافية الاصلية
الشيخ الاكبر في الفتوحات والامام
النووي في شرح مسلم - وعبارة شرح
مسلم - قوله صلى الله عليه وسلم ذروني
ما تركتكم دليل على ان الاصل عدم
الوجوب وانه لا حكم قبل ورود الشرع
وهذا هو الصحيح عند محققي الاصوليين
لقوله تعالى وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا
قال صاحب الدراسات وانا ابين
وجه دلالته على المطلوب واقول ان
ما تركهم النبي صلعم ولم يات فيه بشئ
من حل وحرمة لو لم يكن مباحا عليهم
فعله اذ لو كان مما يجب تقديم السؤال
عليه قبل فعله حتى يظهر حله او حرمته
لما امرهم بترك السوال فيما تركهم فيه
اى لم يبين لهم حكمه

ترجمہ آنحضرت صلعم نے اس شخص کے جواب
مین جس نے پوچھا تھا کیا حج ہر سال مین فرض ہے
فرمایا ہے مجھے چھوڑ دو (یعنے سوال کرنے سے)
جبتک مین تمہین چھوڑی رکھون (یعنے کچھ
حکم ندون) تمسے پہلے لوگ کثرت سوال اور
نبیون سے اختلاف کرنیکے سبب ہلاک ہوگئے
جب تمہین مین کچھ حکم کرون تو جتنی طاقت
ہو بجالاؤ اور جب کسی چیز سے منع کرون تو
اُسے چھوڑ دو (یعنے اپنی عقل سے کچھ نہ پوچھو
اور نہ کچھ حکم تجویز کرو) اسحدیث کو **مسلم**
نے روایت کیا ہے۔ اور شیخ اکبر نے **فتوحات**
مکیہ مین اور امام نووی نے **شرح مسلم** مین
یہ ہے کہ یہ قول آنحضرت کا مجھے چھوڑ دو جب تک
مین تمہین چھوڑ رکھون۔ اسبات پر دلیل
ہے کہ اصل (افعال عباد مین) عدم وجوب ہے
(یعنی معافی) اور اسپر کہ قبل ورود شرع
کوئی حکم نہین (یعنی جسمین شرع نے کچھ
حکم نہین دیا وہان کوئی حکم نہین ہے)
یہی مسئلہ محقق اصولیونکے نزدیک صحیح ہے۔
اسلئے کہ حقتعالی نے فرمایا ہے ہم عذاب کرنیوالے
نہین ہین جبتک رسول نہ بھیجین۔ نووی کا کلام

صاحب دراسات نے کہا ہے وجہ دلالت
اسحدیث کے اسمطلب (عافیت اصلیہ) پر مین
بیان کرتا ہون اور کہتا ہون کہ جس چیز مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو چھوڑ رکھا
اور حکم حلت اور حرمت کچھ نہ دیا اگر وہ انپر
مباح نہوتے یا اسکے کرنے سے پہلے اسمین
سوال کر لینا واجب ہوتا تو آپ انکو سوال
ترک کرنیکا حکم نہ دیتے۔ اُن مسائل مین جنکا کچھ
حکم نہین فرمایا۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ فرض فرایض فلا تضیعوھا وحرم
حرمات فلا تنتھکوھا وحد حدودا
فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من
غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا۔ رواہ الدارقطنی
ترجمہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے
نے فرایض مقرر کئے ہین۔ انکو ضائع نکرو حرام چیزونکو
حرام کیا ہے انکو عمل مین نہ لاؤ۔ حدین مقرر
کی ہین انسے تجاوز نکرو اور بہت چیزون سے
بلا نسیان سکوت کیا ہے ان سے کرید نکرو (یعنے
نہ انکو فرض واجب کہو نہ حرام بلکہ اباحت
ومعافی پر رہنے دو۔ حقتعالی نے بنظر معافی

اُنسے سکوت کیا ہے۔ بہول کر نہین کیا۔
اللہ تعالی قران مین فرماتا ہے وما کان
ربک نسیا۔ یعنی تیرا رب بہولنے والا نہین ہے
اور اسیکی تائید کرتا ہے جو ابن عباس سے سنن
ابی داؤد مین بصفحہ ۱۸۳ ج ۲ مروی ہے
قال کان اہل الجاہلیۃ یاکلون اشیاء ویترکون
اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ صلی اللہ
علیہ وسلم فانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ
فما احل فہو حلال وما حرم فہو حرام
وما سکت فہو عفو وتلا قل لا اجد فیما
اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الایۃ ترجمہ
ابن عباس نے فرمایا اہل جاہلیۃ کئی چیزین
کہاتے اور کئی گھن کرکے نہ کہاتے پس اللہ
تعالی نے اپنا نبی بہیجا اور اپنی کتاب اتاری
اور حلال کو حلال فرمایا اور حرام کو حرام بتایا
پس جس چیز کو حلال کہا ہے وہ شرعی حلال
ہے اور جسکو حرام کہا وہ حرام ہے اور جس سے
سکوت کیا وہ معافی مین داخل ہے پہر یہ
آیہ پڑہی ای نبی تو کہدے مین کسی کہانے
والے پر وحی مین کچھ حرام نہین پاتا مگر فلان
فلان چیزین (جو آیہ مین مذکور ہین) اور

نیز اسکا موید ہے جو ابو داؤد مین بصفحہ
۱۷۶ ج ۲ نمیلہ سے مروی ہے قال کنت
عند ابن عمر فسئل عن القنفذ فتلا قل
لا اجد فیما اوحی الی محرما الایۃ قال
قال شیخ عندہ سمعت ابا ہریرۃ یقول
ذکر عند رسول اللہ صلعم فقال خبیثۃ
من الخبائث فقال ابن عمر ان کان قال
رسول اللہ ہذا فہو کما قال ما لم یدر
ترجمہ نمیلہ نے کہا مین ابن عمر کے پاس تہا
پس کسینے قنفذ (ایک جانور جسکو فارسی
مین خارپشت کہتے ہین) کا حکم پوچھا تو
آپنے یہ آیہ پڑہ سنائی قل لا اجد فیما
اوحی الی محرما جسمین قنفذ کی حرمت نہین
آتی پس گویا اسکی حلت کا فتوی دیا نمیلہ نے
کہا ایک شخص انکے پاس تہا اسنے بیان کیا
کہ مینے ابو ہریرہ سے سنا ہے وہ کہتے اس قنفذ
کا آنحضرت کے پاس ذکر ہوا تو اپنے کہا یہ منجملہ
خبیث جانورونکے ایک خبیث ہے پس
ابن عمر نے کہا کہ اگر آنحضرت نے یہ ارشاد
فرمایا ہے تو یہ جانور ایسا ہے جیسا اپنے فرمایا
(یعنی خبث وحرام) تو دیکہو ابن عمر صحابی

نے جب قنفذ کے حکم سے اپنی دانست مین
اللہ اور رسول کو ساکت پایا تو اسکی حلت کا
حکم دیا پہر جب اسکی حرمت مین حدیث
سنی تو اسکے قائل ہوگئی

یہ تو اللہ اور رسول کی قول سے
باحت اصلیہ کا **ثبوت** ہی - اب اقوال علما
ونقل مذاہب اہل سنت غرا اسکی ثبوت مین
نقل کئے جاتے ہین -

مسلم الثبوت مین ہے - لا حکم الا من
اللہ تعالی - لا نزاع فی ان الفعل حسن و
قبیح عقلا بمعنی صفۃ الکمال والنقصان
وبمعنی ملائمۃ الغرض الدنیاوی ومنافرتہ
بل بمعنی استحقاق مدحہ تعالی وثوابہ و
مقابلیہما فعند الاشاعرۃ شرعی ای
بجعلہ فقط فما امر بہ فہو حسن وما نہی
عنہ فہو قبیح ولو انعکس الامر لانعکس
الامر وعندنا وعند المعتزلۃ عقلی
ای لا یتوقف علی الشرع لکن عندنا لا
یستلزم حکما فی العبد بل یصیر موجبا
لاستحقاق الحکم من الحکیم الذی لا یرجح
المرجوح فما لم یحکم لیس ہناک حکم

ومن ہہنا اشترطنا بلوغ الدعوۃ فی
التکلیف بخلاف المعتزلۃ کالامامیۃ
والکرامیۃ والبراہمۃ فانہ عندہم
یوجب الحکم فلولا الشارع وکانت الافعال
لثبت الاحکام -

ترجمہ حکم نہین ہی مگر اللہ کیطرف سی -
اسمین جھگڑا نہین ہی کہ افعال عقلا بمعنی
صفۃ کمال ونقصان ہوتے ہین یا نہین
یا بمعنی مناسبت ومخالفت غرض دنیاوی سے
ہوتے ہین یا نہین بلکہ جھگڑا اسمین کہ حسن
بمعنی استحقاق مدح وثواب کی اللہ تعالی
کیطرف سی اور قبیح بمعنی استحقاق ملامت
وعذاب کے اللہ تعالی کیطرف سی عقلا ثابت ہوتا
ہی یا نہین

سو اشعریونکا مذہب یہ ہی کہ ایسا حسن وقبح عقل
سے ثابت نہین ہوتا بلکہ فقط شریعت ہی
سے ہوتا ہی پس جس چیز کا شرع مین امر ہوا
وہ حسن ہی اور جسکی شرع مین ممانعت آگئی
وہ قبیح ہی اور اگر شرع مین اس امر ونہی کا عکس
ہوتا تو ان چیزونکی حسن وقبح کا بھی عکس
ہوجاتا اور ہماری (حنفیہ ماتریدیہ) اور معتزلہ

کے نزدیک حسن وقبح بمعنے مذکور عقلی ہے
یعنے شرع پر موقوف نہین ولیکن ہم (حنفیہ)
مین اور معتزلہ مین (باہم اتنا فرق ہے)
کہ ہمارے نزدیک وہ حسن وقبح عقلی بندہ کے
حق مین مثبت حکم نہین بلکہ موجب استحقاق
حکم کا خداوند حکیم سے ہے جو غیر راجح کو ترجیح
نہین دیتا۔ پس جہان خدا تعالی نے کچھہ حکم
نہین دیا وہان کوئی حکم نہین ہے اسیواسطے
ہمنے (یعنی ماتریدیہ نے) کافر کے مکلف باحکام
ہونیمین دعوت نبی کی پہنچ جانیکو شرط ٹہرایا ہے بخلاف
معتزلہ کے (کہ وہ حسن وقبح اشیاء کو مثبت
احکام سمجھتے ہین اور عقل کو حاکم جانتے
ہین) جیسے امامیہ (شیعیہ) کرامیہ
براہمہ۔
(حکماء ہنود یعنی پنڈت) انکے نزدیک
حسن وقبح مثبت حکم ہے اگر شارع نہوتا اور
یہہ افعال پائی جاتے تو انپر بھی احکام
حلال وحرام عقل سے لگائے جاتے +
ایسا ہی شرح مغنی مین حسن وقبح کے
تین معنے بیان کرکے دو معنی اول مین اتفاق
اور معنی ثالث مین اہل سنت ومعتزلہ وغیرہ کا

البراہمۃ جمع من حکماء الہند ینکرون البعثۃ ولا یقولون علی اللہ ارسال الرسل وہو اصحاب برہم ہش شرح مغنی

اختلاف نقل کیا ہے چنانچہ کہا ہے واما بالتفسیر
الثالث فقد اختلفوا فیہ فقالت الاشاعرۃ
انہما بمجرد حکم الشرع وقال المعتزلہ
والکرامیۃ والبراہمۃ انہما بالعقل
ایضا ای للذات او للصفۃ **ترجمہ**
رہا حسن وقبح بمعنی ثالث سو اسمین اختلاف ہے
اشعری کہتے ہین یہ محض شرع سے ہے اور
معتزلہ۔ کرامیہ۔ پنڈت کہتے ہین یہ عقل
سے ثابت ہو سکتے ہین ذات فعل سے ہون
خواہ اوسکی صفت سے۔ اور **مختصر الاصول**
مین ہے وقال المعتزلۃ والکرامیۃ والبراہمۃ
الافعال حسنۃ وقبیحۃ لذاتہا فالقدماء
من غیر صفۃ وقوم بصفۃ فی القبیح
والجبائیۃ لوجوہ واعتبارات۔ انتہی
ما فی المختصر ونسبہ فی الشرح الی الخوارج
ایضا **ترجمہ** معتزلہ اور کرامیہ اور پنڈت لوگ
افعال کے ذاتی حسن وقبح کے قایل ہین پہر انکے
متقدمین قائل ہین کہ افعال بدون اعتبار
کسی صفت کی اپنی ذات سے حسن وقبح ہین
اور ایک قوم کہتے ہین کہ بلحاظ صفت ہین
بعض کہتے ہین کہ قبیح مین صفت کا لحاظ ہے

ف

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نہ حسن مین اور جبائی (رئیس معتزلہ کا نام ہی)
کی اتباع کہتے ہین حسن قبح اسکی وجوہ و اعتبارات
سی ہی۔ یہ مختصر کا مطلب ہی اور شرح مین اس مذہب
معتزلہ وغیرہ کو خوارج کیطرف بھی نسبت کیا ہی
ان عبارات مین صاف تصریح ہی کہ اہلسنت
والجماعت کثرہم اللہ تعالی عقل کو مثبت
احکام نہین جانتی اور جس امر مین شریعت نے
حرمت و وجوب کا حکم نہین دیا یہ اسکو عقل سے
حرام یا واجب نہین بتاتے جیسا کہ قرآن و حدیث
کا صریح منطوق ہے عقل کو حاکم جانتا اور عقل
سے اشیاء کو حرام و واجب کہنا معتزلہ یا خوارج
یا شیعہ یا کرامیہ یا پنڈتون کا کام ہی **پس**
مسایل قسم ثالث کا قرآن و حدیث مین
پایا نہ جانا نیز **موجب عار نہوا**۔ بلکہ انکو
مسایل دین کہنا محل انکار۔
بالجملہ جسقدر مسایل دین ہین وہ سبھی قرآن
و حدیث مین موجود ہین اور جو اسمین موجود
نہین وہ مسایل دین نہین ہین
اس بیان سے جواب سوال فرقہ دوم
ادا ہی ہوا۔ اور اسکی ضمن مین رد مقولہ
فرقہ اول جو بضمن تائید مستقل طور پر ادا ہے

ہو چکا تہا **دوبارہ** نیز ادا ہے ہوا
جس سے تائید مضمون دراسات بوجہ
اتم ہوئی۔ اور اسکی **تمامیت** سے
مضمون دفعہ سیوم پر پورے شہادت گذری جسکے
پورے ہونیسے **تینون دفعات** جواب اصل
سوال کے جو بصفحہ ۷۵ و ۷۶ رسالہ نمبرہ مین
منقول ہوا صحت و صداقت کو پہنچے۔
اور خوب محقق ہو گیا کہ اولا یہ احتمالات کہ
(۱) حدیث منسوخ ہو گی یا (۲) معارض یا (۳) مخصوص
ببعض افراد عموم۔ یا (۴) مخصوص بمورد یا (۵) مول
جسکو مقلدین عمل بالحدیث کی آڑ بناتے
ہین) لایق التفات نہین۔ ثانیاً منجملہ ان
احتمالات کی حدیث مین ایسا کوئی احتمال
نہین جو روایات فقہیہ مین نہو ثالثاً ان احتمالات
کا علاج و تدارک کتب فقہ مین ایسا نہین
ہوا ہے جو کتب حدیث مین نہو۔
اسکی ضمن مین شیخ عبدالحق کے
اس کلام کا جو اس کی تائید مین بصفحہ ۷۶
منقول ہوا ہے کہوٹ و فساد نیز ظاہر ہو گیا
اور آفتاب نیمروز کیطرح روشن ہو گیا کہ
جن عذرات ثلثہ کو اپنے عمل بالحدیث کے لئے

آرہا ہی یعنی اول یہ کہ مجتہدین نے احادیث
کے ناسخ و منسوخ و صحیح و سقیم و ظاہر و مول
کے تحقیق کر رکھی ہی اسلئے انکی تقلید
چھوڑ کر عمل بالحدیث ہو نہین سکتا ہی یہ امر
محدثین متقدمین کو میسر تھا قیاس و اجتہاد
کے سوائے آجکل کام نہین چلتا ہی یعنی فقط قرآن
و حدیث سے بھی مسائل دینی نکل نہین سکتے جب تک
کہ فقہاء کی ان گہڑی ہی باتون اور کتب فقہ کی
روایتون کیطرف رجوع نکرین - یہ عذرات
عمل بالحدیث کے لئے آڑ نہین ہو سکتے ہان
انکی بھولا پن و معذوری کی وجوہ بن سکتے
ہین -

وجہ ظاہر ہونے فساد اس کلام فضول اور
ان عذرات معقول کے علماء ناظرین ہمارے
جواب پر تو مخفی نہین ولیکن عوام ناظرین کی
انتباہ کے لئے تصریح ما علم ضمناً جو ضمناً معلوم ہوا (بیان
مناسب نظر آئی جو بطور اجمال عمل مین آتے
ہے اور جسکو تفاصیل کی طلب ہو وہ کتاب
مستطاب دراسات اللبیب کو جس کی دراسۃ اولے
خاص کر شیخ جی نے اسی قول کے رد مین
تالیف ہوئی صفحہ ۱۰ سے صفحہ ۱۴ تک
ملاحظہ مین لاوے

پس واضح ہو کہ وجہ فساد عذر اول
جناب یہ ہی کہ جیسے مجتہدین مذاہب سے
تمیز ناسخ و منسوخ و صحیح و سقیم و تطبیق و تاویل
احادیث عمل مین آئی ہے ویسی ہی بلکہ اس سے
بڑھکر ائمہ محدثین عاملان بوارثۃ سید المرسلین
سے ظاہر و مدون ہو چکی ہی -
پھر مجتہدین کے مجرد اقوال کی تقلید مین
پھنسے رہنا اور عمل بالحدیث سے جسکے سبھی
مدارج تحقیقات محدثین کی سعی سے طے ہو چکے
ہین منہ پھیر نا مسلمان متبع سنت کو
کب جائز ہی

اور وجہ فساد عذر دوم یہ کہ مجتہدین
متقدمین کو یہ امر (یعنی علم ناسخ و منسوخ و
صحیح و سقیم کا اپنی تحقیقات سے میسر تھا اور
عمل بالحدیث جائز ویسی متاخرین کو متقدمین
کی تصانیف سے جو ہر باب مین کر گئی ہین) یہ
علم میسر ہو سکتا ہی پس یہ ہی کہ انکی لئے بھی
عمل بالحدیث جائز ہو - بلکہ بسا اوقات متاخر کو
وہ بات معلوم ہو جاتی ہی جو ایک متقدم سے
رہجاتی ہے اور ایک متاخر کئی متقدمین کا

علم حاصل کرنے سے اُن ایک ایک سے بڑہجاتا ہی
دیکھو مبحث مخفیات ضمیمہ اخبار سفیر - نمبر ۱ سے
۱۱ تک

اور وجہ فساد عذر سوم یہ کہ دینی
مسائل تو قرآن و حدیث مین سبہی آجاتے
ہین رہی فقہاء کی من گھڑی باتین سو داخل دین
نہین ہین - اور اگر مجرد یجوز ولا یجوز بدون
شہادت و استناد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
کے مسائل دین ہو سکتے ہین تو یہ کونسی بہادری
ہے ہر شخص اگرچہ جاہل ہو بیٹھا بیٹھا یہ کام
کر سکتا ہی اور سیکڑون ابواب مین یجوز ولا یجوز
کہہ سکتا ہی اور اسکو ایک کتاب بنا کر منیۃ المصلی
وغنیۃ المستملی و یا تنویر الابصار و یا در مختار نام
رکھہ سکتا ہی

پس شیخ صاحب کے یہ عذرات بجز بیان انکی
معذوری و بہولاپن کی کس امر کے مثمر
ہو سکتے ہین - ؟

اس عاجز اور ہر ایک محقق کا شیخ جی
کی نسبت یہ خیال ہے اور ہونا چاہئے کہ انکو
کتب پر عبور اور اقوال علماء پر عثور (اطلاع) تو تہا ولیکن
فہم مضامین نصیبہ اعدا - اسی سبب سے بہت
جگہہ ایسی ہی الٹی پلٹی باتین کہدیتے ہین اور اپنا
بھولاپن اور کم فہم ہونا خوب مدلل کر دیتے ہین
مثلاً ایک جگہہ **شرح سفر السعادت** مین بصفحہ
۲۷۲ و ۲۷۳ پہلے آپنی قبرون کو پختہ بنانے
اور انکے بلند کرنیکا بدعت و مکروہ ہونا اور اونچی
قبرونکو گرا کر پست کر دینا بدلائل قویہ و احادیث
صحیحہ مدلل کیا ہی پہر اسکا خلاف کرتے ہین اور
صاف فرماتے ہین کہ حق تو یہی ہے اور طریق
نبوی و سیرت صحابہ یہی ولیکن پچھلے زمانہ مین
اس نظر سے کہ عوام فقط ظاہری رونق دیکھتے
ہین مشائخ و علماء کی قبرونپر عمارتین بنانا
مستحسن (پسندیدہ بات) ہو گیا ہی تاکہ اہل
اسلام کی شوکت پیدا ہو - اور اُن مقامات کی
عظمت شان سے ہندوؤنپر رعب پڑے -
پہر اُن احادیث ممانعت کے مقابلہ مین استحسان
متاخرین پیش کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ بہتیرے
ایسے فعل ہین کہ سلف (یعنی آنحضرت و صحابہ
و تابعین) کے نزدیک مکروہ تہی ولیکن متاخرین
کی رای سے مستحسن ہو گئے ہین - **اب** علماء انکی
اس کلام سے انکی فہم و فراست کا خوب
اندازہ کر سکتے ہین اور اسبات سے انکا

بھولا پن یقیناً جان سکتے ہین اظہار شوکت
اہل اسلام کے لئے ارتکاب منہیات صریحہ
جسکی ممانعت مسلم الثبوت ہو کب جایز ہو سکتا ہے
یہ ہو تو چاہئے کہ اظہار شوکت کے لئے کافرون
سے مسلمان سجدہ عبادتین کرا دین۔ اور اپنے
جلسون اور مکانون پر انگریزی باجی بجوائین شتریان
رکھوائین آتشبازیان چھوڑ روائین شاید
یہ جو قبرونکی عبادتین ہوتی ہین۔ اور زندہ
و مردہ مشائخ پوجے جاتے ہین خانقاہون
مین نقارہ شتریان بجتی ہین۔ شب برات
و محرم مین آتشبازیان چھٹتی ہین یہ سب
شیخصاحب ہی کے اصول پر مبنی ہے ایسی
علم کا نہونا ہونے سے بہتر ہے۔ اور ہونا
نہونے سے بدتر کما قیل وان کنت
لا تدری فتلک مصیبة وان کنت
لا تدری فالمصیبت اعظم ترجمہ
اگر تجھی علم نہین تو یہ ایک مصیبت ہے اور اگر علم
ہوا تو اور بڑھکر مصیبت ہوئی امام ربانی
مجتہد یمانی محمد بن علی الشوکانی نے
رسالہ ادب الطلب مین اس مسئلہ مین
عجیب کلام کی ہے جسمین شیخ جی کی اس کلام

کے اچھی طرح خاک اڑتی ہے قال ومن
اعظم الذرائع الشیطانیة انهم بالغوا
فی التانق فی عمارة قبور معتقدیهم من
الصالحین ونصبوا علیها القباب وجعلوا
علی ابوابها الحجاب ووضعوا علیها
من الستور العالیة والالات الرائقة
ما یبهر الناظر الیه ویدعوه الی التعظیم
ثم یزید ذلک قلیلا قلیلا حتی
یحصل لهم من الاعتقاد فی اولئک
ما یقدح فی توحیدهم واسلامهم لو اتبع
الناس ما ارشد الیه الشارع صلعم من
تسویة القبور کما ثبت فی صحیح مسلم وغیره
من حدیث ابی الهیاج قال قال لی علی
بن ابی طالب الا ابعثک علی ما بعثنی
علیه رسول الله صلعم ان لا تدع قبرا
مشرفا الا سویته ولا تمثالا الا طمسته
واخرج ابو داؤد وابن ماجة وابن
حبان والحاکم من حدیث جابر ان النبی
صلی الله علیه وسلم نهی ان یجصص القبر وان
یبنی علیه وان یکتب علیه وان یوطی واخرج
مسلم بدون ذکر الکتابة قال الحاکم النهی

ف

عن الكتابة على شرط مساجد وهي صحيحة
غريبة والعمل من ايام المسلمين من
المشرق الى المغرب على خلاف ذلك
يعني يقرون بكتابة الاسم من دون
الانكار انتهى - واقول لا حجة في احد خالف
السنة كائنا ما كان قل عددهم او كثر
فليس لهم ان يشرعوا للناس غير ما شرعه
الله تعالى بل يحملون على الخطا وعدم
العناية بالشريعة والتساهل في امر الدين
وما هذا اول باب من ابواب الشرع
اهمله الناس وخالفوا فيه السنن
ابواضحة ولا سيما بعد ان استعلى
الجهل على العلم ولا اعتبار بسكوت
اهل العلم الذين هم اهله فانهم مغلوبون
مخبوطون بسوط العامة الذين منهم
السلاطين وجنودهم كما قدمنا الاشارة
اليه والباقي المشرق والمغرب على
الكتابة هو كاطباقهم على رفع القبور
وتجصيصها وجعلها مساجد وبناء
القباب عليها فخالفوا في جميع ذلك
ما تقدم عنه صلعم وتثبت في

الصحيح من انه صلعم قال لا تجعلوا قبري
مسجدا لا تجعلوا قبري وثنا لعن الله
اليهود اتخذوا قبور انبياءهم مساجد
ثم كان الواقع من امة محمد صلعم بعد
هذا التاكيد انهم بنوا على قبره
الشريف قبة وما زال ملوك الاسلام
يبالغون في تحسينها ورفع سمكها و
وضعوا نقاب رفعوا القبور وكانوا
يفعلون هذا باهل الصلاح ثم تزايد
الشر وصاروا يفعلونه لمن له رياسة دنيوية
وان كان من افجر الفجرة ويوصي الميت
في وصيته بذلك واعجب من هذا
كله تصريح جماعة من اهل الفقه بانه
لا باس بذلك اذا كان الميت فاضلا
وقابلوا نصوص النهي عن ذلك بقولهم
قد استحسنه بعض السلف فنوضح ما
زعموه فلا حجة في استحسان احد مخالفا
الشرع كائنا ما كان فما اول مبتدع
ومخالف للشرع ولقد تزلزل بهذا السبب
اقدام كثير من العباد عن الاسلام فانها
لو كانت القبور على تلك الصفة المشروعة

لم یحدث من هذه المفاسد شیٔ

ترجمہ امام شوکانی نے فرمایا ہی
بڑی شیطانی وسائل فساد سی ایک یہ امر ہی کہ انہون
نے اچھی لوگون کے قبرونکی خوبصورتی عمارات
مین مبالغہ کیا ہی اور انپر سائبان یا گنبد بنا
رکھی ہین اور انکی دروازونپر پردے لٹکائی
ہوئے اور انپر بیش قیمت غلاف وغیرہ اسباب
رونق جو دیکھنی والی کو تعجب مین ڈالین اور
انکی تعظیم کیطرف بلاوین پہر یہ امر تہوڑا تہوڑا
بڑہتا ہی یہانتک کہ انکو انکی نسبت ایسا اعتقاد
پیدا ہوتا ہی جو انکی توحید و اسلام کو توڑ ڈالتا
ہی۔ کاشکے لوگ اس امر کی تابع ہون جو
آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ قبرونکو زمین
کے ہموار کیا جاوے۔ چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ
مین ابو الہیاج اسدی کی حدیث سی ثابت ہی
اسنی کہا مجہی علی مرتضی نے فرمایا کیا مین
تجہی اسکام کے لئی نہ بہیجون جسکی لئی مجہی رسول
صلعم نے بہیجا تہا وہ یہ کہ کسی اونچی قبر
کو نہ چہوڑ مگر اسکو ہموار کر دی اور نہ کسی تصویر
کو چہوڑ مگر اسکو مٹا دے اور ابو داؤد و ابن
ماجہ و ابن حبان و حاکم نے حدیث جابر

سی روایت کیا ہی کہ آنحضرت ؐ نی قبر پر گچ
کرنے اور عمارت بنانے اور اسپر لکہنی
اور اسکو پائمال کرنے سے منع کیا ہی اس حدیث
کو مسلم نے بدون ذکر کتابت کی روایت
کیا ہی۔ حاکم (ابو عبد اللہ محدث) نی کہا ہے
کہ ممانعت قبر پر لکہنی کی مسلم کی شرط پر صحیح
ہی اور عمل مشرق و مغرب کے مسلمانونکی امامونکا
اسکی خلاف پر ہی وہ لوگ قبر پر نام لکہنی کو جائز کہتی
ہین۔ مین (امام شوکانی) کہتا ہون
کسیکی کچہہ سند نہین جو مخالف سنت ہو
جو کوئی ہو تہوڑے ہون یا بہت انکو جائز
نہین کہ وہ شریعت نکالین جو خدا تعالی نے
نہین نکالی بلکہ انکی قول و فعل کو (جو مخالف
سنت ہو) خطا پر محمول کیا جاویگا اور اسپر
کہ انہون نے شریعت کیطرف توجہ نہین
کی اور دین کے کام مین سستی کی ہے
اور یہ پہلا امر شرع نہین جسکو انہون
نے بیکار کر رکھا ہی اور اسمین احادیث
واضح کا خلاف کیا یعنی اسسے پہلے اور
بہتیرے امور مین خلاف کیا ہی خصوصاً
اس سے پیچہے کہ جہل علم سے اونچا ہو گیا

اور اسمین اہل علم کے چسپ رہنے کا کچھ اعتبار
نہین اسلئے کہ وہ مغلوب ہین اور عامہ خلائق
(جنمین بادشاہ اور انکے لشکری بھی داخل
ہین) کی چابک سی خبطی - چنانچہ ہم پہلے بھی
اشارہ کر چکے ہین - اور مشرق و مغرب کا اس
لکھنے پر ایسا اتفاق ہے جیسے قبرون کے
بلند اور کچ کرنے اور انکو مسجدین بنانین اور
انپر گنبد بنا کرنے پر اتفاق ہی جن سبہہ
چیزونمین انہون نے آنحضرت کی اس حکم
کے خلاف کیا ہے جو گزر چکا ہی - اور حدیث
صحیح مین یہ بھی آچکا ہے کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا ہی میری قبر کو مسجد نہ بناؤ میری
قبر کو وثن (معبود باطل سوائے تصویر کے
حجر ہو خواہ شجر خواہ تابوت خواہ کوئی مکان)
نہ بناؤ - اللہ تعالی یہود کو لعنت کری جنہون
نے نبیونکی قبرین مسجدین بنالین - پہر آنحضرت
کی امت سے اسکا خلاف واقع ہوا انہون نے
آنحضرت کی قبر پر قبہ بنایا اور بادشاہ اسکی
خوبصورتی و بلند کرنیمین مبالغہ کرتے ہے
(ایسی ہی) اور قبرون پر قبہ بناتے رہے
اور انکو اونچا کرتے رہی یہ نیک بختونکی

قبرونسی ہوا پہر یہ شر ایسا بڑھا کہ دنیا کے
سردارونکے لئے بھی یہی کام کرنے لگے اگرچہ
وہ بدکارونسے بدکار ہون اور مرنے والے
یہ بات اپنی وصیتون مین کہنے لگے - اور
ان سب باتون سے بڑہکر عجیب بات یہ ہی کہ فقہ
والونکی ایک جماعت نی صاف کہدیا ہی کہ اگر
میت بزرگ شخص کی ہو تو اسکے لئے ان کامونکا
کوئی مضائقہ نہین - انہون نے آنحضرت
کے احادیث کا جو اسکی ممانعت مین ثابت
ہین اس دلیل سی مقابلہ کیا ہی کہ ان کا موخر بعضے
پچھلے علماء نے مستحسن (پسندیدہ) کہا ہی اگر
واقعی کسینی پسند بھی کیا ہو تو خلاف شرع
کسیکے پسند کرنیکی کچھ سند نہین چاہئے کوئی
ہو - وہ پہلا بدعتی ہے اور شرع کا مخالف
اس سبب سے بہتیرے بندونکے اسلام سے قدم
پھسل گئی ہین اور اگر قبرین شرعی طور
پر ہوتی تو یہ فساد پیدا نہ ہوتے - تمام ہوا
کلام امام شوکانی کا اسمین شیخصاحب
کی تجویز شوکت کا بھی ابطال ہوا اور
استحسان بمقابل نصوص کا جواب
بھی آگیا -

جناب شیخصاحب اور ملان جیون جونپوری اور مولوی قطب الدین خانصاحب مرحوم دہلوی تینون ایک سا فہم رکھتے اور ایک سی باتین کیا کرتے مینے چاہا تہا کہ چند اثار مشہورہ اور اقوال مسطورہ انکے بھی معرض نقل مین لاؤن ولیکن خوف تطویل رخصت ذکر نہین دیتا۔ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مومن متبع سنت کو لئے عمل و اعتقاد کے مطلب براری قرآن حدیث سے سہل و آسان ہی اور کتب فقہ سے مشکل۔ اور عمل بالحدیث سراسر صواب و نجات ہے اور تقلید فقہ و اقوال فقہا مین احتمال خطا و ہلاکت۔ پس طالبان حق کو اشتغال کتب حدیث کو شعار و دثار بنا دین اور کتب فقہ کو علاقہ نہین لپیٹ کر ابھی صندوقہ مین بند کر رکھین پھر جب کتاب و سنت مین ماہر ہون اور صحت و فساد۔ وجودہ و کساد اقوال فقیہہ کی تمیز کرنے کے لائق ہون تو ان کتابون کیطرف مراجعت کرین ایسا ہی امام الحنفیہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے چنانچہ رسالہ نمبر ۴ صفحہ ۶۳ مین اوسنے منقول ہو چکا ہی لا یحل لاحد ان یاخذ بقولنا ما لم یعلم ماخذہ۔ یعنی کسیکو حلال نہین کہ ہمارے قول کو لے جبتک اُسکی اصل کو (یعنے قرآن و حدیث سے) جان نہ چکے۔

اور ایسا ہی ائمہ محدثین نے ارشاد کیا ہے چنانچہ اُنکے اقوال تتمہ نمبر ۳ مین بصفحہ ۱۴۱ گذر چکے ہین فلتراجع

سوال تمنے تو اس بحث طویل و تفصیل با دلیل سے حدیث کو اسان اور فقہ کو مشکل بنا دیا ہی اور اشغال حدیث کو شغل فقہی سے اولے ٹھہرایا ولیکن تمہارے مذہب محمدی کے ایک امام محمد بن اسمعیل بخاری نے کہون حدیث کو مشکل اور فقہ کو اسان کہا ہی چنانچہ مقلدین بلیہ دال اپنی رسالہ انتصار الاسلام (جسکا نام اس مصرعہ کا مصداق ہے) ؎

برعکس نہند نام زنگی کافور۔ امام بخاری سے بواسطہ بعض شراح صحیح بخاری کے یہ قول نقل کیا ہے۔

جواب امام بخاری نے وہ بات ہرگز نہین کہی جو مقلدان بلیہ دال فرانسے

نقل کی ہی وہ نقل غلط ہے اور وہ قصہ جو
اُس نقل مین ہی محض کذب - **دلائل عقلیہ**
ونقلیہ اُسکے وضعی ہونے پر ہماری پاس
موجود ہین تفصیل اُسکی ہم اس رسالہ مستقلہ
مین کرینگے **جو مقلدان بلیہ وال**
کے جواب مین عنقریب لکھینگی - اسمقام مین
تفصیل اسکی موجب فرط تطویل نظر آتی ہی
اور اگر بطور **فرض محال** امام بخاری کا
وہ کہنا ہم فرض بھی کرلین جیسے زمین کو
اوپر اور آسمان کو نیچے کوئی خیال کرلے
تو بھی ہمپر وہ قول حجت نہین ہو سکتا ہے
ہم لوگ امام بخاری کے مقلد نہین ہین اور
نہ اُنکو خطا سے بری سمجھتے ہین ہم اُنکی امامت
نقل و روایت مین مانتے ہین نہ عقل و درایت
مین یعنی جو امر وہ حضرت رسالت سے نقل کرتے
ہین اسکو صحیح جانتے ہین نہ یہ کہ جو بات وہ
اپنی رای و اجتہاد سے کہی وہ بھی مان لیتے ہین -
یہ بات آپ اُس احمق کو کہین جو بخاری
کا مقلد ہو اور تقلید فقہا کو چھوڑ کر محمدین
کی تقلید مین اپھنسا ہو - **یہ کلام صفحہ**
۶۲ نمبر چہارم سے یہانتک **ابطال امر دوم**

مین منجملہ امور ثلثہ مضمون **ہشتم** خطبات
مخاطبین کے ہوا ہی اب **ابطال امر سوم** منجملہ
امور مذکور عمل مین آتا ہی
ابطال امر سیوم - یہ قاعدہ مسلم ہے
کہ نبی بنائی دوا دیدینی نسخہ لکھدینے سے بہتر ہوتی
ہی ولیکن اسمین یہ شرط ہی کہ اس دوا کے
بنانے والا حکیم حاذق ہو ومع ذلک امانت دار
بھی ہو اور اگر وہ نیم حکیم ہی یا دوا بنانے اور بیچنے
مین خیانت کیا کرتا ہی کہ بجائے شہد زہر ملا دے
اور بجائے عرق کاوزبان قارورہ اُلٹا دے
تو پھر آپ ہی فرمائیے ایسے شخص کے مجہول الحال
دوا کا استعمال کرنا شرعاً و عقلاً کب جائز ہے
اپنے یہ مثل نہین سنی ہے نیم حکیم خطرہ جان
نیم ملا خطرہ ایمان - **اب رہی** تحقیق اس امر
کی کہ ہدایہ یا شرح وقایہ یا ردے زمین پر
کوئی اور کتاب فقہ مقلدین کی بمنزلہ اُس
دوا کے ہے جسمین وہ شرط پائی جاوے
یا نہین سو ناظرین مباحث متعلقہ اشتہار
متنازعہ فیہ خصوصاً مبحث ابطال امر دوم پر
مخفی نہین ہم کیا کہین اور کیا سنا دین
اور جاگتے کو کیونکر جگا دین - **آپکے نزدیک**

یہ کتابین ایسی ہین تو آپکے لئے یہ شفا ہین
پر ہم لوگونکے سامنے جو ان کتابونمین یہ شرط مفقود
سمجھکر انکے پرکھنے کیطرف متوجہ ہوئے ہین
انہین کا پیش کرنا کب زیبا ہے صاحب شرم
ایسی بات کہتا ہوا شرماتا ہے غیر منفعل جو جبین
آوے مونھ پر لاتا ہے ولقد صدق
رسول الله صلعم ان مما ادرك الناس
من كلام النبوة الاولى اذا لم تستحى فاصنع
ماشئت ترجمہ آنحضرت نے سچ فرمایا منجملہ
ان باتونکی جو پہلے نبوت سے چلی آتی ہین یہ بات
ہے کہ حیا نکرے جو چاہے سو کر
اب ہمسے سنئے نبی بنائی دو اسباب ہین
جسمین وہ شرط متحقق ہے کون سے ہے اور کس عطار
یا حکیم کے یہان وہ ملتے ہی وہ دو اقران
مجید ہے جو اللہ عزیز حکیم کیطرف سے منزل ہے
یا حدیث رسول ہے جو محمد رسول اللہ صلعم
طبیب روحانی و حکیم ایمانی کی تجویز سے
مرکب - قال الامام محمد بن علی
الشوکانی فی ادب الطلب
واعلم ان المفاسد اللاحقة لبركة
العلم والمفرقة لكلمة المسلمين كثيرة

جدا واعظم ما اصيب به دين الاسلام
من الدواهي الكبار امران احدهما هذه
المذاهب التي ذهبت ببهجة الاسلام و
غيرت رونقه والامر الثاني هذه الاعتقادات
الحادثة للامة في صالحي الاموات حتى
صار الرجل يقرن من يعتقده من الموتى
بمن يقلده منهم فيقول امامه في المذهب
فلان وشيخه في الاعتقاد فلان - ثم
ذكر مفاسد عقائد عبدة المشائخ من
عبادة القبور وبدعاتها التي ذكر شيء
منها قريبا ثم ذكر الطائفة المتصوفة
ومحدثاتهم ثم قال ولا انكر ان في هذه
الطائفة من قد بلغ في تهذيب نفسه
وغسلها من الطواغيت الباطنة والاصنام
المستورة عن الناس كالحسد والكبر والعجب
والرياء ومحبة الثناء والشرف والمال والجاه
مبلغا عظيما وارتقى مرتقى جسيما ولكني اكره
له ان يتداوى بغير الكتاب والسنة وان
يتطبب بغير الطب الذي اختار الله تعالى
لعباده فان في القوارع القرآنية والزواجر
المصطفوية ما يغسل كل قذر ويرخص

كل درن ويدفع كل شبهة فانا احب
لكل عليل في الدين ان يتداوى بهذا الدواء
فيعكف على تلاوة كتاب الله عز وجل متدبرا
له متفهما لمعانيه باحثا عن مشكلاته
سائلا عن معضلاته ويستكثر من
مطالعة السيرة النبوية ويتدبر ما كان
صلى الله عليه وسلم يفعله في ليله ونهاره
ويتفكر في اخلاقه وشمائله وهديه و
سمته وما كان عليه اصحابه وكيف كان
هديهم في عباداتهم ومعاملاتهم
فانه اذا تداوى بهذا الدواء و
لاحظته العنايات الربانية وجذبته
الهدايات الالهية فاز بكل خير
ترجمہ امام محمد بن علی شوکانی نے ادب الطلب
مین کہا ہی تو جان لے کہ معدے علم کی برکت
کھونے والی اور مسلمانونکی بات مین پہوٹ
ڈالنے والی نہایت کثرت سے ہین اور بہت
بڑی آفت اُن آفات سے جنکے سبب اسلام
کو مصیبت پہنچی ہے دو امر ہین - ایک تو یہ
مذاہب (حنفی شافعی حنبلی مالکی وغیرہ)
جنہون نے اسلام کی تازگی کو کھو دیا ہی

اور اُسکی رونق کو بدلا دیا ہے
دوسرا یہ نئی اعتقاد جو اس امت کو نیکبخت
مُردونکی حق مین پیدا ہوئے یہ امر پہلے امر سے
ایسا چسپان ہی کہ لوگ اپنی مردی کو جس سے
اعتقاد رکھتی ہین اپنی امام سی جسکی تقلید
کرتے ہین ملا دیتی ہین پس کہتی ہین کہ
ہمارا مذہب مین امام فلانا ہے اور
سلسلہ اعتقاد مین پیر فلان - پہر امام
شوکانی پیر پرستونکی اعتقادونکی مفاسد
(قبرونکی پرستش اور بدعتین جنکا ذکر عنقریب
شیخ عبدالحق کے مقابلہ مین گذرا) ذکر
کئی پیر بناوٹی صوفیون اور اُنکی بدعات
کا ذکر کیا پہر کہا مین اُنکا منکر نہین کہ
جو ان لوگونمین (سچے ہین) اخلاق
نفس کے سنوارنے اور اونکو چہپی بتون
سے (جیسے حسد تکبر خود پسندی نمائش
وحب تعریف وشرف ومال ورتبہ) پاک
کرنے مین پرلے درجہ پہنچ گئی ہین لیکن
مین اس امر کو بُرا سمجہتا ہون کہ یہ لوگ
قرآن وحدیث کے سوا ہی اور دوا مین استعمال
مین لاتے ہین اور جو طب اُنکی لئی خدا نے

مقرر کر دی ہی اسکے سوای دوسری طبابت
سے معالجہ کرتے ہین قرآن حدیث مین ایسے
زواجر (برے کامون سے روکنے والی
آیات) ہین جو سب میل کچیل کو دھو دین
اور سب شبہ مٹا دین - مین سب دینی مریضون
کے لئے یہی پسند کرتا ہون کہ اسی دوا سے
معالجہ کرین تلاوت قرآن پر تدبر و فہم سے
کرتے رہین اور مطالعہ سیرت نبوی بکثرت
کرین اور آنحضرت کے معمولات شبا روزی
کو سوچین اور انکی اخلاق و شمائل کو فکر
مین لاوین ایسا ہی اصحاب کی عبادات و معاملات
کو اور جب ایسی دوا سے معالجہ کیا اور عنایت
ربانی انکی طرف متوجہ ہوئی اور ہدائت
الہی نے جذبہ کیا تو کل نیکیون کیطرف پہنچے

وقال الحافظ ابن القیم فی زاد المعاد فی ہدی خیر العباد

فاما طب القلوب فسلم الی الرسل
صلوة الله وسلامه علیهم ولا سبیل
الی حصوله الا من جهتهم وعلی ایدیهم
فان صلاح القلوب ان تکون
عارفة بربها وفاطرها وباسمائه و

صفاته وافعاله واحکامه وان
تکون مؤثرة لمرضیاته مجتنبة لمناهیه
ومساخطه ولا صحة لها ولا حیوة
البتة الا بذلك ولا سبیل الی
تلقیه الا جهة الرسل وما یظن
من حصول صحة القلب بدون اتباعهم
فغلط ممن یظن ذلك وانما ذلك حیوة
نفسه البهیمیة الشهوانیة وصحتها
وقوتها وحیوة قلبه وصحته وقوته
عن ذلك بمعزل ومن لم یتمیز بین
هذا وبین هذا فلیبك علی حیوة قلبه
فانه من الاموات وعلی نوره فانه منغمس
فی بحار الظلمات وقال ولکن ههنا امر
لا بد من بیانه وهو ان من شروط الا
نتفاع بالدواء قبوله واعتقاد النفع
به فتقبله الطبیعة فیستعین به علی
دفع العلة حتی کثیرا من المعالجات
تنفع بالاعتقاد وحسن القبول وکمال
التلقی وقد شاهد الناس من ذلك عجائب
وهذا لان الطبیعة یشتد قبولها
وتفرح النفس به فتنعش القوة ویقوی

سلطان الطبيعة وتنبعث الحار
الغريزي فيتساعد على دفع الموذي
وبالعكس يكون كثيرا من الادويه
نافعا بتلك العله فينقطع عمله سوء
اعتقاد العليل فيه وعدم اخذ الطبيعة
له بالقبول فلا يجدي شيئا واعتبر
هذا باعظم الادوية والاشفية و
انفعها للقلوب والابدان والمعاش
والمعاد في الدنيا والاخرة هو القران
الذي هو شفاء من كل داء كيف ينفع
القلوب التي لا تعتقد فيها الشفاء والنفع
بل لا يزيدها الا مرضا الى مرضها و
ليس لشفاء القلوب دواء انفع من القران
فان شفاءها التام الكامل الذي
لا يغادر منها سقما الا برأه ويحفظ
عليها الصحة المطلقة ويحميها الحمية
التامة من كل موذي ومضر ومع هذا
فاعراض اكثر القلوب عنه وعدم
اعتقادها الجازم الذي لا ريب فيه
انه كذلك وعدم استعماله والعدول
الى الادوية التي ركبها بنو جنسها

حال بينها وبين الشفاء به وغلبت العوائد
واشتد الاعراض وتمكنت العلل
والادواء المزمنة من القلوب ويربي
المرضى والاطباء على علاج بني جنسهم
وما وصفه لهم شيوخهم ومن يعظمونه
ويحسنون به ظنونهم فعم المصائب
واستحكم الادواء وتركبت امراض
وعلل اعيى عليهم دواءها وكلما عالجوها
بتلك المعالجات الحادثة تفاقم امرها
وقويت ولسان الحال ينادي عليهم

شعر

ومن العجائب والعجائب جمة
قرب الشفاء وما اليه وصول
كالعيس في البيداء يقتلها الظما
والماء فوق ظهورها محمول

ترجمہ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد مین لکھا ہے دلونکی طبابت

تو نبیون ہی کے سپرد ہے اسکی حاصل ہونے
کیطرف انکے سوائے کہین سے راستہ نہین
اسلئے کہ دلون کی صحت و سلامتی یہ ہے
کہ اپنے رب کو اور اسکے اسماء و اوصاف و افعال

واحکام کو پہچانتی اور اسکے نزدیک پسندیدہ
کامونکو اختیار کرین اور برے غصے کے کامونسے
پرہیز کرین سو یہ بدون رسولونکی حاصل
نہین ہوتی - اور جو خیال کیا جاتا ہی کہ صحت
قلوب بدون اتباع انبیا حاصل ہوجاتی ہی
یہ خیال کرنیوالی کی غلطی ہی حیوۃ نفس بہیمی
وصحت شہوانی تو بدون اتباع پیغمبر بھی
حاصل ہوسکتی ہی پر حیوۃ وصحت دلی اس سے
حاصل نہین ہوتی جسنے اسکو اسکو ایک سمجہا اسکو
چاہئے کہ اپنی زندگی اور نورانیت پر روئے
وہ زندہ نہین مردہ ہے اور اندہیرونکے
دریاے مین ڈوبا ہوا - اور کہا ولیکن
یہان ایک بات ہی جسکا بیان ضروری ہے
وہ یہ کہ دوا سے نفع اٹھانے کے لئے
یہ شرط ہی کہ اسکو قبول کیا جاوے اور
اسپر اعتقاد ہو - پس طبع اسکو قبول
کرتی ہی اور مرض کے دفع کرنے پر اس سے
مدد لیتی ہی - بہتیرے علاج اسی اعتقاد
سے نفع دیتے ہین اور اس قسم کی
عجیب واقعات لوگون نے مشاہدہ کئے ہین
اسکی طبی وجہ یہ ہے کہ طبع اسکو قبول

کرتی ہی تو جی خوش ہوتا ہی اس سی قوت
مین حرکت ہوتی ہی اور طبع کا غلبہ بڑہتا ہی
اور اس سے حار غریزی (اصلی حرارت طبع)
پیدا ہوتی ہی پس طبع کی دفع مرض مین
موافقت ومعاونت کرتی ہی - اور بصورت
عکس (یعنے دوا کو طبع کے قبول نکرنے
سے) بہتیری دوائین جو نافع ہوتی
ہین انکے عمل کو اعتقاد کا نہونا اور طبیعت کا
قبول نکرنا توڑ دیتا ہے - پس وہ کچھ
نفع نہین دیتی - اس سے تو بڑی دوا
اور بہاری شفاء کا جو دلون اور بدنونکو
دنیا وآخرت مین نفع رسان ہی (یعنی قران
جو ہر مرض کے لئے شفاء ہی) حال سمجہہ
لے - وہ ان قلوب کو کیونکر نفع پہنچاوے
جو اسکو شفا نہ سمجہین بلکہ وہ تو ایسے دلونکو
مرض پر مرض بڑہاوینگے دلی شفاؤنکے لئے تو قرآن
بڑی نافع دوا ہے جو اسکا کوئی دکھ
نچہوڑے اور اسکو ہر حرز سے بچاوے
ولیکن باوجود اسکی لوگونکا اس قران
سے مونہہ پہیرنا اور اسپر شفا ہونیکا
اعتقاد نہ رکہنا اور اسکو استعمال نکرنا

باقی آیندہ

۱۴۵ (34)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

نمبر ہشتم

رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

جسمین جواب علماء لکھنؤ و بنارس کے جواب کا بقیہ و خاتمہ ہے

اور مضامین پچھلے کل نمبرہا اشاعۃ السنۃ کے

فہرست

اور اُس تحریر جدید کا جواب ہے

جسکو میان محمد شاہ صاحب حکیم دہلی نے بجواب اشتہار مسائل عشرہ مجیبہ

۱۹ مئی تالیف کیا اور میان محمد یوسف کے نام سے شائع کرایا

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری عفا اللہ عنہ

مطبوعہ ۲۰ شوال سنہ ۹۵ مطابق ۱۸ اکتوبر

سنہ ۱۸۷۸ء

مطبع افضل المطابع لاہور مین طبع ہوا

اور دوسری دواؤن کی (جو انکی نہیں) طرف متوجہ
ہونا لوگون مین اور اِس شغار مین آڑ ہو رہا ہے
جس سے اُنکی امراض محکم ہوگئی ہین اور بیمار یان
مزمن ہوئی اور جس قدر یہ اپنی اپنا جنس کے
دوائین برتتی ہین اسیقدر زیادہ بیمار ہوتے
جاتے ہین (اور شفا سے محروم (یعنے
قرآن سے) انکا حال یہ مضمون نگار رہا ہے
جو اشعار مین کسینے کہا ہے۔ عجائب
باتین بہت ہین از انجملہ یہ عجیب بات ہے
کہ شغار قریب ہے اور اُسکی طرف وصول
نہین ہی جیسے بیدان مین اُونٹ ہین جنکو
پیاس مار رہی ہی اُنکی مٹھیون پر پانی لدا
ہوا ہے پر انکو اُس پر قدرت نہین ہے
قال شیخ الاسلام ابن تیمیہ فی کتاب الصراط
المستقیم لغۃ اھل الحجیم ثم ان اللہ
شرع علی لسان نبیہ خاتم النبیین من
الاعمال ما فیہ صلاح القلوب علی اتم
الوجوہ وھو الکمال المذکور فی قولہ تعالی
الیوم اکملت لکم دینکم الایہ والشرائع
ھی غذاء القلوب و قوتھا ومن شان الجسد

اذا کان جائعا فاخذ من طعام حاجتہ
استغنی عن طعام اخر حتی لا یاکلہ ان
اکل منہ الا بکراھۃ وتجشم وربما ضرہ
اکلہ اولم ینفعہ ولم یکن ھو الغذاء
لہ الذی یقیم بدنہ فالعبد اذا اخذ
من غیر الاعمال المشروعۃ بعض حاجتہ
قلت رغبتہ فی المشروع وانتفاعہ بہ بقدر
ما اعتاض من غیرہ بخلاف من صرف
نھمتہ وھمتہ الی المشروع فانہ تعظم محبتہ
لہ ومنفعتہ بہ تتم دینہ ویکمل اسلامہ
ولھذا تجد من اکثر من سماع القصائد
تطلب صلاح قلبہ تنقص رغبتہ فی
سماع القرآن حتی ربما یکرھہ ومن اکثر
من السفر الی زیارات المشاھد ونحوھا
لا یبقی لحج البیت فی قلبہ من المحبۃ والتعظیم
ما یکون فی قلب من وسعۃ السنۃ و
ادمن علی اخذ الحکمۃ والاداب من
حکماء فارس والروم لا یبقی لحکمۃ الانبیاء
واداب فی قلبہ ذاک الموقع ومن ادمن علی
قصص الملوک وسیرھم لا یبقی لقصص
الانبیاء وسیرھم فی قلبہ ذاک الاھتمام

ونظائر هذه كثيرة **ترجمہ** اور شیخ الاسلام
ابن تیمیہ نے کتاب صراط المستقیم لمخالفۃ
اہل الجحیم مین فرمایا ہی پہر اللہ تعالے نے
اپنے نبی خاتم النبیین کی زبان پر وہ عمل
مشروع کئے ہین جنمین دلون کی اصلاح
اچھی طور پر ہو سکتی ہے۔ یہی کمال ہے
جسکا اللہ تعالے کے اس قول مین ذکر
کیا ہے (ہمنے آج تمہارے دین کو پورا
کر دیا ہے) شرایع (شریعت کے اعمال و احکام)
ہے دلونکی غذا ہین اور یہی قوت۔ اور جسم
کا یہ حال ہے کہ جب اسکو بہوک ہو اور ایک
کھانا کھالے تو دوسرے سے بے پرواہ
ہو جاتا ہے یہانتک کہ اگر اسکو کھاتا بھی ہے
تو کراہت و تکلف سے۔ اور بسا اوقات اسکا
کھانا اسکو ضرر دیتا ہی نفع نہین دیتا اور
غذا بدن نہین ہوتا۔ پس انسان جب ان
عملون سے جو شرع مین نہین آئے اپنا
کچھ کام کر لیتا ہے تو اسکی رغبت شرعی
کام اور اس سے نفع اٹھانے مین اسقدر
کم ہو جاتی ہے جسقدر اسکا عوض مخیر مشروع
سے لے چکا ہے بخلاف اس شخص کے

جسکا قصد و ہمت امر شرعی ہی کیطرف
مصروف ہی۔ اسکے دلمین محبت امر شرعی کی
بڑہجاتی ہے اور اسکو منفعت زیادہ ہوتی
ہے اور اسکا دین و اسلام پورا ہو جاتا ہے
اسیواسطے تم دیکھتے ہو جو دل کی اصلاح
کے لئے قصیدہ سنتا ہی اسکی رغبت
قرآن سننے مین کم ہو جاتی ہے۔ اور
جو قبرون و میلون کی سفر بکثرت کرتا ہی
اسکے دلمین حج کعبہ کی محبت و تعظیم اتنی
نہین رہتی جتنی اس شخص کے دلمین ہے
جسمین سنتہ سمائی ہوئی ہے
اور جو حکماء فارس و روم کی کلام سے
حکمت و آداب سیکھنے پر مداومت کرتا ہی اسکے
دلمین حکمت و آداب اسلام کے ویسی جگہہ
نہین رہتی
اور جو بادشاہونکے قصے و حالات
(دیکھنے سننے) پر مداومت کرتا ہی اسکے دلمین
قصص و سیرت انبیا کی (مطالعہ کا) اہتمام
نہین رہتا۔ اور اسکے نظائر اور بہت
ہین۔
یہ عبارات علماء کبار اس بات پر نص صریح مین

کہ روحانی بیماریون کے لئے سوائے
قرآن وحدیث کے کوئی دوا یا شفا نہین
اور جنکو اُن سے شفا نہین ہوتی اُنکے
دلونمین اسکی شفا ہونیکا اعتقاد نہین -
یا یہ کہ اور دواؤن نے جو اُنکے ابنائے
جنس نے بنا دی ہین اُنکے دلونکو زیادہ
بیمار کر رکھا ہے اور اس لطیف معجون کی
محل تاثیر رہنے نہین دیا - انکو چاہیئے
کہ اُن دواؤنکو دار (یعنے مرض) سمجھکر پہلے
اُن دواؤن سے دلونکا تنقیہ کرین -
پہر اس حکیم روحانی کے دوا کی تاثیر و
شفا کا لطف پاوین - اور جنکو ان علماء
کے بیان سے یقین نہ آوے یا اُنکی
فرط حمیت سنت کے سبب کچھ اُنسی عناد
ہو وہ مضمون اُن عبارات یعنے شفا ہونا قرآن
کا قرآن ہی مین دیکھ لے قال اللہ تعالیٰ یاایھا الناس
قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء
لما فی الصدور وھدًی ورحمۃ للمومنین
وقال تعالی وننزل من القران ماھو شفاء
ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا
وقال تعالی قل ھو للذین امنوا ھدی

وشفاء والذین لا یومنون فی اذانھم
وقر وھو علیھم عمی - بالجملہ یہ مضمون ایسا
نہین جسمین کوئی مسلمان شک کرے اور
اسمین کسیکی شہادت طلب کرے یا اپنے مخالف
کی شہادت سنانے
سوال حاصل تمہارے اس بیان کا یہی ہے کہ قران
و حدیث دوا ہے اور اللہ اور اوسکا رسول
مقبول روحانی طبیب ہین سو فقہ مین
موجود ہے - فقہ مین بھی تو قران و حدیث
ہی سے مسائل نکال نکال کر درج کئی
گئی ہین اور اللہ اور رسول ہی کی تجویز
پر عمل درآمد ہے پس گویا کتب فقہ ایک دوکان
ہے جسمین طبیب روحانی کی مجوزہ دوائین
بنا بنا کر رکھی گئی ہین -
جواب کتب فقہ ایسے ہوتی تو اتنے جھگڑے
کیون پہیلتے اور جو مباحث ابطال امر
دوم کے ضمن مین ہوئے کیون ہوتے
پاتی - اُن مباحث سے کوئی آنکھہ بند کرلے
تو یہ سوال کر سکتا ہے اور جو کوئی اُن مباحث
کو دیکھ یا سُن لے تو وہ یہ بات کب کہہ
سکتا ہے کتب فقہ مین اگر کہین بھولے

آیۃ یا حدیث کا ذکر بھی آجاتا ہی تو برعکس
اسکے ہزارون جگہہ قرآن یا حدیث کا نام
نہین آتا بلکہ خلاف حکم خدا و رسول پر عمل
درآمد ہوتا ہی چنانچہ تفصیل اسکی بضمن ابطال امر
دوئم گذرے - پس کتب فقہ گویا ایک بے تمیز
عطار کی دوکان ہی جسمین کئی بوتلان اور شیشیان
رکھی ہین کسمین تریاق ہی کسمین زہر - کسمین
عرق لئوڑہ ہی کسمین کچھ ——— ومع ذلک
کسی بوتل پر ٹکٹ یا چٹ نہین ہے جسپر دوا کا
نام لکھا ہو یا اسکی ماہیت کا بیان ہو - پس جسنے
اس دوکان کی کوئی دوا بلا استفسار و تحقیق
استعمال کی وہ ایک نہ ایک دن ہلاک ہوا
یا اپنی نظافت و پاکیزگی کو کہو بیٹھا - ایسا
ہے کتب فقہ کا حال ہے جسنے انپر بلا تحقیق
انکی اصل و ماہیت کی عمل کیا یا فتوی دیا وہ
ایک نہ ایک دن اللہ و رسول کے خلاف
مین پہسا - اور یہی ہماری بیان کا حاصل
ہے کہ فقہ کو کلی شفا نہ سمجھو اور بلا تحقیق و تفتیش
اسکی ہر ایک بات کو نہ مانو بلکہ تحقیق عمل مین
لاؤ پہر جسکو موافق قرآن و حدیث کی پاؤ
بسر و چشم قبول کرو والا کالای بد بریش خاوند -

اور یہ بات بھی ہمنے پاس سے نہین کی تمہاری ہی امام
مذہب ابو حنیفہ کوفی رح سے نقل کی ہی چنانچہ
اصل عبارت انکی صفحہ ۶۳ نمبر ۴ مین گذری
ہے - پس یہ بیان مورد اس سوال کا نہوا
اور ابطال امر سیوم بلا مزاحمت اتمام کو پہنچا
جسکے تمام ہونے سے ابطال مضمون ہشتم
مخاطبین ختم ہوا اور اسکے ختم ہونے سے
مضامین مقصودہ تحریر حضرات کا اختتام ہوا -
وباللہ التوفیق - اب حضرات کی ترویع پر توقیع
عمل مین آتی ہی

التوقیع علی الترویع

(۱) مین فاعل فعل ہی جو اردو محاورہ مین
فعل سے مقدم آیا کرتا ہی - مولوی عبدالعزیز
اسکا مفعول وعدہ دیتا ہون فعل موخر -
(۲) سوال استفسار اقسام آیات استحقاق
جواب نہین رکھتا ہی یہ بات آپکو ہماری ان
تحریرون سے معلوم ہو سکتی ہی جو مولوی
حبیب اللہ امرتسری اور مولوی رحیم بخش
دہلوی کے جواب مین شائع ہوئے ہین اول
۱۳ - اکتوبر ۷۷ء کو تتمہ اخبار سفر ہندستان
امرتسر مین شائع ہوئی ہے اور دوم ۱۵ جون

تتمہ اخبار سفیر مین چہپ کر مشتہر ہوئے (۳) استعمال عاشرا بجائے عشرا ہمسے نہین ہوا بلکہ کاتب سے ہوا ہے مینے روپڑ ضلع انبالہ سے مطبع سفیر ہند امرتسر مین مضمون اشتہار چہاپنے کے لئے بہیجا تہا اور بجائے اولاً و ثانیاً کے نمبر شمار لگائے تھے کاتب کم علم نے بجائے اعداد ہندسہ یہ الفاظ لگا دئے پہر جب ہمارے اہتمام سے دو تین دفعہ اشتہار چہپا تو عاشرا لکہا گیا دیکہو اشتہار مطبوع ۲۶ مئی ۷۷ء و اشتہار مطبوعہ ۱۰ ستمبر ۷۷ء وغیرہ جو شایع عام مین

خاتمہ

ولیکن ہذا اخر ما اردنا من الکلام - فیما تکلم بہ بعض علماء الکنو والبنارس فی جواب ما اوردناہ من الاسئلہ العشرۃ المفحمہ للمقلدۃ علی وجہ الاشتہار والاعلام وعزوہ بحسب الظاہر الی بعض الناس من العوام - ولم یخافوا محاسبۃ الملک العزیز العلام - فللہ الحمد علی ما وفقنا لاشاعۃ السنۃ واماتۃ البدعۃ وافحام اہلہا اللئام والسلام علی نبیہ الذی ہو امامنا فی ہذہ ویوم یدعو کل اناس بامام وعلی الہ العظام الذین ہم کسفینہ نوح من رکبہا فقد نجا من ورطۃ الظلام واصحابہ الکرام الذین ہم حفظ دینہ و دعاۃ الحق وہداۃ الانام علی التوکل وبہ الاعتصام

نمقہ ابو سعید محمد حسین اللاہوری عفی اللہ عنہ

فہرست بعض مضامین رسالہ اشاعۃ السنۃ النبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ جس سے علم بے بدل رسالہ کا پیدا ہو اور اسکی مراجعت و مطالعہ کا شوق بڑہے

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
جواب جواب کانپوری	۲	خلاصہ جواب مذکور آٹھ مضمون ہین	۶
نقل جواب علماء لکہنو و بنارس	۳	ابطال مضمون اول (جسکا خلاصہ	۸

مضمون	نمبر صفحہ
یہ ہی کہ اہلسنت کو حدیث سی کچھ کام نہین)	
ابطال مضمون دوئم (جسکا حاصل یہ ہی کہ اسانید کتب حدیث مستحدث ہین)	۹
ابطال مضمون سوم (جسکا ملخص یہ ہی کہ مسائل معمولہ حنفیہ اصل ہین اور حدیث فرع)	۱۰
ابطال مضمون چہارم (جسکا محصل یہ ہی کہ حدیث بدون شہادت اصول کلامیہ لائق عمل نہین تین وجہ سے	
وجہ اول یہ کہ اصول کلامیہ قطعی نہین -	۱۱
اقوال علماء مذمت علم کلام و متکلمین مین	
اقوال امام ابو یوسف رح کہ علم کلام جہل سے طالب اسکا جہال مرتد و مبتدع - اسکے پیچھے نماز درست نہین	۱۲
قول امام ابو حنیفہ رح کہ ایسے جھگڑالو کے پیچھے نماز درست نہین	۱۳
قول امام شافعی رح کہ کلامی عالم کی سزا جوتیون کی مار ہے	۱۴
قول امام شافعی رح جو اسم کو عین یا غیر سے کہے وہ کلامی ہے - جسکا کوئی دین نہین	۱۵
قول امام مالک رح کلامی کی گواہی قبول نہین	″
قول امام احمد بن حنبل رح - کلامی علماء جہمی مرتد ہین	″
امام احمد کا محاسبی سے ایسی کتاب بنانیکے سبب مہاجرت کرنا	۱۶
فقہا کی فتوی کہ کلامی لوگ داخل زمرہ علما نہین - نہ انکی تالیف داخل کتب علمیہ	۱۸
قول جلال الدین سیوطی وغیرہ کا علم کلام کے سیکھنے مین	۱۹
قول امام غزالی اس حکم کے بیان مین	۲۰
قول غزالی - اس علم کے مشتغلین ممکن نہین	۲۳
قول علی قاری ہاں علم کلام شک ہے اور جہل مسائل شرعیہ سے	۲۴
پورب کے منطقیون اور کلامیون کی سیرت	۲۵
قول علی قاری ہاں علم کلام حیرت و گمراہی ہے	۲۶
اقوال ابن رشید - آمدی - امام غزالی امام رازی - سے اسپر شہادت	۲۷
قول امام قرطبی رح مذمت کلام اور اسکے بعضے مسائل کے رد مین	۲۸

مضمون	نمبر صفحہ
قول امام المتکلمین ابو المعالی مذمت علم کلام اور اسکے شغل پر افسوس اور ندامت مین	۳۱
ابو المعالی کا مرتے وقت علم کلام سے پہر جانا اور بڑہیا عورتونکے اعتقاد پر قائم ہونا	؍؍
قول امام ابن القیم مذمت متکلمین مین جو اللہ اور رسول کے کلام کو مفید یقین نہین جانتے	۳۲
شہرستانی کے علم کلام پر ندامت	۳۴
بعضے علماء کا اسپر رونا اور حیرت مین پڑنا	۳۵
امام رازی و احمد بن سلیمان و ابو الوفا کا اخیر عمر مین اس علم سے رجوع کرنا	۳۶
امام شوکانی کا بعد شغل علم کلام اس سے مونہہ پہیرنا۔	۳۷
اقوال علماء مدح حدیث و اہلحدیث مین	
قول علی قاری اہلحدیث آنحضرت کے اصحاب ہین اور انکی اہانت کفر ہے	

مضمون	نمبر صفحہ
و تجویز تکفیر کیدانے	۳۸
طحطاوی کا اہلحدیث کو فرقہ اہل سنت کے ناجی ہونے پر شاہد ٹہرانا	۳۹
اشعار آئمہ دین اہلحدیث کی فضائل اور عمل بالحدیث کی ترغیب مین	۴۱ سے ۴۷ تک
مولوی خرم علی مرحوم کا ترجمہ مشارق مین عادت تقلید کے سبب خلاف حدیث کرنا اور انکی معذوری کا بیان	۴۸
قول زرقانی تقلید آفتہ ہے	۵۰
عادت کی برائی اور بعض صحابہ کا عادت کے سبب آنحضرت کی ارشاد مین تاویل کرنا	؍؍
اسکے نظائر و تمثیلات	۵۱
وجہ دوم ابطال مضمون چہارم	۵۴
عملیات مین قطعی ہونا دلائل کا ضروری نہین	۵۴
عبارت کتب اصول خبر واحد کی عملیات مین مقبول ہونے ہین	؍؍
وجہ سوم ابطال مضمون چہارم	۵۸

ف

مضمون	نمبر صفحہ
ابطال مضمون پنجم جسکا خلاصہ یہ ہی کہ سوائے طریق اشاعرہ کے کوئی عمل موجب نجات نہین (اُنہین وجوہ ثلثہ سے	۵۹
ابطال مضمون ششم یعنے اس امر کا حدیث صحیح بلا کلام کا وجود نہین۔	۶۰
ابطال مضمون ہفتم یعنے اس امر کا کہ دو ہزار جلد کتب انعام مین دو تو جواب اشتہار ہیتی ہین۔	
مضمون ششم کی تین امور تقسیم پر تقسیم وار ابطال کا	
ابطال امر اول جسکا حاصل یہ ہی کہ حدیث مین قطعیت ممکن نہین	۶۲
ابطال امر دوم کہ ہدایہ و شرح وقایہ مین جسکے کچھ کہا کرایا موجود ہے	ء
ہدایہ و شرح وقایہ حاطب اللیل کا ایندھن ہے جسپر بلا تحقیق و تفتیش اعتماد و افتخار حلال نہین ہی	ء
ابطال امر اول جسکا حاصل یہ ہی کہ حدیث مین قطعیت ممکن نہین	۶۲
ابطال امر دوم کہ ہدایہ و شرح وقایہ مین جسکے کچھ کہا کرایا موجود ہے	ء
ہدایہ و شرح وقایہ حاطب اللیل کا ایندھن ہے جسپر بلا تحقیق و تفتیش اعتماد و افتخار حلال نہین ہی	ء
امام ابو حنیفہ کے قول سے اسپر شہادت	۶۳
شیخ ابو الطیب کا قول احادیث ہدایہ کی بے اعتباری مین	۶۴

مضمون	نمبر صفحہ
شیخ عبد الحق دہلوی کے قول سے احادیث ہدایہ کا ضعف اور اسکے	
مصنف کا حدیث مین کم مشغول ہونے	۶۶
کا ایسا جواب دینا جسپر بجز جہلا کے کوئی التفات نہ کریگا	۶۷
جواب اس اعتراض کا کہ حدیث کی ایسی کونسی کتاب ہی جسپر بے دغدغہ اعتماد جائز ہے۔	۶۸
بخاری و مسلم کے ملتزم الصحہ ہونے پر شہادت اقوال علماء۔	۶۹
ان کتب کی حدیثون پر اعتراض کا جواب	۷۳
جواب اس اعتراض کا کہ حدیث منسوخ ہوتی ہی یا معارض یا مخصص یا تاویل	۷۶
نقل عبارت ناظورہ اس جواب کی تائید مین جسمین مضامین ذیل ہین	۷۷
(۱) حدیث پر علماء کے اقوال کو مقدم کرنا کفر ہے	۸۰
(۲) قول فقہاء اہل مختمل خطا ہونے سے	

مضمون	نمبر صفحہ
باوجود اسکے اسناد سے خالی۔	۸۲
(۳) جسمیں احتمال حدیث مین نکالتے ہین وہ	
سب اقوال فقہا مین موجود ہین۔	۸۳
(۴) موضوع ہونے قول فقیہہ کا احتمال	״
ہدایہ مین افترا جواز متعہ کا امام مالک پر	״
(۵) منکر و ضعیف ہونے قول فقیہہ کا احتمال	۸۵
(۶) مأول و مخصص ہونے قول فقیہہ کا احتمال	۸۶
قول ابن حزم۔ تف ہے اس عقل کو جو حکم	
رسول اللہ کا تعاقب کرے	۸۷
(۷) معارض ہونے قول فقیہہ کا احتمال	״
(۸) اقسام مصنفات حدیث ملتزم الصحۃ	
مختلط بین الحال۔	۸۸
(۹) محتمل نسخ و تاویل و تخصیص سب مثبت	
احکام ہین	۸۹
(۱۰) مجرد احتمال سے ترک عمل جائز نہین	۹۰
(۱۱) حدیث منسوخ بھی ہو تو قول فقیہہ سے	
کم رتبہ نہین ہے	״
(۱۲) قول امام مالک رح میرا قول حدیث کے	
خلاف ہو تو دیوار سے مارو	״
(۱۳) قول امام احمد رح حدیث ضعیف بھی	

مضمون	نمبر صفحہ
رائے سے بہتر ہے۔	۹۰
(۱۴) قول امام شافعی میرا قول حدیث	
صحیح کے خلاف ہو تو بیشک اپنا قول چھوڑدو	۹۱
(۱۵) ماوردی نے انکی اس قول	
سے ایک مسئلہ کو انکی طرف منسوب کیا	
جسکے وہ قائل نہ تھے	״
(۱۶) منسوخ قول ابو یوسف کے کر عامی کو عمل	
بالحدیث جائز نہین	۹۲
(۱۷) منسوخ پر عمل کرنا جائز ہے جبتک	
ناسخ کا علم نہو	״
(۱۸) حدیث نسخ بیت المقدس سے	
استدلال	״
(۱۹) امام طحاوی حنفی کا اسپر استدلال	״
(۲۰) تعداد احادیث منسوخہ	۹۴
(۲۱) قول ابن عبدالبر کہ عموم نص	
واجب العمل ہی جبتک اسکا ناسخ یا مخصص	
ثابت نہو	״
(۲۲) صحابی کا حدیث صحیح سے بڑا جانا	۹۵
(۲۳) مجرد احتمال کا کچھ اعتبار	
نہین۔	״

مضمون	نمبر صفحہ
نقل عبارت اعلام الموقعین عن رب العالمین اس جواب کی تائید مین جسمین مضامین ذیل ہین	۹۵
(۱) فتوی الفاظ نصوص سے چاہئے	″
(۲) صحابہ کا یہی عمل تھا۔	″
(۴) انکا اعتماد کتب فقہ پر ہی جنمین اللہ اور رسول کی نص نہین اور نہ اُس امام کی جسکی مقلد ہین۔	۹۶
(۵) صحیحین پر فتوی دینے و عمل کرنے مین متقدمین و متاخرین کا اختلاف	۹۸
(۶) مذہب متقدمین پر اجماع صحابہ و تابعین سے استدلال	۹۹
(۷) اتفاق فی نسخ دس حدیث تک نہین ہوتا	۱۰۰
(۸) تجویز احتمالات اقوال فقہا مین	″
نقل عبارت ولی الدین عراقی اس جواب کے تائید مین جو مضامین ذیل کے متضمن ہے۔	۱۰۰
(۱) سب صحابی فقیہہ نہ تھے	۱۰۱
(۲) صحابی غیر فقیہہ عمل بالحدیث فقہا سے پوچھکر نہ کرتے	″
(۳) ناسخ و معارض کا نہ ہونا نصوص مین اصل ہے	۱۰۲
(۴) آنحضرت کے اصحاب بلا تحقیق و تفحص ناسخ نصوص پر عمل کرتے	″
(۵) ناسخ کا پہچ جانا دست آویز ہو سکتا ہے نہ اسکا پایا جانا	۱۰۳
تائید اس مسئلہ کی کتب اصول فقہ وغیرہ سے	۱۰۳
تائید مسئلہ جواز عمل عام قبل بحث و تفحص کتب اصول سے	۱۰۴
عبارت شرح مسلم الثبوت اسکی تائید مین	۱۰۴
رد دعوی اجماع جانب خلاف ہین۔	۱۰۶
صحیحین وغیرہ کا متحفل بیان نسخ و تاویل و تطبیق وغیرہ کا ہونا	۱۰۶
عبارت فتح الباری اسکی تائید مین	″
عبارت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اسکی تائید مین	۱۱۰
عبارت صاحب درایات اسکی تائید مین	۱۱۲
محدثین نے کتب فقہ کیطرف کوئی حاجت باقی نہین رہنے دی	۱۱۴

مضمون	نمبر صفحہ
اقسام مصنفات حدیث و بیان عدد و وجوہ ترجیح	۱۱۵
مؤمن کو عمل کے لئے قرآن اور ایک سنن ابی داؤد کافی ہے	۱۱۶
غیر واقعہ و نادر مسئلون کا جاننا اچھا نہین	۱۱۷
اثار صحابہ و تابعین اسکی تائید مین	۱۱۸
جواب اس اعتراض کا کہ صحابہ کے اقوال کو حجت نہین جانتے تو انکی سند کیون لیتے ہو	۱۲۰
سوائے شارع جو قبل وقوع واقعہ مسئلہ بتادے	۱۲۱
اسکا دین نہین	
جواب اس اعتراض کا کہ کتب فقہ مین بہتیرے ایسے مسئلہ ہین جو حدیث مین نہین ملتے	۱۲۲
پس لاچار فقہاء کے تقلید کرنی پڑتی ہے	۱۲۳
ورکہ ان بارہ مسائل فقہاء کا جو قرآن و حدیث مین نہین جیسے کتے یا شراب بایان سے زنا کی حلت وغیرہ	۱۲۴
مسائل کتب فقہ تین قسم ہین	۱۲۵
مسائل مین سبھی قرآن و حدیث ہین ہین	۱۲۶
ابن مسعود کا ان احکام کو جو حدیث سے ثابت ہین قرآن مین داخل کرنا	۱۲۷
عقل مثبت احکام شرعیہ نہین ہی اور	۱۲۸

مضمون	نمبر صفحہ
اصل اشیاء نافعہ مین اباحت و عفو ہے	۱۲۴
بیضاوی و شوکانی کی اسپر شہادت	
احکام آدمی کی اسپر شہادت	۱۲۵
احادیث صحیحہ نبویہ ہی اسپر شہادت	۱۲۶
اثار صحابہ سے اسکے تائید	۱۲۸
اقوال علماء اصول وغیرہ سے اسپر شہادت	۱۲۹
شیخ عبدالحق مانع عمل بالحدیث کی عذرات لکی ملافقہ	۱۳۲
شیخ جی کی نسبت مناسب رائے	۱۳۳
شیخ جی کا قبر پر عمارت بنانیکو ناجائز	
اعتراف رد ممانعت شرعیہ کی مستحسن کہنا۔	۱۳۳
امام شوکانی سے انکار اور استحسان خلاف نص کا ابطال	۱۳۴
شیخ جی اور ملا جیون۔ اور نواب قطب الدین دہلوی ایک سے تھے	۱۳۸
جواب اس وضعی روایت کا جو مقلدان عبیہ دال نے امام بخاری سے مطالعہ فقہ کی ترغیب مین نقل کی ہے	〃

آغاز جواب اس تحریر جدید کا جسکو میان محمد شاہ صاحب مقیم دہلی نے بجواب اشتہار مسائل عشرہ تالیف کیا اور خلاف واقعہ میان محمد یوسف صاحب کے نام سے مشتہر کرایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

تمہید

میری اشتہار مسائل عشرہ کے جواب مین ایک اور تحریر میری نظر سے گذری۔

وہ تحریر گو بظاہر **محمد یوسف** صاحب ساکن دہلی (جو اہل صناعہ علم سی نہین بلکہ اور حرفہ والی ہین) نامزد ہی ولیکن درحقیقت وہ تصنیف میان **محمد شاہ** صاحب ہی جو دراصل متوطن ضلع پاکپٹن پنجاب ہین اور مدت سے دہلی مین ہجرت کئی بیٹھی ہین۔

یہ حضرت جھگڑالو مقلدون کے امام ہین اور نصرت مذہب کے لئی حیلہ سازی مین پرلی درجہ کے **دلیر و شیر بہادر**۔

ایسے کہ عقل و نقل دونو کو کچھ چیز نہین سمجھتے۔ اور برملا دونو سے مقابلہ کرتے ہین۔ **جھوٹی بات** (جسکو ادنی ذی عقل نمانے اور کافہ عقلاء جھوٹھ جان لین) بنانے سے دریغ نہین کرتے اور نقل و روایت مین تحریف و تصرف کرتے ہوئی قانون نقل سی نہین ڈرتی۔ کئی کتابین و رسائل جیسی تنویر۔ **و توفیر تحفۃ العرب و العجم** آپنی خود بنائی اور بے ڈھرک خلاف واقعہ **مولوی قطب الدین خان** مرحوم کی نام سی مشتہر کرائے۔

اور کئی **جھوٹی** روائتین اور وضعی عبارتین انمین اور اپنی اور تصانیف مین درج کر رکھین ہین اور عوام مقلدونمین بہلائی ہوئی۔ انکی اس دلیری و بہادری کا کسیکو امتحان منظور ہو اور اس بیان کے تصدیق مطلوب تو معیار الحق کو دیکھی وہ میسر نہ ہو تو **تنویر چھاپہ اول و تنویر چھاپہ دوم** کو آپسمین مقابلہ کرکے ملاحظہ کرے پہلی اپنی کتاب کے تین باب مقرر کرکے باب اول مین مفتریات

و موضوعات سیری و دریا دلی سے درج کئی اور
باب ثانی مین بعض عبارتون مین تحریف کی جب معیار
مین آپکا تعاقب ہوا تو اُن مفتریات کو نکال دیا
اور بلا اعتراف یا اظہار رجوع کے مضمون باب اول
کو بالکل اُڑا دیا اور بجائے تین باب دو باب
قرار دیکر کتاب کو چھپوا دیا۔
اور جسکو مشت نمونہ خروار دیکی از ہزار موجب تصدیق
و طمانیت نہو سکے وہ ہماری اس تحریر کو توجہ سے
ملاحظہ مین لاوے۔
اپنی اس دو ورقی تحریر کو بھی کذب سے خالی نہین
چھوڑا اور سر رشتہ عادت قدیمہ افترا پردازی و
جعلسازی کو ہاتھ سے نہین دیا لیکن **باوجود**
اس شیر **بہادری** و دلیری و دلاوری کے
اس تحریر پر تزویر مین آپنے میرے سوالات مندرجہ
اشتہار کا جواب **نہین** دیا اور کسی مسئلہ
مین اُن مسائل سے جھوٹی وضعی روائت کو بھی
موافق اپنی قدیمہ عادت کے پیش نہین کیا بلکہ جواب
سے صاف جواب دیا اور اُسکے مقابلہ مین اپنے
کئی سوالات کو سپر بنا کر سامنے کر دیا۔ **اس سے**
عقلاء با انصاف و ناظرین بے اعتساف (گو کسی
مذہب و ملت کی ہون) جلدی و آسانی سے
یہ **نتیجہ** نکال سکتے ہین کہ آئندہ کسی مقلد سے
گو وہ کیسا ہی دلیر و بے پرواہ ہو جواب اس
اشتہار کا ادائے نہ ہوگا اور اب یہ **اشتہار**
پاس ہوا سمجھا جاویگا۔

حاصل تحریر پر تزویر

حاصل مطلب تحریر جناب کا جو متعلق جواب سوالات
اشتہار ہے اسیقدر ہے کہ پہلے تم (اس عاجز سائل
کو مراد رکھتے ہین) مسائل خلافیہ اشتہار اور
انکے ساتھ کئی اور مسائل جو ہمکی بیس مسائل
ہین اور مسند الوقت شیخنا و شیخ الکل
سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی وغیرہ
موحدین کی تالیفات مین موجود ہین بپابندی
اُن شرائط ستہ کے جو اشتہار مین ملحوظ ہین
معہ زیادہ شرط عدم نسخ و عدم معارض
ثابت کرو اور اسکو بطور رسالہ مرتب کرکے
مولانا ممدوح کی مہر سے مزین کراؤ پیچھے
ہم جواب سوالات اشتہار تحریر مین لائینگے
چنانچہ آپکی عبارت پر فصاحت اس حاصل کی مصدق
نقل عبارت متضمن حاصل مطلب
ثبوت ان مسائل ثلثین مذکورہ کا حین حیات

مولویصاحب (یعنی مولانا نذیر حسین صاحب)
تک بغیر مہر مولویصاحب کے معتبر نہوگا اور بعد ثبوت
مسائل مذکورہ کے رسالہ مین ساتھہ مہر مولوی نذیر حسین
کے دیکھیگی ہم کہ ثبوت ان مسائل مذکورہ کا ساتھہ
قیود ثمانیہ کے ہی یا نہین اور بعد اسکے پہر دیکھیگی
ہم کہ کس کس درجہ کا ثبوت انکا ہی - پس جسطرح کا
ہوگا ثبوت انکا تو ہم اسیطرح سے یا احسن سے اپنے
مسائل عشرہ مذکورہ کو جو اشتہار مذکور مین مذکور ہین
ثابت کرکے مستحق وعدہ مذکور کے ہو جائینگی"
انتہی کلامہ بحروفہ -

اسمطلب کے سوای اور جو کچھہ اس تحریر مین ہے
سراسر مغالطہ و تزویر ہے جس سے میرے
اس دعوے کی جو انکی نسبت کر آیا ہون تصدیق
نکلتی ہی

جواب حاصل مذکور

اب ناظرین باانصاف اسمین منصفی کرین اور
بلا رعایت داد حق دیکر فرماوین کہ یہ حاصل تحریر
جناب میرے سوالات عشرہ کا جواب ہی یا جواب سے
صاف جواب - اور انکی اس جواب سے آوای نہونا
جواب کا اور لاجواب ہونا جناب کا ثابت ہوتا ہی
جیسا کہ میرا دعوی ہی یا اسمین شائبہ جواب
سوالات بھی پایا جاتا ہی
مین یقین رکھتا ہون کہ کوئی ذیعقل و صاحب
انصاف خواہ کسی مذہب کا ہو اسکو جواب
سوال نکہیگا بلکہ اسکا سوال پر سوال نام رکھیگا
لہذا میری طرف سے اسکا جواب **اسیقدر**
بس ہی کہ اب پہلے میرے سوالات عشرہ کا جواب
دین یا اپنا عجز جواب دہی سے ظاہر کرین یا میرے
سوالات کا لائق جواب نہونا ثابت کر دکھاوین
تو پہر جو سوال چاہین معرض بیان مین لاوین
اور ایک ایک کا جواب سنتے جاوین -

یہ دستور مناظرہ نہین ہے -
کہ سائل کو سوال کا جواب ندین اور اسپر الٹے
سوالات کرنے لگین یہ ہو تو مناظرہ کا
وجود جہان سے اٹھہ جاوے اور کسیکو سوال
کے جواب دینے کی ضرورت نہ پڑے
اسکی تفصیل ہم بضمن **تتمہ** اخبار سفیر ہندوستان
مطبوعہ ۱۳ - اکتوبر ۱۸۷۷ء جو بمقابل
مولوی حبیب اللہ امرتسری شائع ہوا ہے
اور تتمہ اخبار سفیر مطبوعہ ۱۵ جون ۱۸۷۸ء جو
بمقابل مولوی رحیم بخش دہلوی مشتہر ہوا ہے کرچکے ہین

* تتمہ مطبوعہ عبارت سفیر ۱۳ - اکتوبر ۱۸۷۷ء یہ ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کوئی سوال ان اکیس سوالون سے جنکو مولوی حبیب اللہ صاحب نے میرے سوالات عشرہ کے جواب
مین پیش کیا ہے استحقاق جواب نہین رکھتا وہ سوالات بمقابلہ سوالات ہین اور سوال
پر سوال کرنا داب مناظرہ سے بعید ہے ہان اگر مین کسی امر کا مدعی ہوتا یا معلل بنتا تو انکو جائز
تہا کہ تعیین دعوے کیواسطے یا تعریف مفردات دعوے کے لئے استفسارات پیش
کرتے اور ظاہر ہے کہ مین ابھی نہ کسی امر کا مدعی ہوا ہون نہ معلل بلکہ محض سائل ہون
اور حضرات حنفیہ سے پوچھتا ہون کہ مثلاً رفع یدین کرنا آنحضرت سے کسی حدیث صحیح
نص صریح سے ثابت ہے یا نہین وعلی ہذا القیاس اسکے جواب مین ایک حدیث صحیح
واجب الاظہار ہے نہ سوالونکی بوچہاڑ اگر سوال پر سوال جائز رکھا جاوے تو مناظرہ
کا وجود جہان سے اٹھ جاوے اور کبھی اظہار حق ہونا نہ پاوے جہان کہین کوئی
مناظرہ مین جوابدہی سے عاجز ہوگا وہ سوال پر سوال کرنے شروع کریگا۔
اور کبھی بحث کو ختم نہونے نہ دیگا اسلئے کہ بیقاعدہ کلام کو بڑی گنجائش ہے اس سے
ادنے طالبعلم بڑے فاضل کے سامنے برسون جھگڑ سکتا ہے اور سالونکے سال اناب شناب
سوالونمین لگا سکتا ہے مثلاً کوئی کسی سے پوچھے کہ ؎ بنام جہاندار جان آفرین کے کیا
معنے تو اگر مخاطب کو جواب نہ آتا ہو یا جواب دینا منظور نہ ہو تو وہ پوچھ سکتا ہے کہ یہ کسکا
شعر ہے جب کہا دیگا شیخ سعدیکا تو کہیگا سعدی کون تھا جب بتلایا جاوے شیراز کا
باشندہ تہا تو پوچھیگا اسکی ڈاڑھی کتنی لنبی تھی اور کتنے بال اسکے سفید تھے اور کتنے
سیاہ وعلی ہذا القیاس تمام حلیہ پوچھیگا پھر کہیگا کہ شیراز کس ملک مین ہے جب کہا جاوے
فارس مین تو کہیگا فارس مین کون کون بادشاہ ہوئے جب بادشاہونکی تواریخ
کا ذکر چلا تو اسکے اختتام کو سالہا سال بکار ہین پھر کبھی سائل کی مجیب بننے
کی نوبت نہ آئے گی اور معنے شعر بتلانے کی ضرورت نہ پڑے گی انتہی مختصراً

۱۲ حاشیہ

ناظرین اور مخاطبین سے کو ملاحظہ فرماوین پھر جو ہمارے
اس جواب مین کہنا ہو سو کہین -

اظہار اکاذیب تحریر پر تزویر

یہ جواوپر گذرا مطلب کی بات کا جواب تہا -
اب آپکے جعلسازی و افترا پردازی کا جو اس تحریر
پر تزویر مین آپسے سرزد ہوئی ہے اظہار کیا جاتا ہے

نقل عبارت تحریر - آپنی شروع تحریر مین
بعد نقل مضمون استہزا فرمایا ہے یہ کلام مشتمل ہے
قیود ستہ پر - قید اول آنہ با حدیث قید ثانی
حدیث صحیح قید ثالث جسکی صحت مین کسیکو کلام
نہو قید رابع نص قید خامس صریح قید سادس
قطع الدلالۃ - پس قید اول احتراز ہے اجماع اور
قیاس سے - اور قید ثانی احتراز ہے کل حدیث
حسن صحاح ستہ وغیرہ سے اور قید ثالث احتراز
ہے کل احادیث صحاح ستہ وغیرہ سے جنکی سند
حسن ہے بلا خلاف لیکن صحیح ہے بلا اختلاف اور
احتراز ہے کل احادیث بخاری و مسلم سے جنکی رجال
مین کسیکی کلام ہے اور احتراز ہے کل احادیث صحاح
ستہ وغیرہ سے جنکی سندمین رافضی وغیرہ اہل بدعت
سے ہو کیونکہ حدیث اہل بدعت نزدیک بعض
کے غیر مقبول ہے جیسا کہ کتب اصول وغیرہ مین

مذکور ہے اور احتراز ہے کل احادیث صحیح مسلم
وغیرہ سے جنکی سند مین لفظ عن کا ہے بغیر ثبوت
لقا رکے کیونکہ اسمین کلام ہے بخاری کی اور
احتراز ہے کل تعلیقات صحیح بخاری سے کیونکہ
انکی صحت مین کلام ابن حزم ظاہری کی جنکو
مولوی نذیر حسین صاحب نے اپنی معیار مین اسوۃ
المحققین اور صفوۃ المحدثین اور امام دین اور حفظ
حدیث لکھا ہے اور قید رابع احتراز ہے آیات و احادیث
سے جو غیر صریح ہین جیسا کہ آیات اور احادیث
دلالۃ النص اقتضاء النص سے اور قید سادس احتراز ہے
آیات اور احادیث سے جو غیر قطعی الدلالۃ ہین جیسا کہ
آیات اور احادیث ظاہرہ اور آیات اور احادیث
مأولہ اور آیات اور احادیث مخصوص البعض -
اور معنی اس کلام مذکور کی یہ ہوئی کہ کوئی مسئلہ
شرعیہ ثابت نہوگا مگر ساتہہ آیۃ یا حدیث صحیح
کی جنکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور یہ آیۃ اور
حدیث مذکور نص صریح قطعی الدلالۃ ہو - یعنی
کوئی دلیل شرع مین معتبر نہوگی جبتک اسمین
جمع قیود ستہ موجود نہون اور موجب یعنی حکم
اس قول کا کہ کوئی دلیل معتبر نہوگی جبتک
اسمین جمع قیود ستہ موجود نہون یہ ہوا کہ ۳۱

حصہ دین اسلام کا ۳۲ حصہ دین اسلام سے
باطل ہوگیا جسکی تفصیل حاشیہ کاغذ ہذا پر موجود
ہے۔ یہ تو متن تحریر جناب ہی اب وہ حاشیہ
جسپر تفصیل کو حوالہ کرتے ہین نقل کیا جاتا ہے
آپ فرماتے ہین لہ تفصیل یعنی تفصیل اسکی
یہ ہی کہ مثلاً فرض کیا ہمنے کہ اصل دین اسلام کا
نزدیک اہل سنت کی ۳۲ حصہ ہین جسکا مشتہر مذکور
قائل اس قول کا ہوا کہ کوئی دلیل شرع مین معتبر
نہوگی جبتک اسمین جمع قیود ستہ مذکورہ
موجود نہون تو اسوقت باطل ہو جاویگی ۳۱
حصہ دین کی ۳۲ حصہ دین سے کیونکہ ادلہ شرعیہ
چار ہین کتاب سنۃ اجماع قیاس اور جبکہ قید
اول سے اجماع قیاس باطل ہوئے تو باطل
ہوگئے ۱۶ حصہ دین کے ۳۲ حصہ دین سے
پہر ادلہ شرعیہ باعتبار ثبوت اور دلالت کی چار
قسم ہین قسم اول قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ
قسم ثانی ظنی الثبوت اور قطعی الدلالۃ قسم ثالث
قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ قسم رابع ظنی الثبوت
اور ظنی الدلالۃ اور جبکہ قید سادس سے دونو
قسم اخیر باطل ہوئے تو باطل ہوئے ۸ حصہ
دین کے ۳۲ حصہ سے پہر حدیث دو قسم ہے
حدیث حسن اور حدیث صحیح اور جبکہ قید ثانی
سے حدیث حسن باطل ہوئی تو باطل ہوگئے
دو حصہ دین کے ۳۲ حصہ دین سے پہر حدیث
صحیح دو قسم ہی حدیث حسن جسکی صحت مین
کسیکو کلام ہو اور حدیث حسن جسکی صحت مین
کسیکو کلام نہو اور جبکہ قید ثالث سے حدیث
حسن جسکی صحت مین کسیکو کلام ہو باطل ہوئی
تو باطل ہوگیا ایک حصہ دین کا ۳۲ حصہ دین سے
اور باقی رہے ۳۱ حصہ دین کے سو باطل ہوگئے دو
حصہ دین کے قید رابع سے ایک حصہ کتاب کا
اور ایک حصہ سنت کا اور دو حصہ دین کے
قید خامس سے ایک حصہ کتاب کا ایک حصہ سنت
بس باقی نرہا دین سے کوئی شے مگر ایک حصہ
دین کا ۳۲ حصہ دین سے بموجب قول اس مشتہر
کے ،، **ندا آخر کلام المخاطب بالفاظہ**
اور یہ کلام اول سے آخر تک **کذب**
ومغالطہ سے مملو ہی۔ جسکی تفصیل نمبروار
عمل مین آتی ہے۔ **کذب اول** آپ کا
یہ دعوی کہ قید ثالث احتراز ہی کل احادیث
بخاری اور مسلم سے جنکی رجال مین کسیکی
کلام ہے۔ **کذب دوم** ایکا یہ دعوے

(۱۶۳)

کہ یہ قید احتراز ہے کل احادیث صحاح ستہ وغیرہ سے جنکی سند مین رافضی وغیرہ اہل بدعت راوی ہین - **کذب سوم** آپکا یہ دعوی کہ یہ قید احتراز ہے کل تعلیقات صحیح بخاری سے جنکی صحت مین ابن حزم ظاہری کو کلام ہے -

دلیل کذب ہونے ان تینون دعاوے کی یہ ہی کہ مین اپنی مراد اس قید سے ایسی ظاہر کر چکا ہون جس سے ان تینون اقسام احادیث سے بمقتضاے قید ثالث احتراز ممکن نہو اور یہ اقسام بمقتضاے اس قید کے خارج احادیث مطلوبہ و مقبولہ راقم نہو سکین پھر میرے اس قید سے اُن اقسام کو خارج کرنا اور مجھے اتفاقی صحت اُن اقسام کا منکر ٹھہرانا کذب نہین تو کیا ہی مین انصاف ناظرین سے چاہتا ہون اور سبات کو معیار و محک صدق و کذب جناب مخاطب بناتا ہون اگر اسمین آپ سچے نکلے تو سب باتونمین سچے رہی اور اگر اسمین آپکا جھوٹ معلوم ہوئے تو سبھی باتونمین دیسے ہی ٹھہرے اور میرے خطاب کے لائق نہ رہے - اب مین اپنی اس کلام کو نقل کرتا ہون جسمین مراد ظاہر کر چکا ہون اور اُس سے خارج نہ ہونا

آن اقسام ثلثہ احادیث کا دائرہ صحت اتفاقی سے بحکم قید ثالث ثابت کر دکھاتا ہون -

ضمیمہ اخبار سفیر ہندوستان امرتسر مطبوعہ ۷ جولائی ۱۸۹۷ء مین جو بغرض دفعہ انہی اغدار اور اظہار مراد قیود اشتہار مرتب ہو کر کثرت گلی کوچہ ہا بلاد ہندوستان و پنجاب مین شائع ہوا ہے مینے ان الفاظ سے اس مراد کو ظاہر کیا ہے واضح ہو کہ مراد میرے اس لفظ سے (اسحدیث کی صحت مین کسیکو کلام نہو) یہ ہی کہ اسمین کسیکو کلام با دلیل وجہ مبین بالتفصیل جو کسی سے نہ اُٹھا ہو نہ اُٹھہ سکے موجود نہ ہو - نہ یہ کہ اسمین کسیکو مجرد جون و چرا بھی نہو - شروح نخبہ وغیرہ رسائل اصول حدیث مین لکھا ہی کہ جرح دو قسم ہے مبہم و مبین - مبہم وہ جو بلا دلیل ہو مبین وہ جو مدلل ہو - اول کا اعتبار نہین ثانی سے کسیکو انکار نہین اور چونکہ قسم اول علمار کے نزدیک لائق اعتبار نہ تھا اسلئے مراد ہونا قسم ثانی کا محتاج بیان و اظہار نہ تھا لیکن چونکہ ہمارے مخاطبین ناواقفی یا حیلہ سازی سے اُن معنی سے بیخبر ہو بیٹھے ہین تو ناچار اظہار

ان معنی مراد کا ضرور سی ہوگیا۔" **تو دیکھو**
ان معنی ثانی کر کلام ان تینون قسام مین ہے
نہین جاتی اور قید ثالث بامعنی موجب خروج
ان اقسام کے صحت اتفاقی سے نہین ہوسکتی
قسم اول اسلئے کہ صحیحین مین جہان کہین
کسیکو کلام ہے وہان قسم ثانی (یعنی کلام بادلیل
وجہ بین بالتفصیل جو کسی سے نہ اٹھا ہو
نہ اٹھہ سکی) نہین ہے۔ بلکہ از قسم اول ہے
جو اڑتی خاک کیطرح اڑا دیا گیا ہے **چنانچہ**
مجمل بیان اسکا اسی رسالہ کے نمبر ۵ صفحہ ۷
مین گذرا۔ اور مواضع تفصیل کا نشان بھی
وہین بتلا دیا گیا۔ **یہی وجہ خارج نہ ہونے**
قسم ثانی کے دائرہ صحت اتفاقی سے
بمقتضای قید ثالث ہے۔ اسلئے کہ حدیث
اہل بدعت (جو قسم ثانی سے مراد ہے) جمہور
علماء کے نزدیک ہی مقبول ہے جبکہ راوی
نصرت مذہب کے لئے جھوٹ نہ بولے۔ لوگونکو
اپنی بدعت کیطرف نہ بلاوے۔ اس بدعت کے
سبب وہ کفر قطعی اتفاقی کیطرف نسبت نہ کیا
جاوے۔ اسکی روایت اسکی بدعت کی
تائید نہ کرے۔ پس ایسے شخص کی حدیث مین

اگر کسیکا کلام ہے تو وہ از قسم ثانی (یعنی
کلام بادلیل وجہ مبین بالتفصیل) نہین ہے،
بلکہ از قسم اول ہے جو پایۂ اعتبار سے ساقط
ہے **اور کیونکر** نہ ہو جبکہ مدار قبول روایت
رواۃ اسلام صدق پر ہے اور صدق ایسے
راوی مشروط بشروط مذکورہ کا مفروض
و مسلم ہوچکا ہے۔ تو پھر اسکی روایت کو
نہ ماننا اور اسکو متہم بکذب کرنا قول بالمنافیین
اور رویہ گادھنگی نہین تو کیا ہے۔
دلیل مخالف ایسی شخص کی روایت
کو نہ ماننے مین فقط یہی ہے کہ بدعتی اعتقادی
فاسق ہے اور جبکہ عملی فاسق کے روایت
بحکم آیۃ ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا
(یعنی جب فاسق تم پاس کوئی خبر لاوے تو
اسکی تحقیق کرو) مقبول نہین تو اعتقادی
فاسق کی کیونکر مقبول ہو۔ رہا یہ فرق
کہ فاسق عملی اپنی فسق کا علم رکھتا ہے اور یہ
اپنی فسق اعتقاد کو فسق نہین جانتا۔ سو لائق
لحاظ نہین یہ اپنی فسق کو فسق نہ جاننے سے فسق
سے بری نہین ہوتا بلکہ اسمین اسکا فسق
ڈبل ہوجاتا ہے۔ فسق کرنا اور اسکو فسق نہ جاننا

(44)

ایسے ڈبل فاسق سے جھوٹ بولنا کیا بعید ہے
وہ بدعت سے نہین ڈرا تو جھوٹ سے کب ڈریگا
پس جب اُس فاسق عملی کی بات بتجویز کذب بحکم
نص مردود ہے ایسے ہی اس فاسق اعتقادی کی
بات مردود ہونی چاہیئے - ہذا کلامہم
اور یہ دلیل اُنکی نہایت ضعیف بلکہ باطل
ہے اور فسق عملی و فسق اعتقادی مین فرق ظاہر
ہے اول مسقط عدالت و مجوز کذب ہو سکتا ہے
ثانی نہین - اسلئے کہ اول بدینی و بے پروائی
و بے تعظیمی شریعت سے پیدا ہوتا ہے پس اسکے
مرتکب سے صدور کذب یا اور امور خلاف شریعت
کا بعید نہین سمجھا جاتا بخلاف ثانی (یعنی فسق
اعتقادی) کے کہ وہ دیانت و زعم متبدع عین
پابندی شریعت سے سرزد ہوتا ہے پس اسکے
صدور سے صدور کذب یا اور امور خلاف شریعت
کا خیال نہین کیا جا سکتا ہے - (بلکہ بعض اہل بدعت
جیسے خوارج یا معتزلہ) کی نسبت تو شدد

اعتقاد کی اقتضا سے اُن امور کا صدور
اُن سے عادی محال نظر آتا ہے اسلئے کہ
خوارج فسق کو کفر سمجھتے ہین اور فاسق کو کافر
اور معتزلہ فاسق کو گو صاف کافر نہین کہتے
مگر ایمان سے خارج کرتے ہین اور کفر و اسلام
کے برزخ مین اسکو جگہہ دیتے ہین - پس
ایسے متشددون سے باوصف اُنکی پابندی
اعتقاد کے صدور کذب کب ممکن و متصور ہے
پس فسق عملی و فسق اعتقادی مین فرق لائق
لحاظ ثابت ہوا - اور فسق اعتقادی کا باوجود
ڈبل ہونے کے مستلزم کذب نہونا اور
فسق عملی سے اس امر مین کم رتبہ ہونا اور
مصداق حکم آیۃ مذکورہ کا ہونا بخوبی
مدلل ہو گیا -

اب مین اس مطلب کی تائید مین اقوال اہل
اصول وغیرہ پیش کرتا ہون اور جو پیشتر
کہا ہے وہ مخالفین کے اکابر مذہب سے نقل کرتا ہون

فی الاحکام فی اصول الاحکام لابی الحسن
علی بن الحسین الآمدی المسئلہ الثانیۃ
الفاسق المتاول الذی لا یعلم فسقہ لا یخلو

کتاب احکام فی اصول الاحکام مین ہے
جو ابو الحسن آمدی کی تصنیف ہے - دوسرا
مسئلہ - تاویلی فاسق جو اپنے فسق کو نہ جانے

اما ان یکون فسقه مظنونا او مقطوعا
به فان کان مظنونا کفسق الحنفی اذا
شرب النبیذ فالاظهر قبول روایته
وشهادته وقال الشافعی اذا شرب
الحنفی النبیذ احده واقبل شهادته

وہ حال سے خالی نہین - اسکا فسق ظنی ہوگا یا
یقینی - سو اگر ظنی ہو جیسے حنفی کا فسق جو شراب پیوے
(جسکا ذکر رسالہ نمبر ۲ صہ ۱۲۲ مسئلہ نمبر ۲ مین گذرا ہی)
تو ظاہر یہ ہی کہ اسکی روایت حدیث و شہادت قبول
ہے - امام شافعی نے کہا ہے حنفی جب شراب (مذکور)
پیوی تو مین اسکو حد شرعی لگاؤنگا اور اسکی شہادت
بھی لے لونگا

وان کان فسقه مقطوعا به فاما ان یکون ممن
یری الکذب ویتدین به او لا یکون کذلك
فان کان الاول فلا تعرف خلافا
فی امتناع شهادته کالخطابیة من
الرافضة لانهم یرون شهادة الزور
لموافقیهم فی المذهب

اور اگر اسکا فسق یقینی ہی تو پھر وہ دو قسم ہی کیا تو ایسا
ہوگا کہ جھوٹ بولنے کو جائز خیال کری اور اسکو
دین سمجھے اور کیا ایسا نہوگا - اگر قسم اول سے ہے
تو ایسے شخص کی روائت کی ممانعت مین کسیکا خلاف
نہین - جیسے خطابیہ ہین جو شیعہ مین سے ایک
فرقہ ہے اُنکی روایت اسلئے مقبول نہین کہ یہ
لوگ اپنے ہم مذہب اور موافقین کے لئے جھوٹ
بولنے کو جائز رکھتے ہین (مترجم کہتا ہی کہ یہ لوگ
بدعت مین ایسے غالی ہین کہ حضرت علی کو خدا جانتے
ہین اُنکی کفر مین ثقات شیعہ کو بھی اختلاف
نہین چنانچہ شرائع وغیرہ کتب اہل تشیع مین مصرح
ہے)

وان کان الثانی کفسق الخوارج الذین
استباحوا الدار وقتلوا الاطفال والنسوان

اور اگر وہ قسم ثانی سے ہے جیسے خارجی لوگ
جو مسلمانون کے گھر لوٹنے اور بچون اور عورتون

فهو موضع الخلاف فمذهب الشافعی
واتباعه واکثر الفقهاء ان
روایته وشهادته مقبولة وهو اختیار
الغزالی وابی الحسین البصری
وکثیر من الاصولیین وذهب القاضی
ابوبکر والجبائی وابوهاشم وجماعة
من الاصولیین الی امتناع قبول
شهادته وروایته وهو المختار

وقد احتج النافون بحجة ضعیفة وذلك
انهم قالوا اجمعنا علی ان الفاسق
المفروض لو کان عالما بفسقه لم
یقبل خبره فاذا کان جاهلا بفسقه
معتقدا انه لیس بفسق فقد انضم الی
فسقه فسق آخر وخطیئة اخری وهو
اعتقاده فی الفسق انه لیس بفسق
فکان اولی ان لا یقبل خبره

ولقائل ان یقول اذا لم یعتقد انه

کو قتل کرنیکو مباح جانتے ہین تو یہ محل اختلاف ہین
انمین امام شافعی اور اُنکے اتباع اور اکثر فقہاء کا
یہ مذہب ہے کہ اُنکی روائت اور شہادت مقبول ہے
اور یہی مذہب مختار ہے غزالی وابوالحسن بصری
اور بہتیرے اصولیونکا - اور قاضی ابوبکر (باقلانی)
اور قاضی عبدالجبار اور ابوہاشم اور ایک جماعت
اصولیون کی اسطرف گئی ہین کہ اُنکی روائت و
شہادت کا قبول کرنا منع ہے اور یہی مذہب مختار ہے
(مترجم کہتا ہے یہ آمدی کا خیال ہے ورنہ اور
لوگون کے نزدیک مذہب مختار قبول روایت ہے)
چنانچہ عبارات آئندہ سے واضح ہوگا)

ایسی شخص کی روائت نہ ماننے والے ایک ضعیف دلیل
سے دست آویز کرتے ہین وہ یہ ہے جو انہون نے
کہا ہے کہ ہم سب کا اتفاق ہے کہ جسکا فسق مذہبی
مسلم ہو وہ اگر اپنے فسق کو جانتا ہو تو اسکی روایت
مقبول نہین پس اگر وہ اپنے فسق سے بے خبر ہو
سمجھکر کہ وہ فسق نہین تو اُسکے فسق کے ساتھ
ایک اور فسق آملا وہ اُسکا اپنے فسق کو فسق نہ سمجھنا
پس ایسے شخص کے حدیث زیادہ تر قبول کرنے
کے لائق ہوئی -

اسمین معترض اعتراض کرسکتا ہے کہ جب اُسنے

فاسق وكان متحرجا متحرزا فی دینه
عن الكذب وارتكاب المعصیة وكان
اخباره مغلبا علی الظن صدقه
بخلاف ما اذا علم ان ما یاتی به
فسق فذلك یدل علی قلة مبالاته
بالمعصیة وعدم تحرزه عن الكذب
فافترقا انتهی

اپنے تئین فاسق نجانا تو گویا فسق کو گناہ سمجھا اور اپنی
دین مین فسق اور ارتکاب گناہ سے بچنی والا ٹھہرا
پس اسکی خبر نے اُسکے صدق کو ظن پر غالب
کیا اُسکا حال اس شخص کے برخلاف ہی جو اپنے فعل
کو گناہ جانتا ہی (پھر اسکا مرتکب ہوتا ہی) اسکے
گناہ جانکر ارتکاب کرنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ گناہ کی پرواہ کم رکھتا ہی اور جھوٹ سے نہین
بچتا ہی - پس ان دونون مین فرق ثابت نکلا یعنی
فاسق عملی کا چھوٹا ہونا جائز ہوا نہ فاسق اعتقادی کا
جو اپنے فسق کو نہین جانتا

مترجم کہتا ہے اسکے بعد آمدی نے اپنے مذہب مختار پر آیہ اذا جاءکم
فاستوا بنباء فتبینوا پر استدلال کیا ہے اور ایک دلیل عقلی بھی اسپر
قائم کی ہے جسکا جواب ہماری تقریر مین گذر چکا ہے اور کچھ آئندہ
بھی آوے گا -

وفی المحصول للامام الرازی

الفصل الاول فی الامور التی یجب
وجودها حتی یحل للسامع ان یقبل
روایته والضابط فیه كونه بحیث
یكون اعتقاد صدقه

ترجمہ کتاب محصول مین جو امام رازی کی

تالیف ہی - فصل اول اون امور کے بیان مین جنکا
راوی مین ہونا ضروری ہے تاکہ اُسکی روایت
کا مان لینا حلال ہو - اسمین قانون یہ ہی کہ راوی
کا ایسی حالت پر ہونا چاہئے جس سے اسکی صداقت

نمبر نہم

رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسمین بقیہ جواب اُس تحریر کا ہی جسکو میان
محمد شاہ صاحب مقیم دہلی نی بجواب مسائل عشرہ
مجریہ ۱۹ مئی ۷۷ء تالیف کیا اور
خلاف واقعہ میان محمد یوسف صاحب کے
نام سے شایع کرایا
منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری عفی اللہ عنہ

مطبوعہ ۲۰ ذی قعدہ ۹۵ھ مطابق ۱۶ نومبر ۷۸ء

مطبع افضل المطابع لاہور مین طبع ہوا

راجحا على اعتقاد كونه كاذبا ثم نقول
تلك الامور خمسة ثم ذكر شرط
العقل (١) وشرط البلوغ (٢) وشرط الاسلام (٣)
وذكر فيه مسئلة قبول رواية الكافر
من اهل القبلة

فقال المسئلة الثانية المخالف
من اهل القبلة اذا كفرناه كالمجسم
وغيره هل تقبل روايته ام لا الحق
ان كان مذهبه جواز الكذب لم تقبل
روايته والا قبلناه وهو قول ابي الحسين
البصري وقال القاضي عبد الجبار
لا تقبل روايتهم لنا المقتضي للعمل
قائم ولا معارض فوجب العمل

بيان ان المقتضي قائم
ان اعتقاده
بحرمة الكذب
يزجره عن الاقدام عليه فيحصل ظن
صدقه فيجب العمل به على ما بيناه بيان انه لا معارض
انهم اجمعوا على ان الكافر الذي ليس اهل القبلة

کا خیال اسکے کاذب ہونے کے خیال پر غلبہ رکھے پھر
ہم کہتے ہین (رازی کہتا ہے) وہ پانچ امور ہین پھر شرط
عقل (١) اور شرط بلوغ (٢) اور شرط اسلام (٣) کو ذکر کیا اور اس
شرط اسلام مین مسئلہ قبولیت روایۃ کافر اہل قبلہ کا
بھی ذکر لائے چنانچہ کہا

دوسرا مسئلہ مخالف جو اہل قبلہ سے ہو جب ہم اسکو کافر
جانین جیسے مجسم وغیرہ ہین تو اسکی روایت کو قبول
کرین یا نکرین اسمین حق یہ مذہب ہے کہ اگر اسکے مذہب
مین جھوٹ بولنا جائز ہے تو اسکی روایت قبول نکرین
ورنہ لے لین اور یہی قول ہے ابو الحسین بصری کا
اور قاضی عبد الجبار کا یہ مذہب ہے کہ قبول نکی جاوے
ہماری دلیل جواز قبولیت پر یہ ہے کہ اسکی روایت پر
عمل کرنے اور اسکے ماننے کا مقتضی (باعث)
موجود ہے اور اسکا معارض (جو اسکو دفع کرے)
پایا نہین جاتا تو اسپر عمل واجب ٹھہرا

بیان مقتضی کے موجود ہونیکا یہ ہے کہ اسکا جھوٹ
کو حرام جاننا اسکو روایت مین جھوٹ بولنے سے مانع
ہے اس سے اسکا صدق ظن پر غالب ہوا پس اسکی
روایت پر عمل واجب ہوا کیونکہ ہم نے یہی قانون
ٹھہرایا ہے - بیان معارض کے موجود نہونیکا یہ ہے
کہ انکا اتفاق اسپر ہے کہ کافر غیر اہل قبلہ کی روایت

(۱۷)

لانتقل روايته وذهبت الكرخية فيها

وجمهور اصحاب ابي الحسين البصري من اهل

الحديث قبلوا خبر سلفهم كالحسن وقتادة

وعمرو بن عبيد وهم متهمون بمذاهبهم وكفارهم

من يقول بقولهم

ثم ذكر استدلال المخالف وزيفه ثم

ذكر شرط العدالة (۴) وذكر تعريفها والضابط

فيها ان كل ما لا يومن معه من الكذب

يرد به الرواية وما لا فلا ثم ذكر مسئلة

قبول رواية الفاسق المتاول

قال المسئلة الاولى الفاسق اذا اقدم

على الفسق فان علم كونه فسقا لم تقبل

روايته بالاجماع وان لم يعلم كونه فسقا فاما

ان يكون مظنونا او مقطوعا فان كان

مظنونا قبلت روايته بالاتفاق قال

الشافعي رح اقبل شهادة الحنفي واحد

اذا شرب النبيذ وان كان مقطوعا به

قبلت روايته ايضا

مقبول نہیں ہے یعنی وہ کافر ہیں یہاں پاتا نہیں بتاتا۔

ابوالحسین بصری نے اس مذہب پر اس دلیل سے

استدلال کیا ہے کہ بہتیرے اہل حدیث فاسق فتادہ

وعمرو بن عبید کی حدیثیں قبول کی ہیں باوجودیکہ

وہ انکے مذہب کو جانتے تھے اور جو ان لوگوں کا اعتقاد

رکھے اسکو کافر بتلاتے

پھر امام رازی نے استدلال مخالف کا ذکر کیا اور اسکو

سنت کر دیا۔ (۴) پھر شرط عدالت اور اسکی تعریف

وصفت کو ذکر کیا اور اسمیں یہ قانون بیان فرمایا

کہ جس صفت وحالت کے ہونے سے راوی کے جھوٹ

سے امن ہو اسکی روایت قبول ہے۔ ورنہ نامقبول

پھر مسئلہ قبولیت روایت فاسق تاویلی کا ذکر کیا اور

فرمایا۔

پہلا مسئلہ۔ فاسق جب فسق کیطرف متوجہ ہو پھر

وہ اپنے تئیں فاسق جانتا ہو تو اسکی روایت بالاتفاق

مقبول نہیں اور اگر وہ اپنے آپ کو فاسق نہیں جانتا

تو اسکا فسق ظنی ہو کا یا یقینی۔ ظنی ہوگا تو اسکی

روایت بالاتفاق مقبول ہے۔ امام شافعی نے

فرمایا ہے کہ میں حنفی کی شہادت قبول کرتا ہوں

اور جب وہ شراب پیوے تو اسکو حد بھی لگاتا ہوں

اور اگر وہ فسق قطعی ہو تو بھی اسکی روایت مقبول ہے

قال الشافعي رح اقبل رواية اهل الهواء الا الخطابية من الروافض لانهم يرون الشهادة بالزور لموافقيهم

وقال القاضي ابو بكر رح لا تقبل لنا ان ظن صدقه راجح والعمل بهذا الظن واجب والمعارض المجمع عليه منتف فوجب العمل به احتج الخصم بان منصب الرواية لا يليق بالفاسق اقصى ما في الباب انه جهل فسقه ولكن جهله بفسقه فسق آخر فاذا منع احد الفسقين من قبول الرواية فالفسقان اولى بذلك المنع - والجواب اذا علم كونه فسقا دل اقدامه عليه على جرأته على المعصية بخلاف ما اذا لم يعلم ذلك

في شرح المغني اعلم ان صاحب الهوى منهم من يجب تكفيره ويسمى الكافر المتاول ومنهم من لا يجب تكفيره ويسمى الفاسق المتاول فذهب جماعة من الاصوليين ان القسم الاول تقبل شهادته وروايته لانه اذا لم يخرج

امام شافعی نے کہا ہے کہ مین اہل ہوا (نفسانی) کی روائت قبول کرتا ہون بجز خطابیہ کے کہ وہ اپنے موافقین مذہب کے لئے جھوٹ بولنا جائز خیال کرتے ہین

قاضی ابوبکر نے کہا کہ انکی روایت ہم نہین مانتے۔ ہماری دلیل (مان لینے پر یہ ہے) کہ ظن اسکی صداقت کا غالب ہے اور اسکا معارض موجود نہین پس اسپر عمل واجب ہوا۔ خصم (مانع قبولیت روایت) یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ منصب روائت فاسق کے لائق نہین۔ اسمین بڑی بات یہ نکالو گے کہ وہ اپنی فسق کو نہین جانتا لیکن نجاننا دوسرا فسق ہے اور جب ایک فسق مانع قبولیت روائت ہوا تو دو فسق بطریق اولی مانع ہونے چاہیئے اسکا جواب یہ ہے کہ جب فاسق اپنی فسق کو جانتا ہوگا تو اسکی اس فسق پر اقدام کرنے سے اسکا معصیت (کذب وغیرہ) پر جرات کرنا معلوم ہوتا ہے بخلاف اس فاسق کے جو اپنی فسق کو فسق نہین جانتا کہ وہ اس فسق کے سبب سے معصیت پر دلیر اور شریعت سے بے پرواہ نہین سمجھا جا سکتا۔

ترجمہ شرح مغنی مین ہے - تو جان لے صاحب ہوا (نفسانی) بعض ایسے ہین جنکی تکفیر واجب ہے اسکو کافر تاویلی کہتے ہین اور بعضی ایسے ہین جنکی تکفیر واجب نہین اسکا فاسق تاویلی نام رکھتے ہین پس ایک جماعت اصولیون کا یہ مذہب ہے کہ قسم اول کی روائت و شہادت مقبول ہے کیونکہ جب وہ اہل قبلہ سے خارج ہوئے

(52)

من عدل لمسلمين ممن عرف بالتدين
والتحرز عن الكبائر ويجتنب
الاصرار على الصغائر وقبل
الخبر العدل المسلم وتكون على الخطأ
في مسئلة واكثر الاجتهاديات
لا يسلم عن الخطاء وذهب العامة
الى رد شهادة
وفرق القسم الثاني ايضا فذهب ابوبكر
الباقلاني الى رد شهادته وروايته
لان الفسق والعدل لما كانا مانعا عن
قبولهما فالفسق في الاعتقاد اولى لكونه
اقوى جملة بفسقه فسق اخر فكان
اولى بالرد
وذهب الجمهور الى قبول شهادته لان
شهادته انما لا تقبل لتهمة الكذب
والفسق من حيث الاعتقاد لا يودث
التهمة لانه انما وقع فيه
لتعمقه في الدين
الا ترى ان منهم من يعظم الذنب
حتى يجعله كفرا وذا يمنعه
عن الكذب فلم يتمكن تهمة الكذب

اور دین کی تعظیم کرنیوالی اور گناہون سے بچنے والے
اپنے کفر کو سمجھنے والے ہوی تو انکی راستی کا ظن
انکی خبر مین پیدا ہوا - پس انکی خبر ایسی قبول ہوگی
جیسے مسلمان عادل کے اگرچہ ایک یا ایک سے زیادہ
مسائل مین وہ خطا پر ہین - اسلئے کہ اجتہادی مسائل
مین خطا سے بچا نہین جاتا اور اکثر لوگ انکی روایت
وشہادت کو رد کرتے ہین
ایسا ہی قسم ثانی مین اختلاف ہی ابوبکر باقلانی کا یہ مذہب ہے
کہ انکی روایت وشہادت مردود ہی اسلئے کہ جب فسق
عمل مانع قبولیت روایت ہی تو فسق اعتقادی بڑھکر
ہونا چاہیے - کیونکہ یہ اس سے بڑھکر ہے اور اسکا
اپنے فسق کو سمجھنا دوسرا فسق ہی پس زیادہ لائق
رد ہوا -
جمہور علماء اسطرف گئے ہین کہ انکی شہادت مقبول
ہے اسلئے کہ شہادت کا نامقبول ہونا تہمت کذب کے
سبب سے ہوا کرتا ہی - اور فسق اعتقادی سے یہ تہمت
پیدا نہین ہوتی اسلئے کہ وہ دین مین تعمق وتشدد کے سبب سے پیدا ہوتا ہی
تم نہین دیکھتے کہ بعضے انمین سے گناہ کو ایسا برا
سمجھتے ہین کہ اسکو کفر بتاتے ہین یہ بات انکو کذب سے
مانع ہے پس انکی شہادت مین تہمت کذب کو جگہ نہین -

فی شهادته بخلاف الخطابیة وهم
صنف من الروافض قلهم الله عن
دیار المسلمین یجوزون اداء الشهادة
زورًا لموافقیهم علی مخالفیهم وقیل یعتقدون
الشهادة لمن حلف عندهم انه محق فیتمکن
ثم من قبل شهادة هذا القسم اختلفوا
فی قبول روایته فمنهم من قبلها مطلقًا
لان من احترز عن الکذب علی غیر الرسول
کان اشد تحرزًا علی الکذب علیه
ومنهم من فصل فقبل اذا کان عدلًا
ثقة ولم یکن داعیًا للناس
الی هواه ورده اذا کان داعیًا وهو
مذهب ائمة الفقه والحدیث
واختیار المصنف لان دعواه الی
الهواء وحاجته الی الاحتجاج
علیها سبب داع الی التقول ای
الافتراء والکذب فیورث ذلک
تهمة فی روایته کما فی شهادة الوالد لولده
وفی مسلم الثبوت - والبدعة
المتضمنة کفرًا کالتجسیم کالکفر
عند المکفر

بخلاف فرقہ خطابیہ کے (جو روافض سے فرقہ ہے) یہ لوگ
جھوٹ بولنا اپنے موافقین کے لئے جائز سمجھتے ہین -
اور بنا بر بیان بعض لوگونکے جو کوئی انکے سامنے اپنے
حق ہونے پر قسم کھالے اسکی گواہی دینی جائز سمجھتے
ہین پس انکی شہادت مین تہمت کذب نے جگہہ پائی -
پہر جو لوگ انکی شہادت مانتے ہین وہ انکی روائت
مانتے ہین باہم مختلف ہین بعضی انکی روائت کو بہرحال
مانتے ہین اس دلیل سے کہ جسنے اور بندونپر سواے
رسول ع کے جہوٹ نہ باندہا وہ رسول اللہ صلعم پر کب
جہوٹ باندہیگا اور بعضی اسمین تفصیل کرتے ہین
کہ روائت ثقہ عادل کی جو اپنی مذہب کیطرف دعوت
نکرے مان لیتے ہین - اور جو اپنی مذہب کیطرف
داعی ہو اسکی نہین مانتے یہی مذہب ائمہ فقہ و حدیث
کا ہے اور یہی مختار مصنف دلیل اسپر یہ ہے کہ اسکا مذہب
کیطرف بلانا اور اسپر دلیل قائم کرنی کی ضرورت
کا پیش ہونا اسکو جہوٹ کیطرف بلاتا ہے اور افترا کا سبب
ہو جاتا ہے جسنے اسکی روائت مین شبہ پیدا کیا جیسے
باپکی شہادت مین بحق فرزند شبہ پیدا ہوتا ہے -
ترجمہ کتاب مسلم الثبوت مین ہے - بدعت
جو کفر پر مشتمل ہو (جیسے خدا کا جسم خیال کرنا) کفر کے
حکم مین ہے - انکی نزدیک جو اسکی معتقد کو کافر جانتے ہین

دلیل ضعیف ہے
[illegible]
منہج آویگا ان شاء اللہ

(53)

كالقاضيين	جیسے قاضی ابوبکر و قاضی عبدالجبار
وعند غيره كالبدع الجلية وهي التي	انکی سوائی اورونکی نزدیک وہ بدعات واضحہ کے حکم
لم تكن عن شبهة قوية كفتن	مین ہین (جو قوی شبہہ سی پیدا نہین ہوئے ہین)
الخوارج	جیسی خارجیون کی بدعات
ففيها القبول عند الاكثر وهو المختار	سو انمین اکثر لوگونکی نزدیک حکم قبولیت ہی اور یہی مذہب
خلافاً للآمدي ومن تبعه	مختار ہی اسمین آمدی اور اوسکے اتباع مخالف ہین -
لنا ان تدينه يصده عن الكذب و	ہماری دلیل قبولیت پر یہ ہی کہ بدعتی کی (بزعم خود) دینداری
من ههنا قبل شهادة اهل الهواء	اسکو کذب سی روکتی ہی اسیوجہ سی اہل ہوا (نفسانی)
الا الخطابية	کی شہادت بجز خطابیہ کی قبول ہی
قالوا ان جاءكم فاسق بنبأ	منکرین یہ قول اللہ تعالی کا پیش کرتے ہین اگر فاسق کوئی
فتبينوا	خبر لاوے تو اسمین تحقیقات کرو
اقول لك ان تمنع كون المتدين	مین (صاحب مسلم) کہتا ہون تجہی پہنچتا ہی کہ تو فاسق ہونا
من اهل القبلة فاسقاً بالعرف	اہل بدعت کا (جو بزعم خود متدین ہین) اون معنی کر
المتقدم	نہ مانے جو آنحضرت کی زمانہ مین معروف و مروج تھی (یعنی حکم
	شریعت و اطاعت حق سے عمداً خارج ہونے والہ)
واما غير الجلية كنفي زيادة الصفات	رہی بدعات غیر واضحہ جیسے زیادہ صفات الہی کا منکر ہونا
فيقبل اتفاقاً الا ان دعى الى هواه	سو انکی مرتکب کے روائت اتفاقاً مقبول ہی بجز اسصورت
	کے وہ اپنی بدعت کیطرف لوگونکو بلاوے
وفي كتاب معرفة انواع علوم الحديث	**ترجمہ - کتاب علوم الحدیث** مشہور مقدمہ
المشهور بالمقدمة لابن الصلاح	ابن الصلاح مین ہی - نوان مسئلہ - روایتہ مبتدع مین
الامام - التاسعة - اختلفوا	جو منسوب بکفر نہو اختلاف ہی بعضی اونکی روائت کو بہر حال

فی روایة المبتدع الذی
لا یکفر فی بدعة فمنهم من رد
روایته مطلقاً ومنهم من قبل
روایته اذا لم یکن ممن یستحل الکذب
لنصرة مذهبه او لاهل مذهبه
سواء کان داعیاً الی بدعته او لم یکن
وهذا مذهب الکثیر او الاکثر۔
وهذا المذهب الثالث اعدلها و
اولیها والاول بعید مباعد
للشائع عن ائمة الحدیث فان کتبهم
طافحة بالروایة عن المبتدعة غیر
الدعاة وفی الصحیحین کثیر من احادیثهم
فی الشواهد والاصول
وفی شرح نخبة الفکر للحافظ الامام
ابن حجر۔ ثم البدعة اما ان یکون
بمکفر او بمفسق
فالاول لا یقبل صاحبها الجمهور
وقیل تقبل مطلقاً وقیل ان کان
لا یعتقد حل الکذب لنصرة مقالته
قبل۔

رد کرتے ہین بعضی بہر حال قبول کرتے ہین بشرطیکہ وہ
جہوٹ بولنی کو اپنی مذہب یا اہل مذہب کے لئی حلال نجانتا ہو
پہر خواہ وہ لوگونکو اپنی مذہب کیطرف بلاوی خواہ نہ بلاوے
اس قول کو بعضی امام شافعی کیطرف نسبت کرتی ہین اور
بعضی اُسکی روائت کو باین شرط قبول کرتے ہین کہ وہ
اپنی مذہب کیطرف لوگونکو دعوت نکرتا ہو۔
یہ مذہب بہت لوگونکا ہی اور یہ مذہب سب مذاہب سے
اولے و بہت باعدل ہے اور پہلا مذہب (یعنی رد کرنا)
دور پہینکا گیا ہے بدلیل اس امر کے کہ ائمہ حدیث کا
اہل بدعت سی روایت کرنا شایع و مشہور ہی اُنکی کتابین
بدعتیونکی روائت سی (جو دعوت کنندہ نہین)
پُر ہین (خاص کر) صحیحین مین اُنکی روایتین اصول
و شواہد مین بہت ہین
ترجمہ۔ اور شرح نخبہ مین ہی۔ پہر بدعت کیا
تو ایسی ہوگی جس سی مبتدع منسوب بکفر ہو اور کیا ایسے
جس سی منسوب بفسق ہو
پس پہلی بدعت والے کی روائت کو جمہور علماء قبول
نہین کرتے اور بعضی کہتے ہین وہ بہر حال مقبول
ہے اور بعضی کہتی ہین اگر وہ اپنی بات کی تائید
کے لئے جہوٹ بولنے کو جائز نہ سمجہتا ہو تو
مقبول ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(۶۱)

والتحقيق انه لايرد كل مكفر ببدعة لان كل طائفة تدعي ان مخالفتها مبتدعة وقد تبالغ فتكفر مخالفتها فلو اخذ ذلك على الاطلاق لاستلزم تكفير جميع الصوائف

اور تحقیق یہ ہے کہ سب کے سب بدعتی کے سبب مردود نہیں اسلئے کہ ہر ایک فرقہ مدعی ہے کہ اسکا مخالف فرقہ بدعتی ہے اور کبھی اس سے بڑھکر اسکو منسوب بکفر کرتا ہے پس اگر انکی ردائت کو رد کرنا عموماً جائز رکھا جاوے تو سب فرقوں کی تکفیر لازم آوے

مترجم کہتا ہے وجیہ الدین علوی نے **شرح الشرح** مین اس دلیل شارح پر یہ اعتراض کیا ہے کہ نفس الامر کا لحاظ چاہیئے نہ عندیہ خصم کا۔ پس تکفیر اہل حق کے لازم نہ آئے یعنی اسلئے کہ وہ نفس الامر مین کافر نہین۔ گو بزعم خصم کافر ہون۔

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایسے کفر مین مفروض ہے جسمین ضروریات دین کا انکار نہ ہو اور وہ کفر قطعی نہ ہو چنانچہ عبارت آئندہ شرح کی اسپر شاہد و ناطق ہے۔ اور ظنیات مین نفس الامر یقینی پر اطلاع ممکن نہین۔ انمین جو کچھ کوئی کہیگا اسکو اپنے خیال مین نفس الامر سمجھیگا۔ پس خصم اسمین کہہ سکتا ہے کہ نفس الامر یہ نہین جو تمہارے خیال مین ہے بلکہ وہ ہے جو ہمارے عندیہ مین ہے۔ بنا علیہ پھر کل اسلامی فرقوں کی تکفیر کا لزوم دامنگیر ہوا اور وہی اشکال عود کر آیا جسکے بدون اختیار مسلک شارح وغیرہ محققین جو روایت ایسے ظنی مکفرین کو قبول کرتے ہین اور مناط قبول روائت فقط صدق و ضبط رواۃ کو ٹھہراتے ہین خلاصی ممکن نہین۔ اور نہ کسیوجہ اشکال والزام خصوم متصور ہے

اشکال خصم کی تو خیریت ہے ہوا ہوا نہوا نہوا اس خیالی دادعاے نفس الامر کی تثبث سے ثالث بالخیر کا افحام یا افہام ہاتھ سے جاتا ہے اور اسلام گھٹتا نظر آتا ہے۔

مثلاً ایک شخص نومسلم ہوا اور ہنوز سنی بنا بر شیعی وہ راہ حق کا طالب ہے اور کسی مسئلہ فرعی (جیسے وضو مین دونو پاؤن کا دھونا یا انپر مسح کرنا) کی تحقیق چاہتا ہے اور اسی مسئلہ کی تحقیق کو معیار حقیت بقیہ مسائل فرعیہ ٹھہراتا ہے اور یہ وعدہ

دیتا ہی کہ جس مذہب کی حقیقت جہاں اس مسئلہ مین معلوم ہوئی اسی مذہب کو مین قبیہ سیالہ
مین اختیار کرونگا۔ تو ایسے شخص کی فہمائش وطمانیت نہ سنی کی اسجواب سے ممکن ہے
کہ اہل سنت کی روایات مین کہین ذکر مسح نہین آیا یا اسمین حکم ممانعت صریحہ آچکا
ہے نہ شیعی کے اس جواب سے کہ اہل تشیع کی روایتون مین ذکر مسح وارد ہی اسکو
اگر سنے یہ کہی کہ روایات شیعہ جو مسح مین وارد ہین تشیع رواۃ کے سبب لائق اعتماد
نہین تو وہ ہرگز نمانیگا اور اگر شیعی کہی کہ روایات سنیہ جو ممانعت مسح مین وارد
ہین تسنن رواۃ کی جہت سے لائق اعتبار نہین تو بھی ہنسی کرینگے۔ اور اس مسئلہ
شرعیہ کا صاف نکل ہوگا اور بقیہ مسائل نماز وغیرہ مین بھی ایسی ہی جزئیات پائیگا تو حیرت
مین پڑجائیگا اور کہیگا کہ اہل اسلام آپس مین ایسا اختلاف رکھتے اور ایک دوسرے کی
تکذیب کرتے ہین مین جاؤن تو کدہر جاؤن اور عمل کرون تو کسپر کرون آخر ایسا کیا
دین اسلام کو سلام کرینگا اور اپنا اور راستہ لیگا۔

اسکی تسکین یا اپنی اپنی تائید وتصدیق کے لئے اگر یہ دونو فریق شیعہ وسنی میرے
اصول واعتقادیات مین بحث کرینگے تو انمین بھی کہین ہمیں روایات محتملہ مبالغہ قلعیہ
واحادیث نبویہ) مین آپڑیگی پھر اپنی اپنی مرویات کیطرف رجوع کرینگے اور وہی بات
سونہہ پر لاوینگی اور اس ثالث بالخیر سے اپنی اپنی ہنسی کراوینگے۔ اور یہ امر ممکن نہیں
کہ دلایل قطعیہ سے دونو فریق کا پورا کام چلے اور مراجعت مرویات کی کسیکو حاجت
نہ پڑے اسلئے کہ اولا تو عقل بدون استعانت واستناد نقل احکام شرعیہ مین حاکم
نہین چنانچہ رسالہ نمبر ۱ صفحہ ۱۲۹ وغیرہ مین اسکی بحث گذر چکی ہی۔ وثانیا فرض امر
مسلم کہ مسائل ظنیہ مین ہی اور مسائل ظنیہ مین وجود دلایل قطعیہ کا کب معہود ہے۔
اگر ان مسائل مین دلایل قطعیہ ہوتی تو انکے انکار سے ایک دوسرے کو کافر قطعی کرون
نہ بتہ اور ہمارے اہل سنت عامہ اہل تشیع وخوارج وغلاۃ وروافض وتعصبین کو ایک

(۵۵)

کا نہ فعی کیون نہ ہو۔

طحطاوی حنفی سنہ ۱۲۳۱ھ وغیرہ یہ اپنی فرقہ اہل سنت کی حقانی وحقانی ہونے پر یہ دلیل قائم کی ہے کہ محدثین ہمارے گواہ ہیں اور انکی مرویات ہمارے اصول وفروع کے مصدق دموافق چنانچہ رسالہ نمبر ۴ صفحہ ۳۹ مین انکی اصل عبارت گذری ہے

اس دلیل مین بھی ۳ شکال موجود ہے اور اس ثالث بالخیر اور خصم مخالف کی اس غرض کی گنجائش ہے کہ جنکو تم شاہد ٹھہراتے ہو اور انکی مرویات کی شہادت سے اپنی حقانیت کا ثبوت بہم پہنچاتے ہو وہ خود تمہاری طرح سنی ہین اور تمہارے ہی بھائی بند۔ ایسے شہادت خانگی کا فی ہے تو جانب مخالف مین ایسی شہادت موجود ہے شیعہ اپنی تائید مین صحاح اربع اہل تشیع کی شہادت پیش کرسکتا ہے اور خارجی اپنی خوارج کی۔ اور معتزلہ معتزلہ کی اور مرجی مرجی کی وعلی ہذا القیاس

پس اس ثالث بالخیر کی طمانیت یا اعتراض مخالف سے نجات اسبات کی سوائے ممکن نہین ہے جو شارح وغیرہ محققین نے اختیار کی ہے۔ یعنی صدق وضبط رواۃ کو قبولیت روایت کا معیار ٹھہرانا اور شیعہ وسنی کی جرح کو کان لم یکن سمجھکر بالائے طاق رکھدینا بناء علیہ جس راوی کا صدق وورع وامانت وضبط ثابت ہو اسکی حدیث قبول کیجاوے خواہ وہ سنی ہو خواہ شیعی خارجی ہو یا معتزلی جبری ہو خواہ قدری۔ اور جسکا صدق وضبط ثابت نہو اسکی حدیث مردود سمجھی جاوے سنی ہو خواہ شیعی خارجی ہو خواہ معتزلی جبری ہو خواہ قدری وعلی ہذا القیاس۔ اس طریق سے ثالث بالخیر کی طمانیت تو متیقن ہی ہے خصم مخالف کی تسلیم اور موافقت بھی متصور ہے اسمین معیار قبول روایت مخالفین وہی ٹھہرایا ہے جو انہی مخالفین کی روایتون مین جاری کیا گیا ہے پس نہ اسمین کسیکی رعایت پائی جاتی ہے نہ کسی سے عداوت

یہی طریق اگر مخالف ذرقی اختیار کرین۔ یعنی مناط قبولیت روایت صدق وضبط کو

ٹہراوین اور اعتقاد تسنن کو موجب رد روایۃ اہل سنت نہ سمجہین تو یقین ہی کہ سبہی اکثر مسائل مین اہل سنت سی مل جاوین نہ کوئی شیعہ رہی نہ خارجی نہ معتزلی نہ قدری۔ مجہی اللہ تعالی نے عمر مین مہلت دی اور باہمی اہل سنت کی اختلاف کے اٹہا دینی یا کم کر دینی کی توفیق و فراغت عطا فرمائی یعنے ان سب مختلف فرقون۔ حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی کو آپسمین متفق کر کے ایک جادہ مصطفویہ و طریقہ محمدیہ پر چلایا یا انکو خالص محمدیون کی حجج قاہرہ و براہین باہرہ کے سامنی ابکم والکن فاقد الحجۃ کر دکہایا تو پہر مین کتب فرق مخالفین کیطرف متوجہ ہونگا۔ اسی طریق سے اُنکی روایات ثقات کی صحت ثابت کر کے اپنی مرویات صحاح سے اُنکو ملاؤنگا۔ اور اپنی روایات ثقات کی تصحیح اُنکی ائمہ کی تصریح سے بہم پہنچا کر انپر حجۃ ٹہراؤنگا۔

اور اُنکی مفتریات اور ضعاف کا موضوع یا ضعیف ہونا انہین کی تصریحات سی ثابت کر کے انکا ساقط الاعتبار ہونا مبرہن کر دکہاؤنگا۔ پہر امید ہی کہ اہل سنت و جماعت اور اُنمین بجز اقل قلیل فرق نرہیگا اور سب کا عمل احادیث صحیحہ پر ہو جاویگا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۱۲ حاشیہ

فالمعتمد ان الذی ترد روایتہ من انکر امرًا متواترًا معلومًا من الدین بالضرورۃ وکذا من اعتقد عکسہ فاما من لم یکن بہذہ الصفۃ و انضم الی ذلک ضبط لما یرویہ مع ورعہ وتقواہ فلا مانع من قبولہ والثانی وہو ما لا یقتضی بدعتہ التکفیر اصلًا الی آخر ما قال مثل ما قال ابن الصلاح

پس لائق اعتماد یہ مذہب ہے کہ لایق رد روایت وہ شخص ہی جو کسی متواتر امر کا جو دین سے بالبداہۃ معلوم ہو منکر ہی یا اُسکے خلاف کا معتقد۔ اور جو ایسا نہو اور اُسکے ساتہہ اُسکی یادداشت و پرہیزگاری بھی ملی ہوئی ہو تو اوسکی روائت مان لینی سے کوئی مانع نہین۔

اور دوسری بدعت جو اوسکی تکفیر کی خواہان نہین اسمین تا آخر وہی کچہہ کہا جو ابن صلاح

(56)

ذ عن من قال فی من هلك ثلث
فرق شر حبان من مبتدعة غير رداعية
لا يرون تجب قبول رواية انتهى
ما فی شرح النخبة وهكذا فی مقدمة
فتح الباری وشرح مسلم للنووی -
وجواهر الاصول وارشاد الفحول و
حصول المامول وغيره

وفی الدر المختار - وتقبل شهادة
اهل الاهواء ای اصحاب بدع لا تكفر
كجبر وقدر ورفض وخروج وتشبيه
وتعطيل وكل منهم اثنا عشر فرقة فصار
اثنين وسبعين
الا الخطابية صنف من الروافض
يرون الشهادة لشيعتهم ولكل من
حلف انه محق فردهم لا لبدعتهم بل
لتهمة الكذب لما يتدين لمن يعتقد ذكر
بحر انتهى

سے کہا ہے یعنے تین مذہب بیان کئے ہین (۱) بہر حال رد
(۲) بہر حال قبول (۳) قبولیت بشرط داعی نہونے
کے - پہر اس مذہب ثالث مین یہ شرط بڑہا دی ہے
کہ اس غیر داعی کی روایت بھی ایسے ہو جو اسکی بدعت
کی تائید نکرے جو شرح نخبہ مین آ تمام ہوا اور ایسا ہے
مقدمہ فتح الباری اور شرح مسلم امام نووی - وجواہر
الاصول وارشاد الفحول وحصول المامول وغیرہ
مین ہے

ترجمہ درمختار مین ہے اور شہادت اہل ہوا کی
مقبول ہے یعنے اہل ان بدعات کے جو کفر نہین - جیسے
جبری ہونا قدری ہونا رافضی ہونا خارجی ہونا خدا
کو خلق جیسے بتانا - خدا کو صفات سے خالی سمجھنا یہ سب
بارہ بارہ فرقے ہین سو کل ۷۲ بہتر فرقے ہوے -
یہ حکم قبولیت شہادت سوائے فرقہ خطابیہ کے ہے جو روافض
سے ایک فرقہ ہے وہ اپنے گروہ کی اور اسکے لئے جو قسم
سے کہدے کہ مین حق پر ہون شہادت دینی جائز جانتے
ہین (اگرچہ اسبات کی انکو خبر نہو) سوائے شہادت
کا مردود ہونا انکی بدعت کے سبب سے نہوا بلکہ تہمت
کذب کے سبب سے ہوا اور اسمین انکی بدعتی مذہب
کا کچھہ ذکر نہوا - یہ بحر الرائق کا خلاصہ ہے - درمختار
کا مطلب تمام ہوا

وهكذا في الهداية التي يدور عليها رحى الحنفية وهو افحم الحجج على المخاطبين واثقل عليهم من طور سينين

اور ایسا ہی **ہدایہ شریف** مین ہی جسپر حنفیون کی چکی پہر رہی ہی اور یہ بڑی ساکت کنندہ دلیل ہی مخالفین پر اور کوہ طور سے انپر بوجہل ہے

وفي منهج الوصول لازال مولفه مرجعاً للفحول وكلامه مهيباً لقبول القبول نقلاً عن الامام ابن كثير قال الشافعي ولم يفرق الشافعي في هذا النص بين الداعية وغيره

ترجمہ منہج الوصول مین امام ابن کثیر سے نقل کیا ہی کہ امام شافعی نے کہا ہی مین اہل بدعت کی شہادت قبول کرتا ہون - بجز فرقہ خطابیہ کے اور امام شافعی نے اس قول مین اہلبدعت اپنی مذہب کیطرف بلانے والون اور دوسرون مین فرق نہین کیا -

ثم ما الفرق في المعنى بينهما وهذا البخاري قد خرج لعمران بن حطان مادح عبد الرحمن بن ملجم قاتل علي بن ابي طالب رض وهذا اي مدحه له من اكبر الدعوة الى البدعة والله اعلم قال صاحب المنهج وهذا هو الحق الذي لا محيص عنه وقد حققت ذلك في كتابي هداية السائل الى ادلة المسائل

اور درحقیقت بھی انمین فرق نہین - یہ دیکھو بخاری نے عمران بن حطان کی حدیث لی ہی جسنے عبدالرحمان بن ملجم مردود قاتل امیرالمومنین مرتضی علیہ السلام کی تعریف مین قصیدہ بنایا ہی اور یہ بڑا مذہب کیطرف بلانا ہی

صاحب منہج فرماتے ہین کہ قبول روایت ثقات بہرحال داعی ہون نہون یہی مذہب حق ہی جس سے کہین بہاگنے کی جگہہ نہین اور مینے اسکی تحقیق ہدایۃ السائل مین کی ہی

ونقل عن السيد محمد بن ابراهيم الوزير اليماني صاحب العواصم وعلوم الحديث وتنقيح الانظار ويرد الداعية عند المحدثين

اور سید محمد ابراہیم مصنف عواصم وتنقیح وغیرہ سے نقل کیا ہی کہ محدثین کے نزدیک بدعتی دعوت کنندہ کی حدیث مردود ہی پر دلیل کی راہ سے مقبول ہونا

وموقوف بالدال قبوله لا فيما يقوي
بالمتابعة وقوي بقرائن يحتف بها
الخ
وقد ادعى جماعة حصلة الاجماع على
قبول المتابعات مطلقا وهو مذهب
جمهور اهل البيت وحجة من ردهم
لتهمة بالبدعة وحجة من قبلهم
الظن مع عدم المانع منه ورواية
الثقات للاجماع على ذلك ومن
منع ردهم منع دليل العلم الحديث
كما يعلم زوال المنع من رجال الصحيحين
مع بلوغ الجهد في تنقيد رواتهما
وقد افرد بحث ذلك في العواصم وعموم الحدث
ثم قال وذادوا بالصحيح حديث عمران
الداعي قاتل على رضي فليقبلوا حديث
كل مبتدع صدوق داعيا كان
او غيره وليقلعوا اساس العدالة المرسومة
الذي اسسه اهله

وقد اورد في كتابه هداية السائل
في تائيده ايجاثا عجيبة تليق للمراجعة

قوي ہونے پر قرائن قوی ہون اور اس
روائت مین دوسرا رادی اسکے ساتھ نہو
اور ایک جماعت کا یہ دعوے ہے کہ تادیلی کافرون
کی روایت کی بہرحال مقبول ہونے پر اجماع ثابت
ہو چکا ہی - اور یہی مذہب جمہور اہل بیت کا ہی (بہر جسنے
انکو رد کیا ہی اسکی دست آویز اتہام کذب بدعت کے
سبب سے اور جسنے قبول کیا ہی اسکی دلیل حسن ظنی بدون
وجود مانع کے - اور ثقہ لوگون کا اس پر اجماع نقل کرنا
اور اسکی نافی ہی علم حدیث و آثار کی بیکاری کا لازم آنا -
چنانچہ اسبات کو وہ شخص جانتا ہی جو صحیحین کے راویون سے
کوشش کے ساتھ بحث کرتا ہی - اور مینے اسکو علوم و علوم
الحدیث مین خوب واضح کیا ہی
پھر صاحب منہج نے فرمایا کہ جب عمران بن حطان قاتل امیر
علیہ السلام کی حدیث کو مان چکے ہین تو چاہئے کہ سبھی
اہل بدعت کو جو راست گو ہون قبول کرلین داعی
ہون خواہ غیر داعی اور چاہئے کہ عدالت رسمی (جسمین
بدعت کا نہونا مشروط ہے) کی جڑہ کو اکھاڑ دین
جسکو محدثین نے جبار کہا ہی -

اور صاحب منہج نے اسکی تائید مین ہدایۃ السائل
مین عجیب عجیب مباحث ذکر کئے ہین جو مراجعت کے

وذكر عدة رجال من اهل الهواء اخرج
عنهم الائمة مع كونهم من اهل
الدعوة

ثم نقل عن تنقيح الانظار انه لم
يجد للمانعين لقبول رواية الدعاة
غير الوجهين -

الاول لعل رغبته في الدعوة و
استمالة قلوب الناس يحمله على الكذب
والثاني ان في قبول رواية تنويه لامره
وتفخيم لشانه وذا لا يليق بحاله -

فالجواب عن الاول ان هذه
التهمة ضعيفة لا يساوي ما يصادمه
وهو ورع المبتدع وتدينه الذي
والثاني انه لا عبرة بهذه المصلحة اذا
قام الدليل على حجية قول المبتدع وقبول
روايته - يعني ليس لنا رد الحجج الشرعية
بمجرد النظر الى ما يبدو لنا من المصالح العقلية
وان لم يقم الدليل على ذلك فينبغي ان لا يقبل
رواية غير الدعاة متهم
كذلك

والحاصل ان الدعوة لا دخل له ولا اثر فيما هنالك

لائق ہین - اور کئی اہل بدعت کا نام لیا ہی جنسے آئمہ
محدثین روائت لائی ہین باوجود اسبات کی کہ وہ
اہل دعوت سی ہین

پہر صاحب منہج نے تنقیح الانظار سے نقل کیا ہی کہ صاحب
تنقیح نے مانعین قبولیت روائت اہل بدعت دعوت
کنندگان کے دلائل بجز ان دو دلیلونکی نہین پائے
اول یہ کہ شائد اہل دعوت کی رغبت اپنی دعوت
مین اور لوگون کو مائل کرنیمین اسکو جہوٹ پر باعث ہو
دوم یہ اسکی روائت لی لینی مین اسکی عزت پائی
جاتی ہی اور یہ اسکے حال کے لائق نہین ہی -

سو پہلی دلیل کا جواب یہ ہی کہ یہ تہمت ضعیف ہے مبتدع
کی (بزعم خود) اس دینداری و پرہیزگاری کے
مساوی نہین ہی جو اسکو کذب سے مانع ہی -

دوسری کا جواب یہ ہی کہ اگر مبتدع کی روائت حجت
و مقبول ہونے پر دلیل شرعی قائم ہی تو اس مصلحت
کا کچہہ اعتبار نہین اسلئی کہ دلائل شرعیہ کا ابطال
مصالحہ عقلیہ سی جائز نہین

اور اگر مبتدع کی روایت کی مقبول ہونے پر دلیل
شرعی قائم نہین تو چاہئی کہ روائت غیر داعی
کی بھی قبول نہو -

حاصل یہہ کہ یہان دعوت کا کچہہ دخل و اثر نہین -

(58)

ثم قال فقد علمت بذلك ان كل من لم يتهم في الرواية فهو مقبول والعدالة بالمعنى المذكور غير معتبرة وانما المردود من يستجيز الكذب لنصرة المذهب

ونقل عن مقدمة الفتح الباري انه لا اثر للتضعيف مع الصدق والضبط

پھر صاحب منہج نے کہا تجھکو اس بیان سے معلوم ہوا کہ جو راوی متہم بالکذب نہین سو مقبول الروایۃ ہے - اور عدالت بمعنی مذکور (جسمین بدعت کا نہونا شروط ہے) نامعتبر ہے اور مردود الروایۃ وہی شخص ہے جو نصرت مذہب کے لئے جھوٹ کو حلال جانتا ہے

اور مقدمہ فتح الباری ہی سے نقل کیا کہ صدق و ضبط راوی کی ہوتی ضعیف کہنے کا کچھ اثر و اعتبار نہین

ان عبارات اصولیین و محدثین و مقلدین سے ہمارا مدعا یعنی مقبول ہونا روایت مبتدع کا (جسکو جمہور قبول رکھتے ہین) ثابت ہوا اور بدلیل ہونا کلام اہل شذوذ کا انکے حقین بخوبی معلوم ہوا - بلکہ علاوہ برآن مقبول ہونا روایت اُن مبتدعین کا جنکو جمہور نہین مانتے نیز ضمناً مبرہن ہو گیا اور واضح ہوا کہ بدعت کی سبب سے جس مبتدع مین (گو وہ مکفر ببدعت اور داعی کیون نہو) کسیکو کلام ہی وہ کلام بلا دلیل ہی جسکا نہونا شرط اشتہار نہین ہی - بناء علیہ خروج حدیث کسی مبتدع صدوق و ضابط کا دائرہ صحت مقصودہ اشتہار سے ممکن نہین - یہ کلام صفحہ ۱۶۴ سے یہانتک وجہ ثبوت کذب دوم جناب مخاطب مین ہی -

اب کذب ہونا کذب ثالث کا اور خارج نہونا قسم ثالث احادیث کا دائرہ صحت مقصودہ اشتہار ہی مدلل کیا جاتا ہی - پس واضح ہو کہ یہی وجہ (جو قسم اول و ثانی کے عدم خروج کی وجہ ہے) خارج نہونے قسم ثالث (یعنی تعلیقات صحیح بخاری) کے دائرہ صحت اتفاقی مقصودہ اشتہار سے بمقتضاے قید ثالث ہی اسلئے کہ تعلیقات صحیح بخاری کو عموماً و مطلقاً ماننا یا خاص کر اسکے تعلیقات صحیحہ کو قبول نکرنا قسم ثانی حرج (یعنی کلام بلا دلیل و جرح مبین بالتفصیل) سے نہین ہی بلکہ از قسم اول ہے جو پایہ اعتبار سے ساقط ہے مگر صدور اسکا ابن حزم سے نہین اسکے اکابر سے کیون نہو +

ہم ابن حزم کا اگرچہ امام حافظ الحدیث وصفوۃ
المحدثین واسوۃ المحققین نام رکھتے ہین
اور ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۱۳ - و ۱۴ مطبوعہ
مئی و جون ۱۹۰۸ء مین بسط و تفصیل سے انکی
مدحت و انکی اعداد (جو احداء سنت ہین)
کی مذمت کر چکے ہین -

اور آئندہ بھی انکی براءت و حمایت کا ارادہ
رکھتے ہین - ولیکن باینہمہ ہم انکے ایسے
معتقد نہین جیسے شیعہ حضرت امیر المومنین علی
علیہ الصلوۃ والسلام کے یا حنفیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
یعنی ہم انکو خطاء سے معصوم نہین جانتے
جیسے شیعان مرتضی جناب مرتضی کو معصوم
جانتے ہین و شیعان نعمان حضرت نعمان کو
بلکہ ہم انکو ہمسر اور مجتہدین ابو حنیفہ و شافعی
وغیرہ کے سمجھتے ہین جو صواب کے ساتھہ خطا
بھی کیا کرتے ہین اور قاعدہ المجتہد یخطی
ویصیب کی رسی مین بندھے ہوئے ہین
پس ہم ابن حزم کی صحیح بات کو مانتے ہین
اور اسپر اونکا احسان مناتے ہین اور انکی
غلط بات کو دیوار سے مارتے ہین اور یہی
وصیت اس امام عالیمقام اور اس سے

پہلے ائمہ کرام کی پاتے ہین - اور ہسیکو
انکی موافقت و متابعت خیال کرتے ہین -
یہی تو ہم مین اور حنفیہ یا شیعہ مین فرق ہے
ورنہ وہ کون صاحب کبار دین سے ہین جنکو
ہم نہین مانتے یا مقتدای دین و ایمان نہین جانتے
بناء علیہ ہم کلام ابن حزم کو تعلیقات صحیحہ صحیحہ
بخاری مین کان لم یکن سمجھتے ہین اور اسکو
اجتہادی خطاؤن سے شمار کرتے ہین -
اور یہ بات ہمنے اپنے پاس سے نہین کہی اور
اپنے بچاؤ اور مضمون اشتہار کے نبہاؤ
کے لئے اب نہین گھڑ لی بلکہ یہ ہمسے پہلے
سات سو برس کی بنی بنائی اور مانی منائی
بات ہے اور سلف و خلف کے نزدیک مسلم
چلی آتی ہے اور طرفہ یہ ہے کہ جناب مخاطب
مخفی کا بھی اسپر ایمان ہے گو اسمقام مین اسکا
کتمان کیا ہے کہ خلاف ابن حزم تعلیقات بخاری
مین ذکر کیا اور اسکا اپنے نزدیک بے اعتبار ہونا
ظاہر فرمایا اب مین اقوال علماء سلف و خلف
اسکی تائید مین لاتا ہون اور جو بات مینے کہی ہے
اُن سے نقل کرسناتا ہون -

قال الامام ابن الصلاح فی علوم الحدیث المشهور بالمقدمة فی نوع الحادی عشر التعلیق الذی بدء به ابوعبد الله الحمیدی فی احادیث من صحیح البخاری قطع اسنادها و قد استعمله الدارقطنی من قبل صورة الانقطاع ولیس حکمه حکمه ولا خارجا من الصحیح - ولا التفات الی ابی محمد بن حزم الظاهری الحافظ فی رده ما اخرجه البخاری من حدیث ابی عامر او ابی مالک الاشعری عن رسول الله صلعم لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف الحدیث من جهة ان البخاری اورده قائلا فیه قال هشام بن عمار وساقه باسناده فزعم ابن حزم انه منقطع فیما بین البخاری وهشام وجعله جوابا عن الاحتجاج علی تحریم المعازف واخطاء فی ذلک من وجوه والحدیث صحیح معروف لاتصال شرط الصحیح والبخاری قد فعل مثل ذلک یکون

ترجمہ - امام ابن الصلاح نے علوم الحدیث کی گیارہویں نوع مین کہا ہی تعلیق جسکو حمیدی نے احادیث بخاری مین ذکر کیا اور اُس سے پہلے دارقطنی نے اسکا نام تعلیق رکھا ہی یہ بصورت منقطع ہی ولیکن اسکے حکم مین نہین ہی اور نہ خارج صحیح سے حافظ ابن حزم ظاہری کی اس بات کیطرف کہ اسنے بخاری کی تعلیق کو جو ابو مالک یا ابو عامر سے حرمت نزامیر مین مروی ہی رد کر دیا ہی کچھ التفات نہین چاہیے اُسنے اسوجہ سے اس حدیث کو رد کیا ہی کہ بخاری اسکو بلفظ قال هشام لایا ہی پہر باقی اسناد کو چلایا - ابن حزم نے اسکو بخاری و ہشام کے بیچ سے منقطع سمجھا ہے اور اسباب کو اس دلیل کا جواب بنایا ہی جو اسپر حرمت نزامیر مین قائم کی گئی ہے - اور اسمین ابن حزم نے کئی وجہ سے خطا کی ہے - اور یہ حدیث صحیح ہے جسکا متصل ہونا بشرط صحیح معروف ہی اور امام بخاری کبھی معلق بھی لے آتا ہی اسلیئے کہ وہ حدیث ثقہ لوگون

عن ذلك الشخص الذى علقه عنه
وقد يفعل ذلك لكونه قد ذكر ذلك
الحديث فى موضع آخر من كتابه مسندًا
ومتصلًا وقد يفعل ذلك لغير ذلك
انتهى
من الاسباب التى لا يخل بها خلل الانقطاع
وفصله الامام النووى فى شرح مسلم
فقال قال ابو عمرو ابن الصلاح رح ما وقع
فى صحيحى البخارى ومسلم مما صورته صورة
المنقطع ليس بالمنقطع فى خروجه من
حيز الصحيح الى حيز الضعيف
وانما هذا النوع تعليقًا سماه به الحاكم
ابو الحسن الدارقطنى - وذكره الحميدى
فى الجمع بين الصحيحين وغيره من المغاربة
وهو فى البخارى كثير جدًا وفى كتاب مسلم
ثم ذكر تعليقات صحيح مسلم وعدها
ثم قال ناقلًا عن ابن الصلاح وهكذا الحكم
فى تعليقات البخارى بالفاظ جازمة مثبتة
على الصفة التى ذكرناها كمثل ما قال فيه
ولم يصب ابو محمد ابن حزم الظاهرى حيث
جعل مثل ذلك انقطاعًا قادحًا فى الصحة
واستروح الى ذلك فى تقرير مذهبه الفاسد فى

کے واسطے سے مشہور ہوتی ہے
اور کبھی اسلئے ایسا کرتا ہی کہ وہ حدیث اسی کتاب مین
بسند متصل موجود ہوتی ہی - اور کبھی ایسا کام اور امور
کے سبب سے کرتا ہی جسکو خلل انقطاع کی مصاحبت نہین -
ابن صلاح کا کلام تمام ہوا
اور **امام نووی** نے شرح مسلم مین اسکی تفصیل
کی ہی اور کہا ہے کہ ابو عمرو بن الصلاح نے فرمایا ہی کہ جو
حدیثین صحیح بخاری و صحیح مسلم مین بصورت منقطع وارد
ہین وہ صحت سے خارج ہو جانے اور ضعیف کی جا ملنی
کے حکم مین منقطع سے محق و شامل نہین ہین -
اس قسم کو معلق کہتے ہین یہ نام اسکا دارقطنی نے رکھا ہی
اور اسکو حمیدی وغیرہ مغربی بھی لائے ہین یہ
تعلیق بخاری مین نہایت کثرت سے ہی اور مسلم مین
غایت قلت سے
پھر امام نووی نے مسلم کی تعلیقات کو شمار کیا
پھر ابن الصلاح سے ناقل ہو کر کہا کہ ایسا ہی حال ہی تعلیقات
بخاری کا جو الفاظ جزم و یقین سے وارد ہین جیسے
قال فلان و روی فلان
اور ابو محمد ابن حزم ظاہری نے خطا کی ہی کہ اس انقطاع
کو خارج صحت ٹہرایا ہی اور اپنے مذہب باطل اباحت
مزامیر کے ثابت کرنیمین اسبات سے چین لیا -

وزعم انه لم يصح في تحريمها حديث
مجيء من حديث ابي عامر او ابي مالك
الاشعري عن رسول الله صلعم ليكونن
في امتي اقوام يستحلون الحرير والخمر
والمعازف الخ فزعم انه وان اخرجه البخاري
فهو غير صحيح لان البخاري قال فيه
قال هشام ابن عمار وساقه باسناده فهو
وهذا خطاء من ابن حزم من وجوه احدها
انه لا انقطاع في هذا اصلا من جهة
ان البخاري لقي هشاما وسمع منه وقد
قررنا في كتابنا علوم الحديث انه اذا
تحقق اللقاء والسماع مع السلامة
من التدليس حمل ما يرويه عنه على السماع
بای لفظ کان
كما يحمل قول الصحابي قال رسول الله صلعم
على سماعه منه اذا لم يظهر خلافه وكذا
غير قال من الالفاظ
والثاني ان هذا الحديث بعينه معروف
الاتصال بصريح لفظ من غير جهة البخاري
الثالث انه وان كان ذلك انقطاعا فمثل ذلك
في الكتاب غير ملحق بالانقطاع القادح

اور یہ خیال کرلیا کہ حرمت مزامیر مین کوئی حدیث ثابت نہین - اور حدیث ابو مالک یا ابو عامر اشعری کا (جو صحیح بخاری مین حرمت مزامیر مین مروی ہی) یہ جواب دیا کہ اگرچہ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہی پر یہ صحیح نہین اسلئے کہ بخاری نے اسکی سند مین قال ہشام کہا ہی یعنی ہشام نے کہا نہ یہ کہ ہشام نے مجھہ سے کہا سو یہ بخاری اور ہشام کے بیچ مین منقطع ٹہرے

اور یہ ابن حزم کی کئی وجہ سے خطا ہی ایک وجہ یہ کہ بخاری کو ہشام سے ملاقات وسماع حاصل ہی اور ہمنے کتاب علوم الحدیث مین ثابت کر رکھا ہی کہ جب ثابت ہو اور استاد مین لقاء وسماع ثابت ہو اور تدلیس (یعنی بے سنی بات کو ایسی طرح نقل کر دینا کہ وہ سنی ہوئی معلوم ہو) سے وہان سلامتی ہو تو انکی روایت گو کسی لفظ سے ہو سماع پر محمول ہوتی ہی -
چنانچہ اصحاب رسول اللہ صلعم کا قال رسول اللہ کہنا سماع پر محمول ہوتا ہی جبکہ اسکا خلاف خوب واضح نہو ایسی ہی اور الفاظ -

دوسری وجہ کہ یہ حدیث بخاری کے سوائے اور طریق سے معلوم الاتصال ہی

تیسری وجہ یہ کہ اگر اسکو انقطاع بھی فرض کرلین تو یہ اس انقطاع سے ملحق نہین ہی جو صحت کو توڑ دیتا ہی

لما عرف من عادتهما وشرطهما وذكره ذلك
في كتاب موضوع لذكر الصحيح خاصة فلن
يستجيز افيه الجزم المذكور من غير ثبت
وثبوت بخلاف الانقطاع والارسال الصامن
وهكذا في منهج الوصول وغيرہ من كتب الاصول

سے اسلئے کہ انکی عادت و شرط معلوم ہی کہ یہ بدون
تحقیق و ثبوت لفظ جازم استعمال نہین کرتی بخلاف
انقطاع و ارسال و کتب کے کہ انکی مصنفین کی یہ عادت
معلوم نہین ہی - کلام نووی کا تمام ہوا
اور ایسا ہی منہج الوصول وغیرہ کتب بین ہی -

یہ تو اقوال علماء سلف و خلف تھے من حیث الاعتباری کلام ابن حزم کی تعلیقات صحیحہ بخاری مین ہین -
رہا اثبات ایمان جناب مخاطب کا اس بیان سے سو آپکی کتاب مدار الحق (جو درحقیقت اول سے آخر تک
کذب و اباطیل سے مملو ہی اور اس موقع کا مصداق ہے برعکس نہند نام زنگی کافور) اسپر کافی شاہد
ہی - آپنے اسلئے ہے وغیرہ مین امام نووی و ابن الصلاح کی ان عبارات کو نقل کیا ہی - اور بزعم خود بطور اعتباری
کل اقوال ابن حزم کو اس سے استنباط فرمایا ہی
حالانکہ ایک قول کی بھی اعتباری ہونے سے کل اقوال کا بے اعتبار ہونا ثابت بھی نہین ہو سکتا ہی
یہ ہو تو چاہیے کہ کسی مجتہد کی کوئی بات نہ مانین اور خاص کر امام ابو حنیفہ رح کی ایک نہ سنین کیونکہ ہر مجتہد
صواب کے ساتھ خطا بھی کرتا ہی - چنانچہ قاعدہ المجتہد یخطی و یصیب اسپر شاہد ہی
اور علی التخصیص جناب امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ اس امر مین اور مجتہدین سے پیش قدم ہین اور خاص ابن حزم سے
بھی درجہا سبقت رکھتے ہین اسلئے کہ انکو حدیث پر اطلاع کم ہوئی ہی اور پچھلے مجتہدین ابن حزم کو انکی
نسبت زیادہ - چنانچہ ہمنے اخبار حنفیہ ہند فیہ ۲۲ مارچ ۱۹۰۸ء مین بسلسلہ تحقیقات بخوبی عمل مین آئی ہی اور دوسرے مجتہدین خصوصاً ابن حزم
سے بنا و جہالت ان سے خطا و مخالفت احادیث صحیحہ زیادہ عمل مین آئی ہی اور دوسرے مجتہدین خصوصاً ابن حزم
سے کمتر -

اگر حضرت مخاطب یا کسی انکے ہم مذہب کو اس سے طیش آوے تو وہ ابن حزم کی خطاؤن اجتہادی کی فہرست لکھے
اور ہم ہو دو چند خطاؤن امام ابو حنیفہ کی تفصیل یا دلیل سے
بالجملہ خطا ہی خطا کلی مستنبط کرنا انکا علماء اسلاف نہین پر جناب مخاطب نے اعتباری اس کلام ابن حزم

(61)

پر ایسے مومن بلکہ مفتون ہوئی کہ اس سے اسکے جملہ اقوال کا ساقط الاعتبار ہونا استنباط فرمائی
پہر معلوم نہین آپ بمقابل اشتہار اپنی وہ بات بحکم آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد بہول گئی مین یا دیدہ و دانستہ
یہان دہوکہ و مغالطہ کی چال اختیار کئی ہین - بہر حال تعلیقات صحیح بخاری مین کلام ابن حزم کی ساقط
الاعتبار ہونی پر ہمارا اور جناب مخاطب کا اتفاق ہی - اور اسی پر علماء سلف و خلف کا وفاق ہی - اب کوئی سوال
کری کہ علی العموم و الاطلاق تعلیقات بخاری کو نماننا لائق لحاظ و اعتبار نہین تو پہر لائق اعتبار اسباب
مین کونسا مذہب ہے ؟

علی الاطلاق تسلیم یا کچھ اسمین تفصیل ہی -
تو جواب اسکا یہ ہی کہ لائق اعتبار و اعتماد اسباب
مین وہ تفصیل ہی جو حافظ امام شیخ الاسلام
ابن حجر عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری مین بیان
فرمائی ہی اور اسی کتاب سے قسطلانی نے اپنی شرح
بخاری کی مقدمہ مین نقل کی ہی -
خلاصہ اسکا یہ ہی کہ اولاً تعلیقات بخاری دو قسم
ہین تعلیق مرفوع (جو آنحضرت صلعم کی طرف
منسوب ہین) تعلیق موقوف (جو صحابہ
یا تابعین تک پہنچتے ہین) پہر تعلیق مرفوع
ثانیاً دو قسم ہی قسم اول وہ جو اسی
کتاب مین دوسری جگہہ باسند یا بی سند موجود
ہی قسم دویم وہ جو دوسری جگہہ اسمین نہین ہے
پہر قسم اول تقسیم دوم سے ثالثاً دو
قسم ہی اول وہ جو دوسری جگہہ بسند
موصول موجود ہی دوم وہ جو دوسری جگہہ بھی بے
سند ہی - پس قسم اول تقسیم ثالث سے اسکا حکم
تو ظاہر ہی کہ وہ تعلیق نرہی یہان اسکا بلا سند
لانا کسی فائدہ کیواسطے ہی جیسے اختصار یا عدم
تکرار وغیرہ پہر قسم دوم تقسیم ثالث سے
رابعاً دو قسم ہی اول وہ جو بصیغہ
جزم و یقین مروی ہے (جیسے قال فلان) دوم
وہ جو بصیغہ تمریض (مشعر تضعیف) وارد
ہی - پس حکم احادیث قسم اول کا تقسیم
رابع سے یہ ہی کہ وہ بخاری کی کلام سے صحیح معلوم
ہوتی ہی پر وہ بنظر حال راویون کے خامساً پہر
دو قسم ہین اول ملحق بشرط بخاری
دوم غیر ملحق - پس قسم اول تقسیم خامس
سے اسکا بسند موصول ملانا اسوجہ سے ہی کہ اسکے
قائم مقام اور حدیث امام بخاری لا چکا ہے

جسکے سبب سے اسکی اسنادلانیکی حاجت نہین ہی۔
یا یہ کہ اسکی سماع بخاری کو اپنی شیخ سے حاصل
نہین یا اسمین شک ہے یا وہ بطور مذاکرہ سنی ہی
نہ بطور تحدیث **اور قسم دوم تقسیم خامس**
سے بشرط بخاری صحیح نہین۔ انمین بعضی
محدثین اور محدثین کی شرط پر صحیح ہین بعضی
حسن لائق استدلال **قسم دوم تقسیم**
رابع سے یعنی جو بصیغہ تمریض موجود ہین
انکی صحت بخاری کی کلام سے مستفاد نہین لیکن
واقعہ مین بعضی انمین سے صحیح ہین بعض ضعیف
پھر **قسم دوم تقسیم دوم** سے سادسًا
چار قسم ہی اول صحیح اگرچہ بخاری کے
شرط پر نہین **دوم** حسن **سوم** ضعیف جسکا
جبر نقصان معمول بہ ہونی سی ہو چکا ہی **چہارم**
ضعیف جسکا جبر نقصان نہین ہوا اور یہ قسم
صحیح بخاری مین کم ہی جہان اسکا ذکر ہی وہان
اسکا رد و تعقب بھی ضرور ہی۔ **اور قسم دوم**
تقسیم اول سے **سابعًا دو قسم ہی اول** صحیح
جو بصیغہ جزم ہی۔ **دوم** ضعیف جو بصیغہ تمریض ہے
ایسی احادیث کا وارد کرنا اصل مقصود مصنف
و موضوع کتاب نہین ہی بلکہ بطور استشہاد و استیناس

ہی۔ واللہ اعلم اس تفصیل سی بے اعتبار ہونا قبل
کلام کا عمومًا تعلیقات بخاری مین دوبارہ
ثابت ہوا۔ حکم تعلیقات بخاری بھی معلوم ہوگیا
الحاصل تعلیقات بخاری مین عمومًا کلام قسم ثانی
جرح سے نہین ہی بلکہ از قسم اول ہی جو راقم
(صاحب اشتہار۔) وغیرہ محدثین کے نزدیک
پایہ اعتبار سے ساقط ہی اور بناءً علیہ خروج تعلیقات
بخاری دائرہ صحت انتفائی مقصودہ صاحب اشتہار
سے بحکم قید ثالث ناممکن ہی
اس سی کذب سلیوم حضرت مخاطب کا
مبرہن ہوا اب بقیہ کذبات جناب پر ناظرین
کو مطلع کیا جاتا ہی۔
کذب چہارم آپ کا یہ دعوی کہ قید سادس
احتراز ہی آیات و احادیث ظاہرہ سی جو قطعی
الدلالہ نہین۔
دلیل کذب ہونی اس دعوی کی بھی ویسی
ہے جو دعاوی سابقہ کی کذب ہونے پر گذری
وہ یہ کہ مین مراد اپنی اس قید سی ایسی ظاہر
کر چکا ہون جسکے رد سی آیات و احادیث
ظاہرہ سے احتراز ممکن نہو
اور وہ بمقتضائی قید سادس خارج آیات و احادیث

(61)

ثانیاً وہ مقصود نہ ہوسکیں

پھر میرے اس قید کو باوجود نہ ہونے اسکے منافی ہونے کے

باعث احتراز ان آیات و احادیث کا ٹھہرانا دو۔

مجھ کو انکی قبولیت کا منکر بنانا درست نہیں

نہیں تو کیا ہے اب میں اپنی اس کلام کو نقل کرتا

ہوں جسمین وہ مراد ظاہر کرچکا ہوں

ضمیمہ اخبا رفیض ہندوستان مطبوعہ ۷ جولائی

۱۸۷۸ء میں رجسٹرڈ ایک تحریر عنوانی کی

تکذیب کے نقل ہوچکی ہے) میں ان الفاظ سے

یہ مراد ظاہر کی ہے +

مراد میرے لفظ قطعی الدلالۃ) سے یہ ہے کہ اسمین

احتمال خلاف بادلیل کا نہو۔ نہ یہ کہ وہ کسی وجہ سے

محتمل خلاف نہ ہو توضیح وغیرہ کتب اصول فقہ

مین مذکور ہے کہ قطعی کے دو معنی ہین اول یہ کہ معنی

محتمل خلاف نہو دوم یہ کہ احتمال خلاف نہ ہو

از دلیل نہ کہ ہو ان معنی ثانی کر ظاہر و نص

بمثل اسکے سب ظنیات سے ہین اور ایسی قطعیات

مسائل خلافیہ مین صدہا موجود ہین"

تو دیکھو قید قطعی الدلالۃ کا آیات و احادیث

ظاہرہ کو شامل ہونا منطوق صریح میرے اس کلام

کا ہی پھر میرے اس قید کو اسکے خلاف پر حمل

نہ ہو سکنے س

کی یہ ہوئی کہ کوئی مسئلہ شرعیہ ثابت نہو گا مگر
ساتھہ آیۃ یا حدیث صحیح کے جسکی صحت مین کسیکو
کلام نہو اور یہ آیۃ اور حدیث نص صریح قطعی الدلالۃ
ہو۔ یعنی کوئی دلیل شرع مین معتبر نہو گی جب تک
اسمین جمیع قیود مذکورہ موجود نہ ہون۔

دلیل کذب ہونی اس دعوی کی یہ ہے
کہ اولاً تو بنا اسکی ان مفتریات پر ہی جو اکاذیب
سابقہ مین جناب مخاطب سے عمل مین آئی ہین
اور قیود اشتہار کے مفاد و اغراض کے بیان
مین سرزد ہوئے ہین۔
اور جبکہ ان مفتریات کا کذب ہونا مدلل و مبرہن
ہو چکا ہی اور بخوبی ثابت ہو لیا ہی کہ قیود اشتہار
کا مفاد وہ نہین جو آپنے سمجھا ہی اور ان قیود سے
جملہ ان آیات و احادیث کے احتراز ممکن نہین
جنسے احتراز آپکی خیال فاسد مین سما گیا ہی
تو اب اس کذب کا جو اکاذیب سابقہ کی فرع
ہی اثبات باقی نہین رہا **اور اگر** کسیکو
بنظر مفاد و اغراض بعض قیود کے (جنسے
ہمنے تعرض نہین کیا) اسکا کذب ہونا بیان
سابق سے سمجھہ مین نہ آوے **تو** اسکے لئے
یہ دلیل پیش کیجاتی ہی کہ کسی مسئلہ شرعیہ

کا بدون آیہ یا حدیث قطعی الدلالۃ نص صریح
کے ثابت نہونا اور کسی دلیل شرعی کا بدون
تحقق قیود دستہ اشتہار کے معتبر نہونا (جسکو
مخاطب نے میری کلام کا منشی ٹہرایا ہی میرے
کلام اشتہار کا نہ منطوق ہی نہ مفہوم۔ یعنی
نہ اسکے صریح الفاظ سے ثابت ہی نہ اسکے
معنی سے مفہوم ہو سکتا ہی
مینے تو سوای دس مسائل کے کسی مسئلہ کا ذکر نہیں
کیا اور نہ سوای دلائل ان دس مسائل کے اور دلایل
سے تعرض کیا ہی کہ ایسے ہون اور اس شرط
سے پس میری دس مسائل کو کل مسائل
(جنسے کوئی مسئلہ شرعیہ خارج نہو) قرار دینا اور
اور انہین دس مسائل کے قیود و دلائل کو
جملہ دلائل شرعیہ کے قیود بنا لینا کذب نہین
تو کیا ہی؟
ثانی اگر مین بلا تحدید و تعدید مسائل ان
قیود کے ساتھہ دلائل پوچھتا یا جملہ مسائل
و جمیع دلائل کا لفظ بولتا تو آپکا یہ حاصل
بیان کرنا کذب نہوتا۔
اور جبکہ مینے سوای مسائل عشرہ معدودہ
اور انکے دلائل محدودہ کے کسی مسئلہ یا دلیل سے

(۶۳)

سے تعرض نہین کیا تو یہہ یہ کذب کہ کوئی مسئلہ
اور کوئی دلیل بدون قیود ستہ معتبر و
مقبول نہین تمہاری کلام کا منطوق نہین
ولیکن مفہوم تو ہی نا کیونکر مانا جاوے تمہاری
کلام کی قیود سے بطور مفہوم مخالفہ سمجہا جاتا ہے
کہ آیات واحادیث جنمین وہ قیود نہون تمہارے
نزدیک معتبر و مقبول نہین اسیواسطے تمنے
وہ قیدین لگائین ہین ۔ اگر تمہارے نزدیک
ہر طرح کی آیات واحادیث مقبول ہوتے
تو یہ قیدین کیون لگاتے

تمثیل جیسے کوئی کسی دوکاندار سے
کہی کہ سفید مصری ہو تو دو اس سے مفہوم
تو تا ہی کہ وہ سرخ مصری کا طالب نہین اور
اسکو وہ منظور نہین رکہتا ۔

تو اسکی جوابتین ہین اول یہ مفہوم
مخالف وہان لیا جاتا ہے جہان ذکر قیود کسی
چیز سے بدون نفی واظہار نامنظوری

اس چیز کے خالی از فید اور کوئی غرض نہو
بلکہ یہی مقصود وہان نظر آوے کہ متکلم نے
یہ قید اسلئے لگائی ہی کہ اگر اس قید سے یہ
شے خالی ہو تو میرے نزدیک وہ معتبر اور
میری وہ مراد نہین اور جہان یہ مقصود نہو
بلکہ ذکر قیود سے کچہ اور فوائد نظر آوین تو
وہان مفہوم مخالف لینا کسیکے نزدیک جائز نہین

تمثیل ایک شخص کے پاس ایک مصری ہی جسکو
وہ سفید سمجہتا ہی اور استعمال مین لاتا ہی اسکو
کوئی دوکاندار یہ کہی کہ جو میرے پاس مصری ہی
وہ اس سے زیادہ سفید ہی پس اگر وہ شخص اس
دوکاندار کے جہوٹا کرنیکو یا اپنی مصری کی
سفیدی ثابت کرنیکو یہ کہی کہ اس سے سفید مصری
ہو تو لاؤ تو اس سے کوئی عاقل یہ نہ سمجہیگا کہ یہ
شخص اپنی مصری کو سفید نہین جانتا یا اور
کسی مصری کو جو اسکے برابر سفید ہو ۔ سرخ سمجہکر
منظور نہین رکہتا

شہادت

قال صاحب التوضیح وشرطہ ان لا یظہر
اولویۃ ولا مساواۃ ولا خروج مخرج العادۃ
ولا یکون السؤال او حادثۃ او علم المتکلم بان
السامع یجہل ہذا الحکم المخصوص انتہی

وقال صاحب التلويح وشرط المفهوم المخالفة الشرائط التي اوردها المصنف ههنا وقالوا في اخر الشرائط او غير ذلك مما يقتضي تخصيص المنطوق بالذكر - فعلم ان شرط مفهوم المخالفة ان لا يظهر لتخصيص المنطوق بالذكر فائدة غير نفي الحكم المسكوت عنه والمصنف حصر الشرائط في المعدودات وسكت عن تعميمها ليتمكن من الاعتراض على دليلهم في مفهوم الصفة والشرط بايراد صور يوجد فيها الشرائط المعدودة مع عدم نفي الحكم عن المسكوت عنه - انتهى

قلت والاعتراض الذي اورده على دليلهم ما قال في صفحة ۱۴۱ وعندنا لا يدل لان موجبات التخصيص لا تنحصر فيما ذكروا الى ان ذكر امثلة لذلك

ترجمہ - صاحب توضیح نے کہا ہی کہ شرط مفہوم مخالف کی (۱) یہ ہی کہ جس چیز سے بذکر قید یا شرط یا وصف کے متکلم نے سکوت کیا ہی اسکا مذکور و منطوق کے مساوی یا اس سے اولی ہونا معلوم نہو (۲) اور نہ وہ بطور عادت زبان سے نکلی ہو (۳)

اور نہ اسکا ذکر یا تخصیص کسی سوال اور اتفاقی واقعہ کے سبب سے ہو - (۴) اور نہ مخاطب کے اس چیز سے بیخبر ہونیکے سبب اسکے جتلانے کے لئے بولی گئی ہو - کلام صاحب توضیح کا ہو چکا

صاحب تلویح نے کہا ہی کہ شافعیہ نے مفہوم مخالف کے لئے وہ شرطین کی ہین جو مصنف نے ذکر کی ہین (یعنی شروط اربعہ مذکورہ) اور اُن شروط کے اخیر مین یہ بھی کہا ہی کہ یا کوئی اور شرطین اسکے سوائی جو باعث تخصیص ہوسکین - اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مفہوم مخالف کی (عام) شرط یہ ہی کہ سوائی نفی شے غیر مذکور کے اور کچھ فائدہ ذکر قید یا شرط یا وصف کسی چیز سے ظاہر نہو -

اور مصنف نے شرائط مفہوم مخالف کا ان (چار) شرطون معدودہ مین حصر کیا اور اُسکی عموم سے سکوت فرمایا تاکہ وہ اُنکی دلیل پر جو مفہوم صفة یا شرط مین وہ لاتے ہین اعتراض کرنے پر قادر ہو اور ایسی صورتین بتادے جس مین وہ چارون شرطین متحقق ہین پھر حکم نفی موجود نہین - کلام صاحب تلویح کا ہو چکا -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(64)

مین مترجم کہتا ہون کہ وہ اعتراض جو صاحب
توضیح نے انکی دلیل پر وارد کیا ہی یہ ہی جو توضیح
کے صفحہ ۱۴۱ مین لایا ہی - کہ ہمارے (حنفیہ)
کے نزدیک کسی چیز کا کسی صفت کی ساتھہ مقید
و مخصوص کرنا نفی غیر موصوف پر دلالت نہین
کرتا ہی اسلئے کہ تخصیص کی بھی وجوہ نہین
جو قائلین مفہوم نے ذکر کئے ہین بلکہ اور بہت
وجوہات ہین جنسے نفی حکم متصور نہین - ہمارے
بیان کی شہادت مین عبارت توضیح شاہد
کافی ہے اور ہماری تمثیل کی تائید مین
شرط سوم موید وافی - اور اخیر فقرہ توضیح
کا کہ موجبات تخصیص منحصر نہین
ہوتی اور بھی شافی

اور اگر اسمین کسیکو جای کلام ہو - تو عبارت
تلویح تو اس شہادت مین صریح ہی جسمین کسیکو
دم مارنے کی جگہہ نہین ہی - ایسا ہی
مسلم الثبوت وغیرہ مین ہے جو حنفیون
کے نزدیک مسلم الثبوت گویا اسم بامسمی ہے
بنابراس قاعدہ کے بجواب سائل کہا
جاتا ہی کہ جس حالت مین ہمارے قول و فعل سے
منظور و معمول بہ ہوتا بعض ان دلائل کا

جنسے بحکم قیود ستہ ہمکو منکر سمجھا گیا ہی ثابت ہی
اور ہماری تقریرات و تحریرات سی جو ہمیشہ چھپکر
شہرہ آفاق ہوتے ہین - ہمارا قبول کرنا
اور معمول بہ ٹہرانا احادیث صحیحہ مختلف الصحۃ
کو - و احادیث حسنہ کو جنکے مقابل صحیح
نہو بلکہ احادیث ضعیفہ کو جنکے مقابل حسن نہو -
اور آیات و احادیث ظاہرہ کو جو بدلائل قویہ
مصروف عن الظاہر نہون اور عمومات آیات و احادیث
ظنی الدلالۃ کو جنکی مقابلہ مین کوئی قطعی الدلالۃ
متحقق نہو و علی ہذا القیاس معلوم و متیقن ہے
تو پہر ہماری ان قیود سے مفہوم مخالف لینا
اور ہمکو منکر معتبری و منظوری عموماً ان دلائل
کا جنمین وہ قیود متحقق نہین ٹہرانا کب
جائز ہے

اور اگر کوئی انکی طرف سی یہ عذر کرے
کہ قیود اشتہار سے سوای نفی قبولیت و منظوری
دلائل خالی از قیود کے اور کوی فائدہ
نظر نہین آتا اگر ہی تو بتلاو ورنہ اسکا
مفہوم مخالف سمجھنی والون کو معذور سمجھو -
تو اسکا دفعیہ یہ ہی کہ فواید تو ان قیود
کے ایسے ہین کہ ادنی مشتغل بالحدیث

ایک روشن ہین اور طرفہ یہ کہ ہماری تحریرات
مین خصوصًا ضمیمہ، جو لای شمارہ اور اس تحریر
کے اسی مقام مین جہان اب قلم چل رہا ہے۔
موجود ہین۔ باایںہمہ کسیکو نظر نہ آوے
تو کسکا قصور ہی ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم +
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۔ اور اس جبلی قدرتی
کور باطن کا بجز اسکے کہ ہم اسکے لئے دعاء خیر
کرین اور کیا علاج ہے۔

رہی سائل کی یہ بات کہ اگر کچھ فائدہ ہی تو
بتاؤ۔ سو لائق جواب نہین ہی۔ ہم قیود کی
فوائد نہین بتلاتے اور نہ بتلائینگے جبتک کہ
ہماری مخاطبین اپنی نافہمی کے معترف نہو جاوین
یا کوئی ایسا قانون جسکی حکم سے وہ اس مطالبہ
کا حق رکھتے ہین اور جواب پر مجبور کر سکتے
ہین پیش نکرین

مین پہلے بھی تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ
۱۸ مئی مین (جو بمقابل مولوی رحیم بخش
صاحب امام مسجد فتحپوری دہلی کی تحریر ہو کر
شائع ہوا ہی) کہہ چکا ہون اور اب پھر کہتا ہون
کہ مناظرہ مین احد الفریقین اپنی کلام مین کہیں
قیود دیگا تا ہی اور کہیں مقدمات جما تا ہی فریق
ثانی کو کہان پہنچتا ہی کہ ان قیود و مقدمات
کی اغراض و مفادات اس سے پوچھے۔
اور اسپر کب واجب ہے کہ اپنی اغراض کو قبل
حصول ظاہر کردی۔ **بناءً علیہ** کوئی
فوائد قیود و مقدمہ سے پوچھہ ہی نہین سکتا اور
اس سوال کے جواب کا استحقاق نہین رکھتا
ہم اسمقام مین مولوی رحیم بخش صاحب
موصوف بالا کا شکریہ ادا کرتے ہین اور انکے
منصف مزاجی کے قائل ہوتے ہین اسلئے کہ
جب انہون نے مجھہ سے ایک ایسا ہی سوال
کیا تو مینے انکو ۱۰ مئی شمارہ مین یہی جواب دیا
پھر دوبارہ ۱۵ جون شمارہ کو التماس کیا کہ
ایسے سوالات آپ تحریر مین نہ لائین بلکہ
میرے سوالات کا جواب ہو سکے تو تحریر فرماوین
ورنہ سکوت اختیار کرین۔ اور ان ابیات پر
کاربند ہو جاوین ؎ آنانکہ چشم بر گل تحقیق
وا کنند + از ہر چہ فہم ننگ نگیرد حیا
کنند + در مبحثی کہ غیر خموشی علاج نیست
پرہیزہ است تکیہ بچون و چرا کنند +
پس مولوی صاحب موصوف نے میری یہ
تحریر دیکھکر سکوت اختیار فرمایا اور باوجود

اشتعالک بعض ناعاقبت اندیشون کے پہر
قلم کو ہاتھ مین نہ لیا۔

[illegible]
[illegible]

کاش [illegible] مخاطبین [illegible]
اختیار کرین [illegible] بے استحقاق سوالات
اور کج بحثی سے باز آوین۔

جواب دوم ہمنے فرض کیا اور مان لیا
کہ مفہوم مخالف یہان لیا جا سکتا ہی ولیکن لینا
اور اعتبار کرنا اسکا بنا بر مذہب امام شافعی کے
ہو سکتا ہی نہ بنا بر مذہب حنفیہ کے جو اسکو بعض
صورتونمین مستلزم کفر سمجھتی ہین۔

صاحب توضیح (جو شرح وقایہ کے
مصنف ہین اور اعیان حنفیہ سے) فرماتے
ہین۔ وعندنا لا یدل والا یلزم الکفر والکذب
فی محمد رسول اللہ وزید موجود۔

ترجمہ۔ کسی چیز کا نام لیکر اسپر کوئی حکم لگانا
دوسرے چیزونمین اسحکم کے نہونے پر ہمارے
نزدیک دلالت نہین کرتا
یہ ہو تو محمد رسول اللہ کہنی سے کفر لازم آوے
کیونکہ اس سی یہ مفہوم ہوتا ہی کہ آپکی سوائے
اور کوئی رسول نہین۔ ایسا ہی زید موجود
کہنے سے کفر لازم آوے اسلئے کہ اس سے
یہ مفہوم ہوتا ہی کہ زید کے سوای اللہ تعالے
بھی موجود نہین

اور جس حالتمین ہماری مخاطبین حنفیہ ہین
سو بھی **ڈبل حنفی** کہ ترک تقلید مذہب
حنفی کو حرام قریب بکفر جانتی ہین تو پہر وہ
کسطرح مفہوم مخالف لی سکتی ہین اور کیونکر
مرتکب دو جرم سنگین کی ہو سکتی ہین ایک التزام
امر مستلزم کفر دوم ترک تقلید کہ جو بزعم انکی
قریب کفر ہی

الغرض مفہوم مخالف ہماری کلام کا
اگر لے سکتے ہین تو شافعی یا کوئی مجتہد
فی المذہب لے سکتا ہی نہ ہمارے مخاطبین

تمثیل۔ اگر کوئی شخص کہی کہ مجہی سفید مصری
دو تو اس کلام سے سرخ مصری کا مراد و پسند
خاطر اس شخص کی نہونا وہی سمجھ سکتا ہی
جو سفید کہنی سے سرخ کی نفی کا یقین کر سکتا ہے
اور ایسے الفاظ کے اپنی محاورہ مین
ایسے معانی کر لیا کرتا ہی اور جو مدت العمر
سرخ و سفید مین تمیز نہ کرے اور ایک کے اطلاق

سے دوسرے کی نفی سمجھنے والونکو احمق یا کافر
بتلاوے وہ اس شخص کی سفید مصری مانگنی
سے سرخ مصری کا مطلوب ہونا کہان نکال
سکتا ہی

جواب سیوم ہمنے یہ بھی فرض کر لیا اور مان
لیا کہ ہمارے مقابلہ کے لئے تہوڑی دیر کیواسطے
یہ لوگ بحکم ع گر ضرورت بود روا باشد۔
التزام کفر بھی کر لینگے۔ اور ترک تقلید پر
فتوی جواز لگا دینگے اور اسکلام کا مفہوم مخالف
لینے کو شافعی بنجاوینگے۔ ولیکن پہر بھی انکا
کام نہین بنے گا اور عموم اس مفہوم کا بہ نسبت
دلائل مسائل غیر اشتہار ہرگز ثابت نہوگا
یعنے باوجود اعتبار کرنے اور لے لینے مفہوم
مخالف ہماری قیود کے یہ امر ثابت نہوگا کہ
صاحب اشتہار جملہ مسائل شرعیہ کی جمیع دلائل
کو جو اون قیود سے خالی ہون نہین مانتا۔
یہ اسلئے کہ جیسے مفہوم مخالف قیود سے
نامنظوری و بے اعتباری دلائل خالی از
قیود کے ثابت ہوتی ہی ویسی ہی مفہوم مخالف
تعیین عدد مسائل سے (جو دس ہین اور
انہین کے متعلق یہ اشتہار ہی) یہ بات
سمجھی جاتی ہی کہ صاحب اشتہار سوای مسائل عشرہ
کے اور مسائل کے دلائل نہین پوچھتا اور
نہ انمین ان قیود کو ملحوظ و مشروط ٹھہراتا ہی۔

الغرض مفہوم قیود لینگے تو مفہوم عدد
مسائل بھی اونکو لینا پڑیگا۔ اور اگر مفہوم عدد
مسائل چھوڑ دینگے تو مفہوم قیود بھی چھوڑنا
پڑیگا۔

یہ ممکن نہین کہ مفہوم قیود کو لا تقربوا الصلوۃ
کی مثل سمجھ کر لے لین اور مفہوم عدد مسائل
کو وہم کاری خیال کر کے چھوڑ دین +

تمثیل۔ اگر کوئی شخص کہی کہ اسوقت اگر
دوا یا اس برتن مین سفید مصری ڈال دو
تو اسمین یہ کوئے نہین کہہ سکتا کہ سفید
مصری کہنے سے سرخ مصری کی نامنظوری
مراد ہے اور اسکے محل برتن یا دوا یا وقت
کی تخصیص سے کچھ مراد نہین ہی۔ اور اس
شخص کے نزدیک سرخ مصری کسی وقت
کسی دوا مین استعمال کرنے یا کسی برتن مین
ڈالدینے جائز و منظور نہین

حاصل جوابات ثلثہ کا یہ ہوا کہ ہمارے
قیود اشتہار سے اولاً مفہوم مخالفت کا لینا درست

(66)

نمبر دہم

رسالہ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسمیں تتمہ و خاتمہ جواب اُس تحریر کا ہی جسکو میاں

محمد شاہ صاحب مقیم دہلی نے بجواب مسائل عشرہ

مشتہرہ ۱۹ مئی ۹۵ء تالیف کیا اور

خلاف واقعہ میاں محمد یوسف صاحب کے

نام سے شائع کرایا

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری عفی اللہ عنہ

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ - ۱۵ دسمبر ۹۵ء

مطبع افضل المطابع لاہور میں طبع ہوا

درست نہین اور وہان شرط مفہوم مخالفۃ
متحقق نہین **ثانیاً** اگر اسکو درست بھی مانا
جاوے تو مخالفین ہمارے مذہب سلولی
نہین سکتی۔ **ثالثاً** اگر مذہب چھوڑ کر اسکو
لے بھی لین تو اس سے انکا کام نہین بنتا
یعنے ایسا عموم اس مفہوم کا جو دلائل مسائل
غیر اشتہار کو بھی شامل ہو ثابت نہین ہوتا
یہان ہمارے زیرک مخاطبین کو یہ شبہ
نگذرے کہ مفہوم کا تو عموم معتبر ہے چنانچہ
سوائے غزالی کے اور شافعیونکا مذہب ہے
اسلئے کہ ہمکو اس عموم سے انکار نہین
جو مفہوم کے لوازم سے ہے اور الفاظ
منطوق سے سمجھا جاتا ہے۔ ہمنے تو ان افراد
کی نسبت عموم کا انکار کیا ہے جسکا افراد
عام نہونا الفاظ منطوق سے ثابت ہے
ولیکن ان باتون کے سمجھنے کو فہم
کا ہونا شرط ہے سو تقلید کے آس پاس
کہان پھٹک سکتا ہے
اس بیان سے ثابت ہوا کہ جیسے
نامنظور و غیر مقبول ہونا جملہ دلائل جمیع
مسائل شرعیہ کا ہمارے منطوق اشتہار

سے ثابت نہین ہوتا ایسے ہی اسلئے مفہوم
مخالف سے بھی ثابت نہین ہوتا ۔ ۔ ۔
مخاطب کا اس بات کو ہمارے اشتہار کا
مطلب بنانا سراسر کذب ہے جسپر باوجود عقل و نقل
جرأت نہین کر سکتا۔
یہ بات بھی ایسی ہے جسکو ہم اپنے
اور اپنے مخاطب کے **مابہ الفصل** ٹھہراتے
ہین اور اسمین عموماً ناظرین سے (گو وہ کسی مذہب
یا مات کے ہون) انصاف چاہتے ہین۔ اسمین
اگر ناظرین کذب جناب مخاطب کا تسلیم کرین تو مجھ
آئندہ ایسی بیباک و بیضبط کے خطاب سے معافی
دین اور اگر ناظرین یا مخاطبین مضمون کذب پنجم
کی راستی ثابت کر دین تو مجھ سے اپنے مذہب و کمال
علم کا اقبال کرالین یا فقط اسی ایک بات پر سو روپیہ
نقد انعام لین یہ بات مین علی الاعلان کہونگا
اور اسمین ایک اشتہار بھی دونگا
کذب ششم جو متہی الا کاذیب کا نتیجہ ہے جناب کا
یہ دعوی ہے کہ موجب یعنے حکم و مفاد قول صاحب
اشتہار کا یہ ہوا کہ ۱/۴ حصہ اسلام کے ۳/۴ حصہ سے
باطل ہو گئے جسکی تفصیل حاشیہ کاغذ ہذا پر
موجود ہے۔

(67)

دلیل کذب ہفتم یہ ہے کہ اس کذب کی یہ بنا

[illegible] کذب ہے [illegible] کذب پنجم [illegible]

[illegible] کذب پنجم [illegible] کہ صاحب استہار

[illegible] زریاب کوئی دلیل شرعی کسی مسئلہ دینی

[illegible] بدون قیود رستہ قبول معتبر نہین)

صحیح دسچا ہو تو بزعم مخاطب ۳۲ حصہ دین سے

۳۱ حصہ باطل ہوتے ہین۔

اور جس حالتمین کذب ہونا اس مضمون کا ہم نے

ثابت کر چکے ہین جسکی خلاف کی ثبوت پر ہم

سو روپیہ انعام دینا مان چکے ہین تو پھر

بطلان ان سب حصونکا کہان متصور ہے اور

اسکو بجز کذب باشنیع و بہتان قبیح کوئی کیا کہہ سکتا

ہے۔ اور جو تفصیل بمنزلہ دلیل اس کذب کے

آپنے حاشیہ مین تحریر فرمائی ہے وہ بجاے خود

مجموعہ اکاذیب ہے جسکا کذب ہونا عنقریب

ثابت کیا جاتا ہے۔

کذب ہفتم۔ آپکی وہ تفصیل ہے جو اخیر

تحریر مین بطور حاشیہ تسطیر ہوئی ہے۔

یہ تفصیل **کئی اکاذیب** پر مشتمل ہے جنکے رد سے

اسکا لقب **ام الاکاذیب** مقرر کیا گیا

ہے اور انکا بیان نمبروار قلم مین آتا ہے

(۱) زنہاد دین اسلام کی ۳۲ حصہ فرض کرنا

اور قیاس و اجماع کے مطلوب نہ ہونے

۱۰ حصہ کا باطل ٹھہرانا اگر ایسا فرض

موجود ہے جسکے مفروض کا وجود

نہین جیسے کوئی زمین کو اوپر فرض

کرے اور آسمان کو نیچے تو اپنے فرض

پر کوئی واقعی حکم لگا یا نہین جا سکتا۔

مثلاً۔ فوقیت مفروضہ زمین کی منکر

کو بعقل اور منکر امر واقعی نہین کہا جاتا۔

پس آپکا ایسی فرض پر حکم لگانا یعنی ہمکو منکر

دلائل مسائل دین ٹھہرانا کوئی محل نہین

رکھتا اور اسکو بجز کذب کچھ نہین کہا جاتا

اور اگر یہ فرض ایسا ہی جسمین واقعیت کو بھی

لگاؤ ہے اور یہ دعوے ہی کہ واقعہ مین

دین اسلام ۳۲ حصہ ہی تو بھی اسمین مطابق

کا بو نہین ہے ۳۲ حصہ پر منقسم ہونا

دلائل کا نہ انواع دلائل کی نظر سے

ثابت ہی نہ افراد و خصوصیات دلائل کے

رد سے

انواع دلائل چار سے زیادہ نہین (۱)

کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ صلعم۔

(۳) اجماع - (۴) قیاس - ان دلائل مین سے
گو دو اخیر کے دلیل ہونے مین نزاع ہے
ولیکن چار سے زیادہ دلائل نہونے مین
کسیکو نزاع نہین
اور ان **انواع** کے اقسام (جیسے کتاب اللہ
وسنت کا کئی قسم ہونا متواتر و مشہور وغیرہ
وعلی ہذا القیاس) بھی ۳۲ مین محصور نہین
ہین اور ان انواع کے افراد تو ہزارون
تک پہنچتی ہین جو صدہا آیات ہین اور
ہزارہا احادیث اور بیسون اجماع اور
سیکڑون قیاس
پس آپکا دلائل کو ۳۲ حصہ مین منحصر
کرنا بجز دروغ بیفروغ کچھ ہو نہین سکتا۔
اور آپکے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل
حصر عقلی یا استقرائی پر ہے تو پیش
کرین ورنہ اس کذب واضح سے تائب
ہون
(۲) آپ کا ادلہ اربعہ شرعیہ کو پھر چار قسم بنانا
اور اسکے سولہ قسم نکالنا یہ بھی اگر مجرد فرض
بلالحاظ نفس الامر ہی تو اسکا کذب ہونا
بیان صدر سے ظاہر ہے۔

اور اگر اسمین بھی نفس الامر کا لحاظ ہے تو
سولہ قسم بنانی کی وجہ (جسکو آپنے
برفق مطلب ش در بطن شاعر مخفی رکھا
ہے) یہ ہے کہ چارون دلائل کو چارون
قسم مین ضرب کیا تو حاصل ضرب سولہ ہوئے
جسکی تفصیل نقشہ ذیل مین ہے

اقسام ادلہ	کتاب اللہ	سنت	اجماع	قیاس
قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ	۱	۵	۹	۱۳
قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ	۲	۶	۱۰	۱۴
ظنی الثبوت ظنی الدلالۃ	۳	۷	۱۱	۱۵
ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ	۴	۸	۱۲	۱۶

ان سولہ اقسام کی تعبیر یون ہے (۱) کتاب
قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ (۵) سنت قطعی
الثبوت قطعی الدلالۃ (۹) اجماع قطعی الثبوت
قطعی الدلالۃ (۱۳) قیاس قطعی الثبوت قطعی
الدلالۃ۔
اور اگر قسم اول کے بعد دوم کو پڑھین تو یون

بین ... کتاب یفنی الثبوت فنی الدلالۃ قسم
علی ہذا
"یہ بھی ایسا کذب ہی جسپر بحث ایسے دلیر کے
جو عقل و نقل دونو سے لڑے کوئی جرت
نہین کرسکتا اور بشرط سلامتی ہوش
حواس کوئی زبان پر نہین لاسکتا -
اس لئے اگرچہ آٹھ قسم اول جو کتاب و سنت
کی مبنی مین مسلم الکل ہین اور ہر قسم اجماع
کے قائلین اجماع کے نزدیک مسلم و لیکن
چار قسم قیاس کے تو کسیکے نزدیک بھی مسلم
نہین اور اسکے قائلین قیاس بھی قائل نہین
کسیکے یہ تقسیم قیاس مین آجتک ہمارے
نہین کی اور نہ کوئی آجتک قیاس کی
قطعیت کا قائل ہوا ہی
قیاس تو قائلین قیاس کے نزدیک بھی
حجۃ ظنی ہی اور مفاد و حکم اسکا محض ظن
پھر معلوم نہین یہ بات آپنے سوتی ہوئی کہی
ہے یا دنیا کے سب اہل علم کو سوتے ہوے
خیال کرلیا ہی
یہ بات علماء کے نزدیک محتاج ثبوت و
شہادت نہین پر عوام ناظرین کے لئے

چند اقوال انہین کے علماء کی مظنیت
قیاس مین پیش کئے جاتے ہین
قال فی مسلم الثبوت وحکمہ ثبوت
حکم الاصل فی الفرع والظن بہ بعد
النظر لا القطع بان قطع بمقدماتہ
ومواده - وقال فی الحاشیۃ وھذا
بخلاف سائر الحجج فانہ یحصل القطع
بعد القطع بمقدماتہ
ترجمہ مسلم مین کہا ہی (جو حنفیون مین
مشہور و معتبر کتاب ہی) قیاس کا حکم یہ ہے
اصل کا حکم فرع مین ثابت ہونا اور
بعد نظر اسکا ظن حاصل ہونا نہ یقین
اگرچہ اسکے مقدمات یقینی ہون - حاشیہ
مین کہا یہ قیاس اور دلائل (یعنی قرآن
و حدیث) کے مخالف ہی کہ انمین مقدمات
یقینی ہونے سے دلائل بھی یقینی ہوجاتی
ہین
وقال فی التوضیح وھو بین غلبۃ
الظن بان الحکم ھنا ای القیاس یفید
غلبۃ ظننا بان حکم اللہ تعالے
فی صورۃ الفرع ھنا

ترجمہ - توضیح مین اور صاحب شرح وقایہ کی
تصنیف ہی) کہا ہی کہ قیاس یہ ظن پیدا کرتا ہی
کہ اللہ تعالی کا حکم صورۃ فرع مین یہ ہے -
قال فی شرح المغنی واما حکمہ فتعدیۃ
حکم النص الی ما لا نص فیہ لیثبت
فیہ الحکم بغلبۃ الرای علی احتمال
الخطاء - اشارۃ الی ان القیاس من
الادلۃ الظنیۃ وقولہ علی احتمال الخطأ
بناء علی ان المجتہد قد یخطی ویصیب
ترجمہ شرح مغنی مین ہی کہ قیاس کا حکم یہ ہے
حکم نص کا اس محل مین لیجانا جہان نص
نہین تاکہ اسمین بغلبہ ظن و باحتمال خطا حکم
ثابت ہو - اسمین یہ اشارہ ہی کہ قیاس ظنی
دلائل سے ہی اور باحتمال خطا کہنا اسپر مبنی
ہے کہ مجتہد کبھی خطا بھی کرتا ہی اور ٹھیک بھی
کہدیتا ہی -
یہ توظنیت قیاس پر شہادت ہی اب
قیاس کی تقسیمات جو حنفیہ و شافعیہ کرتے ہین
بیان کیجاتی ہین جس سے معلوم ہو کہ جو تقسیم
جناب مخاطب نے قیاس مین کی ہے آپ ہی کی
طبع زاد تقسیم ہی آپ سے پہلے کسی کے خواب و

خیال مین بھی نہین آئے
قال فی المسلم التقسیمات للقیاس
اما عند الشافعیۃ فباعتبار القوۃ
الی جلی والی خفی - وباعتبار العلۃ
الی قیاس علۃ والی قیاس دلالۃ والی
قیاس فی معنی الاصل - واما عند الحنفیۃ
فباعتبار التبادر الی جلی وخفی -
والثانی الاستحسان - ثم قسموا الاستحسان
الی ما قوی اثرہ والی ما ظہر صحتہ وخفی
فسادہ - والقیاس الی ما ضعف اثرہ
والی ما ظہر فسادہ وخفی صحتہ -
انتہی مختصرا
ترجمہ قیاس کی تقسیمات - شافعیونکے نزدیک
قیاس باعتبار قوۃ دو قسم ہی جلی و خفی و باعتبار
علۃ تین قسم - قیاس بعلۃ و قیاس بدلالۃ
اور قیاس بمعنی اصل -
اور حنفیون کے نزدیک باعتبار قریب الفہم
ہونیکی دو قسم ہی قیاس جلی و قیاس خفی
جسکو استحسان بولتی ہین -
یہ استحسان دو قسم ہی ایک وہ جسکا اثر قوی
ہو دوم وہ جسکی صحت ظاہر ہو اور فساد پوشیدہ

ا کا ضمون بسطا تمام ہوا

اور اگر بنظر افساد علۃ قیاس کے اقسام بیان
کرین تو یہ نام رکھ سکتے ہین قطعی العلۃ
ظنی العلۃ خصوص العلۃ - اجماعی ایمائی
شبہی - ضروری - حاجی - تحسینی مطردی
سبری وغیرہ جو دس یا دس سے اوپر علے
اختلاف الذاہب فی مسالک العلۃ لکھتے ہین
اس تقسیم مین بھی وہ چار قسم نہین آتے
جو جناب نے اختراع کئے ہین ورنہ کوئی قطعی
قسم نکلتا ہی گو قطعی ہونے علۃ قیاس کا
ایک قسم مین پایا جاتا ہے اور اس سے
قطعی ہونا قیاس کا ثابت نہین ہوتا جانچہ
عبارت مسلم مین عنقریب گذرا بالجملہ قیاس
کو ان چار قسمون مین تقسیم کرنا اور اس سے
سولہ قسم دلائل گھڑنا ایسا کذب ہی کہ آپ
ہی کے منہہ پر زیب دیتا ہی اور کسی منہہ
سے یہ بات نکل نہین سکتی

(۳) آپکا آٹھہ قسم کو ۱۶ قسم سے بحکم قید سادس
خارج ٹھہرانا بجز کذب بین نہین سکتا - اسلئے
کہ چار قسم تو اُن آٹھہ سے اجماع و قیاس
کی ہین اور اجماع و قیاس بزعم جناب قید

اول سے خارج ہوچکے فیلے خارج ہوئے
سے ۱۶ اور سولہ مین جناب کے پہلے باطل ہوچکے
ہین تو اب اخراج جناب کیونکر متصور ہے
یعنے جو امر پہلے نکل چکا ہی اور بوقت
قید سادس متکلم کی مراد ہی نہین ہے وہ
اب اس قید سے کیونکر خارج ہو سکتا ہی - اس بات
کے سمجھنے کو تھوڑا سا فہم اور کتب علوم
رسمیہ آلیہ مین تھوڑی سی نظر کافی ہے
سو یہان کہان - جناب نے تو کتب مین
بیٹھکر ہی علم خلاف و جدال کا سبق پڑھا
اور کتب درسیہ پڑھنے پڑھانیکا قصد نفرمایا
پھر مولوی قطب الدین خان و میر محبوب علے
عفا اللہ عنہما (جو مقلدین دہلی کی کبرا تھے
گو ان علوم سے وہ بیچارے بھی عاری
تھے) کے مرنے نے آپکو مقتدا بنا دیا اور
کبرنی موت الکبراء کا نشان کاندھے
پر رکھدیا پھر یہ باتین آپکے خیال مین کیونکر
آوین -

اگر آپ ابتدائے رسائل درسیہ بھی
پڑھتے تو یہ بات زبان پر لانے سے
ضرور شرماتے -

(۴) آپکا ہر قید سے ایک مفاد نکالنا اور بحکم اسکے
اقسام دلائل کو باطل ٹہیرانا یہ بھی کذب سے
خالی نہین ہے ہم حدیث حسن کو علے
عموم الاحوال ساقط الاعتبار نہین سمجھتے
اور نہ حدیث مختلف الصحۃ کو نہ ظاہر کو نہ
غیر صریح کو۔ ہمارا قیود لگانا اشتہار
مین اسی غرض سے ہے تفصیل اس
مضمون کی ہم اکاذیب خمسہ کی تکذیب
مین کر چکے ہین۔ آگے توفیق فہم منجانب
اللہ ہی

(۵) آپکا یہ قول "حدیث صحیح دو قسم ہے
حدیث حسن جسکی صحت مین کسیکو کلام ہو
اور حدیث حسن جسکی صحت مین کسیکو
کلام نہو اور جبکہ قید ثالث سے حدیث حسن
جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو الخ
اسمین حدیث صحیح کی تقسیم مین حدیث حسن کو
قسم ٹہیرانا بجز کذب یا اختلاط کچھ متصور
نہین ہے۔ حدیث حسن تو قسیم (یعنی
مقابل) صحیح ہے پہر اسکا صحیح کی قسمون
مین داخل ہونا کیا معنی۔
معلوم نہین یہ اختلاق یا اختلاط

آپکی طرف سے ہے یا کاتب نے عمداً آپ سے
دشمنی کی ہے کہ تین جگہہ یہی لفظ (حدیث
حسن جسکی صحت مین کلام) لکھدیا ہے
اگر کاتب کی ذمہ لگائے تو پہر آپ پر
یہ اعتراض ہے کہ آپنے اس قدر عرصہ تک
اسکا تدارک کیون نکیا۔
اور اس ڈبل غلطی کا اشتہار کیون دیا
آپ کی سکوت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی
کے فہم و فراست مین فتور آگیا ہے اور
لکی لا یعلم من بعد علم شیئاً کا آپ پر
ظہور ہو گیا ہے۔
اس صورت مین آپکو اب خلوت نشینی
لازم ہے اور ترک تحریر و تقریر مناسب۔
معلوم نہین آپکی قلم یا زبان سے کیا نکلے
اور آپکو اسپر شعور نہو

یہ کلام صفحہ ۱۶۱ سے یہانتک جعلسازی
و افترا پردازی جناب کی ثبوت مین ہے

اب آپکی ایک اعتراض کا (کہ وہ
بھی کذب ہی سے معرا نہین) جواب دیا جاتا ہے۔

وہ اعتراض یہ ہے کہ صاحب اشتہار
کا یہ قول کہ کوئی دلیل شرعی مین صحیح نہو گی

علام ہے

جبتک اسمین جمیع قیود ستہ موجود نہون
مخالف اہل سنت بلکہ جمیع اہل اسلام کے
ہے دو وجہ سے وجہ اول یہ کہ کوئی آئمہ
اسلام سے اسکا قائل نہین - وجہ دوم
یہ کہ مشتہر نے دو قیدین ضروری الدین عند الکل
کو چہوڑ دیا ہے - قید اول یہ کہ آیہ وحدیث
غیر منسوخ ہو قید ثانی یہ کہ غیر معارض ہو -
انتہی کلامہ بالفاظہ الفصیحۃ مع الاختصار

الجواب - وہ بات ہمنے نہین کہی جو
آپکو مخالف اسلام معلوم ہوئی ہے وہ
آپ ہی کی اکاذیب سے ہے پس آپ خود ہی
مخالف اسلام بنتے ہین جسکی تفصیل کذب
پنجم کی ثبوت مین گذری - اس سے وجہ
اول تو کافور ہوے - **اب وجہ دوم** کا
جواب سنئی کہ ہمنے اشتہار مین اُن قیود کا
ذکر کیا ہے جنکی رعایت سے اپنے مخاطبین کو
غافل پایا - اور جن قیود کی رعائت مین انکو سرگرم
بلکہ حد اعتدال سے پیش قدم دیکھا (یعنی منسوخ و
معارض نہونیکی قید کہ اسمین وہ ایسے مفتون ہین کہ غیر
منسوخ کو بھی منسوخ سمجھتے ہین اور غیر معارض کو معارض
سمجھکر اسکے پاس نہین پھٹکتے تو انکی لئے ان قیود کا ذکر
کرنا مناسب نہ سمجھا اور مصداق اس مثل (مستانرا سرود
یاد دہانیدن) خیال کیا ورنہ ہم اُن قیود و شروط کو واجب
الرعایۃ سمجھتے ہین اور شروط اشتہار سے پڑھکر ضروری
اللحاظ خیال کرتے ہین - اس اعتراض کی ذیل مین
آپنے کئی سوالات لکھے ہین کہ وہ بھی کذب سے خالی نہین ہین
سو انکا مستحق جواب نہونا ہم صدر تحریر مین بصفحہ
۱۵۹ ثابت کر چکے ہین

پس جملہ مبادی و مقاصد تحریر پر تزویر جناب کا جواب
ادا ہوا اور ایک فقرہ جناب بھی باقی نہین رہا جسکا
ابطال نہین ہوا

آئندہ قبولیت و انصاف اسکا ناظرین باانصاف پر ہے
ولیکن ھذا اخر ما اردنا من الکلام فی نقض
اباطیل امام اھل الخصام و وفیناہ الالزام
وابلغنا فی الافحام فللہ الحمد والمنۃ علی
ما من علینا بھذا الانعام وسلام علی
امام الائمۃ ونبی الامۃ محمد رسولنا وامامنا
وای امام وعلی اہلہ ایمۃ الھدی واصحابہ الانصار للاسلام
فالحمد للہ اولاً واخراً وھو احسن الختام

نمقہ ابو سعید محمد حسین اللاہوری

عفا اللہ عنہ

فہرست مضامین نمبر ۸ و ۹ جو جواب تحریر محمد شاہ کے متعلق ہین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
صفت وسیرت دروغگوئی جناب مخاطب	۱۵۷	اجتہادیات خطا سے خالی نہین ہوتی	۱۷۲
حاصل تحریر مخاطب معہ اصل عبارت	۱۵۸	فرقہ خوارج کا دین مین متشدد ہونا	۱۷۲
جواب حاصل تحریر معہ شہادت	۱۵۹	اہل دعوت کی روایت قبول نہونیکی	
نقل عبارت مخاطب متضمن اکاذیب ہفتگانہ جناب	۱۶۱	دلیل اور حاشیہ پر اُسکا ردّ	۱۷۳
کذب اول و دوم و سوم	۱۶۲ و ۱۶۳	مسلم الثبوت کی اُس مسئلہ پر شہادت	۱۷۳
اثبات کذب اول (جسکا حاصل یہ		علوم الحدیث ابن الصلاح کی اُسپر	
ہے کہ صاحب اشتہار احادیث بخاری مسلم		شہادت	۱۷۴
متکلم فیہا کو نہین مانتا)	۱۶۳	امام شافعی کا قول قبولیت روایت اہل دعوت	
اثبات کذب دوم کہ صاحب اشتہار		مین -	۱۷۵
احادیث اہل بدعت کو نہین مانتا	۱۶۴	عبارت شرح نخبہ کی شہادت	۱۷۵
بحث قبولیت روایت اہلبدعت جو باصدق		بدعتی سبہی مردود الروایۃ نہین نہین	
وضبط ہین -		تو کوئی مسلمان نرہے	۱۷۶
ابطال دلیل مانعین قبولیت	۱۶۵	مترجم کیطرف سے تائید جو لائق توجہ علماء	
احکام آمدی کی اسپر شہادت	۱۶۵	و معرکہ آرا ہے	۱۷۶
محصول رازی کی اسپر شہادت	۱۶۸	عبارت درمختار و ہدایہ کی شہادت قبولیت	
قول امام شافعی رح قبولیت شہادت		شہادت اہل بدعت پر	۱۸۰
اہل بدعت مین	۱۷۱	نقول ائمہ حدیث بواسطہ منہج قبولیت	
شرح مغنی کی اسپر شہادت	۱۷۱	روائت دعوت کنندگان مین	۱۸۱

قول ابن کثیر - و محمد بن ابراہیم وزیر وغیرہ ۱۸۱
قول صاحب منہج کہ بیخ عدالت رسمی کے اکہاڑنے کے لایق ہے ۱۸۲
دلیل مانعین قبولیت اہل دعوت اور اسکا جواب ۱۸۳
نقل فتح الباری کہ صدق و ضبط کی ہوتے ضعیف کہنے کا کچھ اعتبار نہین ۱۸۴
اثبات کذب سوم متضمن اس بیان کا کہ تعلیقات بخاری سے صاحب اشتہار کو احتراز ہے ۱۸۴
جواب قول ابن حزم کہ ہم اُسکی ایسے مقلد نہین جیسے شیعہ حضرت علیؑ کے یا حنفیہ ابو حنیفہ رح کے ۱۸۵
ابن الصلاح و نووی سے اس جواب کی تائید ۱۸۶ و ۱۸۷
جناب مخاطب کا اسپر ایمان و اقرار ۱۸۹
تعلیقات بخاری کا حکم بتفصیل ۱۹۰
کذب چہارم (کہ صاحب اشتہار احادیث و آیات ظاہرہ سے بقید سادس احتراز رکہتا ہے) کا بیان -
کذب پنجم لقب بمنتہی الاکاذیب (کہ صاحب اشتہار کے نزدیک کوئی دلیل شرعی بدون قیود ستہ مقبول نہین) کا بیان ۱۹۲
سوال یہ بات تمہارے قول کے مفہوم مخالف سے ثابت ہوتی ہے ۱۹۴
جواب اسکے تین ہین - اول یہ کہ مفہوم مخالف یہان بن نہین سکتا - ۱۹۴
تلویح وغیرہ کی اسپر شہادت ۱۹۵
سوال کوئی فائدہ قیود سواے نفے خلاف ہے تو بتلاؤ ۱۹۶
جواب فوائد ظاہر ہین اور ہمارے کلام سے مفہوم ہوتے ہین - ہم خود نہین بتلاتے اور نہ کوئی وجہ بتلانیکی پاتے ہین ۱۹۷
مولوی رحیم بخش صاحب امام مسجد فتحپوری دہلی کا شکریہ ۱۹۷
جواب دوم یہ کہ ہمارے مخاطب مفہوم مخالف اعتبار نہین کر سکتے ورنہ بزعم خود کفر کے مرتکب ہونگے ۱۹۸
جواب سوم کہ مفہوم لیکر بھی مخاطبین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کا کام نہین بنتا	۱۹۹	کذب (۱) دین اسلام کو ۳۲ حصہ ٹہرانا	۱۰۱
خلاصہ جوابات ثلثہ	۱۹۹	(۲) قیاس کو قطعی ٹہرا کر دلائل شرعیہ کے سولہ حصہ بنانا	۱۰۲
جواب اس شبہ کا کہ مفہوم کا تو عموم معتبر ہے۔	۱۰۰	حکم ظنیت قیاس پر شہادت قائلین قیاس	۱۰۳
سو روپیہ انعام دینے کا وعدہ کذب پنجم کے صدق ثابت کر دینے پر	۱۰۰	تقسیم قیاس قائلین قیاس کے نزدیک۔	۱۰۴
		(۳) آٹھ قسم کو بحکم قیاس سادس خارج کرنا۔	۱۰۵
بیان کذب ششم (جو کذب پنجم کا نتیجہ ہے)	۱۰۱	(۴) بعض قیود سے بعض اقسام کو نکالنا۔	۱۰۶
جسکا حاصل یہ ہے کہ ۳۱ حصہ دین منجملہ ۳۲ حصہ باطل ہوے		(۵) حدیث حسن کو حدیث صحیح کا قسم ٹہرانا	〃
بیان کذب ہفتم جسمین کذب ششم کی تفصیل ہے اور وہ کئی اکاذیب پر مشتمل ہے جسکے رو سے اسکا لقب اُمّ الاکاذیب مقرر کیا گیا ہے	۱۰۱	جواب مخاطب کے اس اعتراض کا کہ قید عدم نسخ و عدم تعارض کا کیون لحاظ نہین کیا۔	۱۰۷
		خاتمہ	۱۰۷

اشتہار

مین بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر میان محمد شاہ یا کوئی اور صاحب میری اس تحریر کا (جسمین مینے اکاذیب ہفتگانہ جناب کا کذب ہونا ثابت کیا ہے) جواب لکہین یا اور نہین تو فقط ایک مضمون کذب پنجم یا اُسکے نتیجہ کذب ششم ہے کو یا اکاذیب مندرجہ تفصیل کو سچا کر دکہا دین اور منطوق یا مفہوم اشتہار سے اسکا ثبوت بہم پہنچا دین تو مین سو روپیہ انعام دیتا ہون بشرطیکہ کوی منصف ثالث مسلم الطرفین اوسکا جواب ہونا تسلیم کرلے اور میرے کلام کو اوسکے مدافعت سے قاصر قرار دے اور در صورت جواب نہونے اوس جواب کے صاحب جواب تقلید مذہب چہوڑ کر خالص متبع سنت ہو جاوے۔ اور اگر منصفی کو معیار صداقت قرار نہ دیا جاوے تو جواب اُسکا ان لوگون سے کچھ مشکل نہین جو لوگ پہلی دفعہ جہوٹ بولنے لحاظ نہین فرمائی وہ دوبارہ جہوٹ بولنے سے کب باز آتی ہین۔ اس نظر سے منصفی ثالث کی شرط یہان ضروری سمجہی گئی ہے ؎ **المشتہر ابو سعید محمد حسین اللاہوری**

اطلاع نمبر دہم معمولی مقدار سے کم ہے بجاے کمی مقدار اس نمبر کے اسی مہینے مین خاتمہ جواب جواب ظفر احمد نکلیگا ان شاء اللہ تعالیٰ